لعبت چین

یعنی

پہلی صدی ہجری کے آخر کا ایک تاریخی ناول

مصنفہ

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر مرحوم

مؤلف تاریخ سندھ ارض مقدس وغیرہا

جسے

خاکسار حکیم محمد سراج الحق مینیجر اور پرنٹر و پبلشر دلگداز نے

۱۹۲۹ء میں

دلگداز پریس لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان میں

چھپوا کے شایع کیا

موسیٰ۔ اس لیے کہ ... موسیٰ ان غریب الوطنان عرب
ستان مند ہون۔ ... دریائے جیحون کے اس پار آیا تو جس شہر
لوگون سے امان کی درخواست کی مگر کسی نے سماعت نہ کی خصوصاً بادشاہ بخارا کی ...
لگی بغیر ... رہے گا جس نے صاف کہہ دیا کہ تم چند بے خانمان آفاقیون کو مین اپنے یہان نہین
رکھ سکتا۔ اس کے بعد خوش نصیبی سے مین سمرقند مین پہونچا۔ اور یہان کے فرمانروا طرخون نے
اپنی حمایت مین لے لیا۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ میرا حوصلہ کس قدر بڑھ گیا ہم اُس کی اس
عنایت کو کبھی نہین بھول سکتے۔"

یہ کہنے کے بعد گرد کے حسین نظر منظر اور دریائے زرافشان کی لہرون پر نظر ڈال کے بولا
آفتاب نکل آیا۔ چلو معمول کے مطابق طرخون سے ملین۔ جو صبح کو ہمارا منتظر رہا کرتا ہے۔" یہ کہتے
ہی سب عرب روانہ ہو گئے۔ وہ شہر مین آبادی کے اندر داخل ہوئے۔ اور اس بڑی
سڑک پر چل کھڑے ہوئے جو دریا کے کنارے سے سیدھی طرخون کے قصر کو گئی ہے۔ لوگ
مندرون اور دریا کی طرف سے اپنے بتون اور سورج دیوتا کی پوجا کر کے گھرون کو
واپس آ رہے تھے۔ اکثر عورتین اپنی ڈیوڑھیون مین اور دروازون کے سامنے
کھڑی ہو رہی تھین۔ اور موسم کی خوشگواری کی مسرت سب کے چہرون سے نمایان
تھی۔ اس لیے کہ اس سرزمین مین سردی کی بے انتہا شدت ہے۔ موسم سرما ایک عذاب الٰہی کی
شان سے آتا ہے اور برف باری راستون کو بند اور شدت برد سے اکڑنے والے اہل شہر کو گھرون
مین قید کر دیتی ہے۔ لہذا بہار اور موسم گرما کا مختصر زمانہ ہر شخص کے لیے رحمت الٰہی ہوتا ہے جس کی
مسرت ہر زن و مرد کے چشم و ابرو سے ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ خوشی اس بات
کی ہے کہ آج نوروز کا دن ہے جو اُن لوگون کی سب سے بڑی عید ہے۔

ان بشاش صورتون اور چھریرے پن سے کام کرنے والی عورتون کو دیکھتے ہوئے
... قدامہ اور اُن کے ہمراہی عرب خراماں خراماں ایک چوراہے پر پہونچے جو شہر سمرقند کی آبادی کا
... سب سے بڑا بازاری مقام ہے۔ جہان سب کو روز کسی نہ کسی ضرورت سے آنا پڑتا
ہے اور جب دیکھیے ایک بھیڑ لگی ہوئی نظر آتی ہے۔

اس چوراہے کے بیچون بیچ مین ایک نہایت ہی پرتکلف بنگلہ نما کوشک نظر آتی جو
... تیار ہوئی ہے۔ یہ بانس اور سرو کی لکڑیون سے ٹھاٹھ باندھ کے اور ...

ان پر رنگ برنگ کے زرنگار کپڑے منڈھے کے نہایت ہی خوبصورتی و نزاکت سے بنائی گئی ہے۔ چاروں طرف دروازوں پر خوشنما محرابیں بنی ہوئی ہیں جن میں زرنگار پردے بندھے ہیں۔ چھتوں اور در و دیوار پر بوقلموں پھولوں کے ہار ڈال کے یہ کوشک ایک نہایت ہی پُر لطف حجلۂ عروسی بنادی گئی ہے۔ اندر نہایت ہی تکلف سے دیبا وحریر کا فرش ہے۔ ایرانی قالین بچھے ہیں۔ اور جا بجا چینی گلدانوں پر پھولوں کے گلدستے سجے ہوئے ہیں۔ درمیان میں شاہانہ دسترخوان بچھا ہے جس پر انواع و اقسام کے کھانے چنے ہیں۔ گھوڑے کے گوشت کا قورمہ۔ بھُنی ہوئی مُرغیاں اور مُرغابیاں۔ اُبلا ہوا انگارے کا گوشت۔ تلے ہوئے دُنبے کے تکے۔ روٹیاں اور پراٹھے۔ طرح طرح کے حلوے۔ مٹھائیاں۔ تر و تازہ میوے۔ چینی ظروف میں نہایت ہی نفاست سے آراستہ ہیں۔ اور اُن کے بیچ بیچ میں جا بجا شراب ارغوانی کی صراحیاں اور چاندی کے جام رکھے ہوئے ہیں۔

یہ دیکھ کے نوجوان موسیٰ کو سخت حیرت ہوئی۔ اپنے دوست قاسم سے کہا "یہ تو عجیب سامان نظر آیا معلوم ہوتا ہے شاہ طرخون نے کسی کی دعوت کی ہے۔ مگر کتنی جلدی یہ کوشک بن کے تیار ہو گئی۔ کل صبح تک یہاں کچھ نہ تھا۔" یہ کہہ کے اُس کوشک کے ایک دروازے کے پاس گیا اور اندر جھانک کے دیکھا تو نظر آیا کہ ایک منقش مُطَلّا چوکی پر ایک مہ پارہ چار دہ سالہ پری جمال و ملائک فریب نازنین ارغوانی لباس عمدہ پہنے سر سے پاؤں تک مرصع طلائی زیور سے آراستہ اور موسم بہار کے رنگ برنگ پھولوں سے سجی ہوئی دسترخوان کے ایک سمت خاموش بیٹھی ہے۔ جیسے کسی وعدے پر آنے والے کا انتظار کر رہی ہے۔ اُس کے پیچھے دو نازک اندام و کمان ابرو کنیزیں دست بستہ کھڑی ہیں۔ گویا اُس کا حکم بجا لانے کے لیے تیار رہیں۔

اس مہ پارہ حور نژاد کی صورت دیکھتے ہی موسیٰ پر عجیب محویت کا عالم طاری ہوا بے اختیار دل میں آئی کہ دوڑ کے اُسے گود میں اُٹھا لے۔ مگر ضبط سے کام لیا۔ اور اپنے رفیق کی طرف جھک کے کہا "قاسم یہ تو معلوم ہوتا ہے جنت الفردوس کا خیمہ ہے۔ اور اس میں وہ سامنے حور مقصور بیٹھی ہوئی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ہے کیا؟ کس لیے یہ سامان ضیافت کیا گیا ہے اور یہ ملائک فریب نازنین کون ہے؟"

قاسم "افسوس اس وقت مالک بن عوف سلمی ساتھ نہ ہوئے۔ وہ ہوتے تو کسی سے پوچھتے۔"

ں کہ ان کو ساتھ رہنا چاہیئے۔ خیر کسی کو بھیج کے انھیں بلواؤ اور تاکید کر دو کہ باہر کی آمد و رفت
ہمیشہ ہمارے ساتھ رہا کریں۔ وہی اکیلے ترکی زبان سمجھتے ہین اور ہم بغیر اُن کے کسی سے
بات نہین کر سکتے۔"

جیسے ہی موسیٰ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہمراہیون مین سے ایک شخص دوڑا کہ عربی لشکر کا
مالک کو بلا لائے۔ اور موسیٰ نے قدامہ سے پوچھا "اُس مین کوئی مضائقہ تو نہ ہوگا کہ ہم اس کوشک
مین چل کے اس پری جمال معشوقہ کو قریب سے دیکھیں؟"

قدامہ: "ان لوگون مین اگرچہ پردے کا تو رواج نہین ہے اور اس مین بظاہر کوئی اعتراض کی بات
نہیں ہو سکتی مگر یہ عورت تنہا ہے۔ کوئی مرد اُس کے پاس نہین ہے اور یہ معلوم نہین کہ کون ہے
کس کی بیوی یا بیٹی ہے۔ ممکن ہے کہ کسی کے بیباکی سے اندر گھس پڑنے پر یہ لوگ برا مانین۔"

اب کوشک کے گرد اور بھی بہت سے تماشائیون کا ہجوم ہو گیا تھا۔ جو چارون طرف
دورون پہ پہرے لگائے کھڑے تھے مگر سب باہر ہی تھے۔ اور دُور سے دیکھ رہے تھے۔ اندر
قدم نہ رکھتا تھا۔ اس سے موسیٰ اور اس کے عرب ہمراہی اتنا سمجھ گئے کہ کسی غیر کو اندر
جانے کی اجازت نہین ہے۔ جو تورانی تماشائی قریب تھے اُن سے اشارون مین اس کوشک
اور اس سامان ضیافت کی حقیقت دریافت کی مگر ناآشنائی زبان کی وجہ سے کوئی نہ سمجھا سکا۔

اتنے مین مالک بن عوف آ گیا۔ موسیٰ اُس کی صورت دیکھ کے بہت خوش ہوا۔
اور کہا "ذرا لوگون سے دریافت تو کرو کہ یہ کوشک کس نے بنائی ہے؟ کس لیے بنائی گئی ہے؟
یہ کس کی دعوت کا سامان ہے؟ اور یہ حسینہ ماہ پیکر جو اُس کے اندر بیٹھی ہے کون
ہے؟"

مالک نے اُن ترکون سے جو قریب کھڑے تھے کچھ دیر تک ترکی زبان مین گفتگو کی۔ پھر
موسیٰ سے کہا "یا امیر عجیب واقعہ ہے جسے سُن کے آپ تعجب کرین گے۔ ان لوگون کے بیان سے
معلوم ہوا کہ یہان سمرقند مین مدت دراز سے معمول چلا آتا ہے کہ شہر کے سب سے بڑے
پہلوان و شہسوار اور وزیر و سپہ سالار کی دعوت کے لیے اہل شہر کی طرف سے ہر نوروز کو
حجلۂ عروسی بنا کے آراستہ کیا جاتا ہے۔ اُس مین تمام الوان نعمت دسترخوان پہ چنے جاتے
ہین۔ بہترین شرابین مہیا کر دی جاتی ہین۔ اور شہر بھر مین جو لڑکی سب سے زیادہ
خوب صورت ہوتی ہے عام اس سے کہ وہ کسی بڑے سے بڑے رئیس یا سردار کی بیٹی ہو۔ عروسی

لباس پہنا کے مرصع زیور سے آراستہ کر کے اور پھولوں سے سجا کے بٹھا دی جاتی ہے تاکہ وہ بہادر شہسوار
آئے اور اپنی جانبازیوں کے صلے میں اہلِ شہر کی یہ دعوت قبول کرے۔ مگر وہ اُسی وقت ان
چیزوں کو لے سکتا ہے جب کہ اور کوئی اُن پر تصرف کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ چنانچہ طلوعِ آفتاب
سے غروب کے وقت تک یہ سامان یونہیں اس حجلۂ عروسی میں رکھا رہتا ہے اور دن بھر
جب اور کوئی دعوے دار نہیں پیدا ہوتا تو شام کو وہ آ کے کھانا کھاتا ہے۔ اُس کے اعزاز
میں شب کو یہاں محفلِ نشاط قائم ہوتی ہے اُس میں بیٹھ کر ناچ دیکھتا اور گانا سنتا ہے۔ پھر
اسی حجلۂ عروسی میں اُس نازنین مہ پارہ سے ہم آغوش و ہم بستر ہو کے صبح کو اُسے اپنے
ساتھ لے جاتا ہے لیکن اگر دن کو کوئی دوسرا رقیب پیدا ہو گیا۔ اور اُس نے یہ جرأت کی
کہ اُس محبوبہ کے پہلو میں بیٹھ کے اُسے اپنے آغوشِ شوق میں کھینچ لے اور کھانے میں ہاتھ
ڈال دے تو فوراً سالِ گزشتہ کے کامیاب مدعیِ شجاعت کو خبر کی جاتی ہے۔ وہ آ کے اُس سے
مقابلہ کرتا ہے۔ اور جنگ و پیکار میں جو کامیاب ہو وہی اس حجلۂ عروسی اُس محبوبۂ مہ پارہ
ان الوانِ نعمت پر قابض ہوتا اور سال بھر کے لیے شہر کا سرغنہ و سردار اور شاہ طرخون کا وزیر
اعظم قرار پایا جاتا ہے۔"

یہ سن کے موسیٰ نے ایک جوشِ مسرت کے لہجے میں کہا "اگرچہ ہماری نظر میں یہ رسم
عجیب و غریب ہے مگر بات نہایت ہی معقول و دلچسپ ہے۔" یہ کہتے ہی بغیر کسی سے مشورہ کیے
اور بلا تامل وہ اُس حجلۂ عروسی میں گھس گیا۔ جاتے ہی اُس نازنین کو کھینچ کے گود میں بٹھا
لیا۔ اُس کے لبِ لعلیں کے بوسے لیے اور بیٹھ کے کھانا کھانے لگا۔

اُس کی یہ جرأت دیکھتے ہی تماشائیوں میں ایک ہنگامۂ محشر بپا ہو گیا۔ لوگ گھبرا گھبرا
کے اُسے گھورنے، باہم سرگوشیاں کرنے اور اِدھر اُدھر دوڑنے لگے۔ اور موسیٰ کے ہمراہی عرب
جو ابھی تک کوشک ناز کے باہر کھڑے تھے اپنے سردار کی اس بیباکی و خود رائی پر حیران
ہو گئے۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے "دیکھیے اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔"

سب اسی اندیشے میں تھے کہ کیا دیکھتے ہیں طرخون کا سپہ سالارِ اعظم اور وزیرِ مکرم
نوشگین بہادر خود و زرہ پہنے پورے ہتھیار لگائے سفید برق وش گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا
ہوا آیا۔ اور کوشک کے دروازے پر باگ روک کے ترکی زبان میں چلایا "او بیباک و شوریدہ
سر عرب مرد ہے تو باہر آ اور میری تلوار کا مزہ چکھ۔" مالک بن عوف نے فوراً دوڑ کے موسیٰ کو

شہر کی اور وہ بھاگنا معشوقہ تو غائب ہو کر کے مسکراتا ہوا باہر آیا۔ اپنے ایک رفیق کا نیزہ لے کے
نوشگین کے سامنے دشنا کے کھڑا ہو گیا۔ اور ڈپٹ کے کہا "لے اپنا حربہ کر" اس کا ترجمہ
مالک نے نوشگین کو بتایا تو اس نے کہا "تمھارا ماتحت بہ کار ہمرود اشرار ستا و شورید ہ سری کے ساتھ
بے وقوف بھی ہے جو بغیر زرہ پہنے ایک نیزہ ہاتھ میں لے کے پیدل میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اُس سے
کہو کہ ہم ایسی بزدلی کی لڑائی نہیں لڑتے۔ اُسے اجازت ہے کہ اپنے خیمے میں جا کے زرہ پہن لے۔ جن اسلحہ پر
ناز ہو اُن کو لے لے۔ اپنے بہترین گھوڑے پہ سوار ہو۔ اور شہر کے باہر میدان میں چل کے مجھ سے
مقابلہ کرے۔ جہاں تمام اہل شہر اور خود شاہ طرخون ہماری سپہگری کا تماشا دیکھیں گے"
جب اس مضمون کو موسیٰ سمجھا تو کہا "میں تمھاری تجویز کو خوشی سے منظور کرتا ہوں۔
بشرطیکہ یہ سامان ضیافت یہ مجوبہ باد طلعت حفاظت سے یونہیں برقرار رکھے جائیں۔ اور
جب تک ہم دونوں میں سے کوئی غالب نہ آ جائے کوئی چیز یہاں سے نہ ہٹائی جائے"
نوشگین "سب چیزیں یونہیں برقرار رہیں گی۔ یہ سب اُسی کی ہیں جو آج کے معرکے میں
کامیاب ہوگا اور حریف کو قتل کر کے اس عشرت کدے میں قدم رنجہ کرے گا"
یہ سنتے ہی موسیٰ اور نوشگین عرب رفیقوں اور ترکوں کے ایک انبوہ خلائق کے ساتھ
عربوں کی فرودگاہ میں آئے۔ موسیٰ زرہ اور سامان جنگ سے آراستہ ہوا ہتھیار لگائے جنگل کے
اپنے عزیز گھوڑے جوالہ پہ سوار ہوا۔ اور دونوں حریف ہمدم ہمراز دوستوں کی طرح گھوڑے
سے گھوڑا ملائے شہر کے باہر دریائے زرافشان کے کنارے ایک وسیع میدان میں آ گئے۔
جہاں ہزار ہا خلقت جمع تھی۔ اور خود شاہ طرخون بھی آ کے موجود ہو گیا تھا۔ اس لیے کہ آناً فاناً
میں تمام اہل شہر کو خبر ہو گئی تھی۔ اور سب کو معلوم تھا کہ یہی میدان نامور بہادروں کی جولان گاہ
اور ہر ملک حریفوں کا مقرر شدہ اکھاڑہ ہے"
اس میدان میں پہنچتے ہی دونوں حریف جدا ہو کے مقابل کھڑے ہو گئے۔ اور اس
انتظار میں کہ شہر کے تمام لوگ جمع ہو جائیں جو ہر طرف سے جوق جوق لپکے چلے آتے تھے
گردآوری کرنے اور وسیع میدان میں گھوڑوں کی جولانیاں دکھانے لگے۔ اور جب
خوب مجمع ہو گیا تو نوشگین نے اشارہ کیا کہ "لے اب مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ" موسیٰ اپنا
نیزہ اُس کی طرف جھکا کے کھڑا ہو گیا۔ مگر نوشگین نے بجلی کی طرح جھپٹ کے نیزے پہ تلوار
ماری اور اشارہ کیا کہ نیزہ دور کی لڑائی ہے۔ مرد ہو تو شمشیر زنی کا جوہر دکھاؤ۔ اور نہ

ساتھ ہی بڑھ کے سینے کا ایک زبردست ہاتھ مارا۔ موسیٰ نے وار اپنی ڈھال پر لیا۔ شمشیر ہندی کا
نکال کے نقلی ڈوبا۔ اور برابر آکے نوشگین کے سر پر تلوار ماری جس سے سر تو بچ گیا مگر خود
کٹ کے بیکار ہو گیا۔ اب دونوں میں نہایت ہی شدت سے تلوار چل رہی تھی۔ اور گھوڑوں
کی پلٹا پھرت کے ساتھ تلواروں کی برق دستی سے کئی منٹ تک ایسا عجیب و پُر لطف
آتشبازی کا سماں بندھا رہا کہ دیکھنے والے دونوں کی سپہگری پر تعجب کر رہے تھے۔ یہ
سماں اس وقت ختم ہوا جب دونوں تلواریں ٹوٹ گئیں۔ مگر قبل اس کے کہ موسیٰ کسی اور
سلاح پر ہاتھ ڈالے۔ نوشگین نے گرز اُٹھا کے موسیٰ کے سر پر اس زور سے مارا کہ خود پچک
گیا۔ اس کی نوک ٹوٹ گئی۔ اور موسیٰ اگرچہ زخمی نہیں ہوا مگر سخت چوٹ کھائی۔ گھبرا کے
پیچھے ہٹا۔ اور نوشگین کو اپنی اس ضرب پر اس قدر ناز تھا کہ سمجھا ہٹنے کے بعد غش کھا کے
گھوڑے سے گرا چاہتا ہے۔ وہ اسی انتظار میں تھا کہ موسیٰ نے آپ کو سنبھالا اور برق وشی
کی پھرتی سے کمان میں تیر جوڑ کے ایک ایسا تیر مارا جو کمان سے نکلتے ہی نوشگین کی آنکھ میں
پیوست ہو گیا۔ ایک کراہ کے ساتھ اس نے تیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے چاہا کہ آنکھ
سے کھینچ کے نکالے کہ یکایک موسیٰ کا نیزہ اس کے سینے پر پڑا جو زرہ کو توڑ کے پار نکل گیا۔
اور نوشگین نے اسی طرح تیر کو پکڑے ہوئے زمین پر گر کے جان دے دی۔

یہ دیکھتے ہی عربوں نے بڑے جوش سے نعرۂ مسرت بلند کیا۔ طرخون اور سارے تورانی
وزابلستانی سناٹے میں آگئے۔ اور موسیٰ نے بغیر اس کے کہ کسی سے بات کرے خوشی کے نعرے بلند
کرنے والے عربوں کے جھرمٹ میں شہر کی راہ لی۔ سیدھا اس حجلۂ عروسی میں پہونچا۔ تمام
عرب رفیقوں کو دسترخوان پر ساتھ بٹھا کے کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد عیش و سرود کی محفل
گرم ہوئی۔ اور رات بھر عیش و طرب کے مزے اُٹھائے۔ حجلۂ عروسی کی لذت حاصل کی۔ اور صبح
ہوتے ہی معشوقہ چینی کو ساتھ لے کے اپنی فرودگاہ میں آیا۔ اور اس غربت میں ایسی حور وش
ماہ طلعت کے مل جانے پر بے انتہا مسرور تھا۔

دوسرا باب

کس کی دُلھن اور کون لے گیا

گذشتہ واقعات سے اگرچہ موسیٰ اپنی کامیابی و خوش نصیبی پر نازاں اور اُس کے تمام

وہاں تھا اور رفقا محفوظ و مسرور رہتے تھے مگر ترکون خصوصاً شاہ سمرقند طرخون کو نہایت ہی رنجیدہ
تھا۔ وہ لوگ حرف شکایت زبان پر نہ لا سکتے تھے۔ اس لیے کہ رسوم مروجہ کے مطابق ہر شخص
کو حق حاصل تھا کہ سمرقند کے سپہ سالار اعظم کو قتل کر کے نوروز کی دعوت اور حسینۂ ماہ طلعت کو
جیت لے۔ مگر یہ امر سب کو شاق تھا کہ ایک آفاقی شخص نے اس سپہ سالار کو قتل کر ڈالا
جو بادشاہ کا دست راست۔ رعایا کی پشت پناہ۔ اور سارے توران کا نامور سردار تھا
چنانچہ سب اس فکر مین تھے کہ کوئی موقع پیدا کر کے عربون اور اُن کے نوجوان سردار
سے نوشکین کے خون کا انتقام لین۔ اور یہ نہ ہو سکے تو کسی بہانے اُن کو ذلیل کر کے اپنے
شہر سے نکال باہر کرین۔

نوشکین کے مارے جانے کے دس پندرہ روز بعد طرخون اپنے محل مین بیٹھا تھا
نامور سرداران توران زمین جمع تھے اور طرخون کے ولی عہد ارسلان کی شادی کا تذکرہ
تھا جو اسی ہفتہ مین کاشغر کے فرمانروا ایلقرا ایلخان[۵] کی شاہزادی نوشین کے ساتھ ہونے
والی تھی۔ دولھن کا حسن و جمال سارے ترکستان مین مشہور تھا۔ اور تورانیون کو یقین تھا
کہ اُس سے زیادہ خوبصورت لڑکی سارے توران مین نہین ہے۔ منگنی کا رسم سرداران سمرقند
ارسلان کو ساتھ لے جا کے کاشغر مین انجام دے چکے تھے۔ اور اب شاہزادی کاشغر
اپنے خاندان کے لوگون اور ختا و کاشغر کے معززین کے ساتھ دو روز بعد سمرقند پہونچنے
والی تھی تاکہ وہ آخری رسم شادی بھی تکمیل کو پہونچ جائے جس کا مغلون اور تاتاریون
مین عام رواج تھا۔ اور اصلی عقد نکاح اسی سے عبارت ہوتی۔ اس رسم کی تعمیل
اکثر دولھا کے گھر پر ہوا کرتی۔ اور دولھنین منزلون کا سفر کر کے اپنے عزیزون کے ساتھ
سسرال کے شہر مین آیا کرتی تھین۔

وہ رسم یہ تھی کہ دولھن عروسانہ لباس اور زیور پہن کے ہتھیار لگا کے
گھوڑے پر سوار ہو کے کسی وسیع میدان مین جاتی اور شمشیر برہنہ کھینچ کے کھڑی ہو جاتی
اس کے بعد دولھا اور اُس کے بہت سے رقیب مسلح گھوڑون پر سوار ہو کے
مقابلے پر جاتے۔ سب کے سب تلوارین کھینچ کے دولھن پر حملہ کرتے۔ اور جو نوجوان کوشش کر کے
اُسے زندہ پکڑ کے اُس کے گھوڑے پر سے کھینچ لیتا اور لے بھاگتا۔ دولھن اُسی سے بیاہی جاتی

۵ ایلخان ختا و تبت کے بادشاہون کا عام لقب ہوا کرتا تھا۔

اپنے آپ کو ان کی گرفت سے بچاتی اور کوئی قریب پہونچ جاتا تو اُسے تلوار سے مارتی اور سختی سے مقابلہ کرتی۔ اس لڑائی میں حریف نوجوان بھی دولھن تک پہونچنے میں ایک دوسرے کے مزاحم ہوتے جس میں ہمیشہ دو ایک جان سے مارے جاتے یہاں تک تو اصل دولھا اور سب برابر رہتے۔ مگر دولھن کے قریب پہونچنے میں دولھا کو اتنی مدد ملتی کہ بظاہر تو وہ اُس پر بھی حملے کرتی اور اُسے بھی پاس آنے سے روکتی۔ مگر اوروں کی آنکھ بچا کے یہ کوشش کرتی کہ لڑتے ہی لڑتے اوروں کی گرفت سے بچ کے اُس نوجوان کی گرفت میں آجائے جس سے منگنی ہو چکی ہے اور اس کا اصلی دولھا ہے۔ مگر ظاہر میں یہی نظر آتا ہے کہ وہ سب نوجوانوں سے یکساں طریقے پہ مزاحمت کرتی اور بھاگتی ہے اور کسی کے پنجے میں نہیں آنا چاہتی۔

دولھا اور دولھن دونوں کے لیے یہ سخت آزمائش کا مقام تھا۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا کہ اس میدان میں دولھا دولھن دونوں کی مرضی کے خلاف کوئی اور نوجوان دولھن کو جیت لیتا۔ اور ایسی صورت میں منگنی کالعدم ہو جاتی۔ اور لڑکی اُس کی دولھن ہو جاتی۔ جو اُس کو اس معرکہ میں کھینچ کے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیتا۔

دونوں کے خاندانوں بلکہ ساری قوم کے لیے بھی یہ نہایت نازک اور اندیشہ ناک موقع ہوا کرتا۔ اور جب تک دولھن اپنے اصلی دولھا کے آغوش میں نہ پہونچ جاتی دونوں کے دل بیم و رجا کے تفکرات سے دھڑکتے رہتے۔ اور اُن سے زیادہ اُن کے عزیزوں اور دوستوں کی حالت ہوتی۔ چنانچہ طرخون کو بھی اس کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ خصوصاً اس لیے کہ شاہزادی نوشین کے سینکڑوں عاشق جانباز تھے اور اُس کا فرزند ارسلان اُس نازنین پہ فریفتہ اُس کی صورت کا عاشق اور اُس کے شوق میں دیوانہ ہو رہا تھا۔

انھیں اندیشوں کا خیال کر کے طرخون نے اپنے اُمرا سے کہا "اس رسم میں جو نوجوان ارسلان کے رقیب بن کے میدان میں جائیں اُن میں خیال رکھا جائے کہ کوئی نوشین کا عاشق اور اصلی رقیب نہ ہو۔ سب دکھانے کے لیے مقابلہ کریں اور سب کی کوشش یہی ہو کہ نوشین ارسلان کے آغوش میں آجائے۔"

ایک امیر: "بیشک یہی ہونا چاہیے۔ بس اس کا لحاظ رکھا جائے کہ رقیبوں میں کوئی غیر نہ ہو۔ سب سمرقند کے ہوں۔"

طرخون: "اور کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ نوشین کی صورت دیکھ کے سمرقند کا کوئی نوجوان

اُس پہ فریفتہ ہوجائے۔ اور ارسلان سے چھین کر اُس کے لے بھاگنے کی کوشش کرے ؟"
دوسرا سردار "ہمیں یقین ہے کہ ہمارے شہر کے نوجوانوں میں سے کوئی شاہزادۂ ارسلان کے ساتھ بیوفائی اور دغابازی نہ کریگا"
طرخون "لیکن اگر کوئی نوجوان بغیر اس کے کہ ہم منتخب کریں خود سے مقابلہ کو کھڑا ہوجائے تو تم کیا کروگے۔ کسی کو اُس کے روکنے اور منع کرنے کا حق ہے ؟"
دوسرا سردار "روکنے کا حق تو نہیں ہے۔ مگر یہ ہوسکتا ہے کہ اس سے ذرا بھی بدنیتی ظاہر ہو تو اور سب رقیب جو ہمارے جانے بوجھے اور ہمارے بس کے ہوں کے مقابلے کے وقت اتفاق کرلیں۔ اور اس دشمن رقیب کو قتل کر ڈالیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے ہم یہ انتظام کریں گے کہ جو بھروسے کے رقیب منتخب کیے جائیں گے۔ وہ نہایت ہی شہ زور تنومند اور فنون جنگ میں کمال رکھنے والے ہوں گے۔ اور ان کی یہ متفقہ کوشش ہر غیر رقیب کو چاہے کیسا ہی بہادر اور جوانمرد ہو دنیا سے ناپید کردے گی"
طرخون "اگر تم کو اس پہ بھروسا ہے تو اس رسم کے بہانے ہمارا ایک اور مطلب بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ رقیبوں میں ہم اُس سرکش عرب موسیٰ کو بھی لے لیں۔ وہ کسی اور کو نوشگین تک نہ پہونچنے دے گا۔ اور اگر خود اُس نے دولھن کا قصد کیا تو سب مل کے اُسے قتل کر ڈالیں گے بلکہ یہ کوشش کی جائے گی کہ چاہے وہ لڑکی کی طرف رخ کرے یا نہ کرے۔ رقابت کے بہانے سب مل کے اُس کا خاتمہ کردیں۔ ہمیں بہادر نوشگین کا بدلہ مل جائے اور ہمارے معزز رئیس سمرقند بہرام کی بیٹی قتلق خانم اپنے ناجنس مالک کے پنجۂ ستم سے چھوٹ جائے"
بہرام ۔(جو اس دربار میں موجود تھا) "خدا حضور کو صدہا سال تک سلامت باقبال رکھے۔ اس سے بہتر کوئی تدبیر میری مظلوم بیٹی کی رہائی کی نہیں ہوسکتی۔ میں نے یہ سمجھ کے اُسے قوم کے حوالے کردیا تھا کہ بہادر نوشگین کی محبوبہ بنے گی۔ جس سے اچھا شوہر کسی عورت کو نصیب نہ ہوسکتا تھا۔ مگر قسمت نے بیوفائی کی۔ نوشگین مارے گئے اور وہ ایسے کے پالے پڑ گئی جو نہ اُس کی زبان سمجھتا ہے اور نہ وہ اُس کی زبان سمجھتی ہے۔ ہزار میل جول ہو مگر زندگی بھر نا آشنا بنے رہیں گے اور غریب قتلق اپنی قسمت پر روئے گی"
طرخون "ہاں ہاں یہی ہونا چاہیے۔ تم لوگ اس کا انتظام کرو۔ اور ایسے ہی توانا و جانباز نوجوان چھانٹ لو جو کبھی کسی سے مغلوب نہ ہوے ہوں۔ اور اپنے بس کے ہوں

ان پر بھروسا کیا جائے۔ اور یہ دو باتیں اُن کا مقصد ہوں۔ ایک یہ کہ خوب صورت نوشین میرے بیٹے ارسلان کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہ جانے پائے۔ اور دوسرے یہ کہ عرب جوان موسیٰ اس میدان سے زندہ نہ واپس آنے پائے۔"

بہرام: "تو حضور موسیٰ کو خبر کر دی جائے کہ رسمِ شادی میں شاہزادی کے قبضوں میں وہ بھی رکھے گئے ہیں۔"

طرخون: "یہ غضب نہ کرنا۔ وہ بڑا ہوشیار ہے سمجھ جائیگا کہ یہ میرے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے۔ جس روز یہ رسم ادا ہو گی۔ اُس روز ہم اُسے سیر کے بہانے میدان میں لے جائیں گے اور ہم اُس موقع پر باتوں باتوں میں اُس کو ابھار دیں گے کہ مرد ہو تو اس مقابلے میں تم بھی شریک ہو جاؤ۔ اُسے اپنی شجاعت پر اس قدر ناز ہے کہ فوراً آمادہ ہو جائیگا۔"

یہ طے ہونے کے بعد طرخون اُٹھ کے اپنے محل میں گیا۔ اور اُمرائے سمرقند نے دربار سے واپس آتے ہی جس قسم کے نوجوان بتائے گئے تھے چھانٹنا شروع کیے۔ اس میں انھیں زیادہ دقت نہیں پیش آئی۔ اس لیے کہ ارسلان سے نوجوانانِ شہر کو اس قدر محبت تھی اور موسیٰ کی دشمنی کی آگ سب کے سینوں میں اس شدت کے ساتھ بھڑک اُٹھی تھی کہ جس نے اُن مقاصد کو سنا تیار ہو گیا۔ اور دو روز کے اندر بیس ایسے نام و نمود کے نوجوان پہلوان منتخب ہو گئے کہ جنھیں اُن کی صورت دیکھ یقین کر لیا کہ یہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ دوسرے دن شام کو خود بادشاہ طرخون نے ان کا معائنہ کیا۔ اُن کی شہسواری و شمشیر زنی کو خوب اچھی طرح آزمایا اور پسند کر کے اپنا اطمینان ظاہر کیا۔

اب نازنین لعبتِ چین شاہزادی نوشین اپنی ماں بھائیوں اور عزیزوں کے ساتھ بہت کر و فر سے چار سو میل کی مسافت طے کر کے سمرقند میں آ گئی۔ شاہ کاشغر بالقرا اولغان ہمراہ آیا تھا۔ دولھن والوں کا پڑاؤ شہر کے باہر دریائے زرافشان کے کنارے اُسی میدان میں ہوا جہاں چند روز ہوئے موسیٰ اور نوشتگین میں مقابلہ ہوا تھا۔

کئی دن تک طرخون کی جانب سے سمدھیانے والوں کی دعوتیں ہوتی رہیں۔ رقص و سرود کی محفلیں گرم رہیں۔ اکثر اوقات سپہگری کے کرتب اور شہسواری کے کمالات دکھائے گئے جن میں شہر کے اکثر بہادر سپہگروں نے حصہ لیا۔ اور جب مسافرانِ کاشغر خوب آرام لے چکے اور سستا چکے تو اُس مخصوص رسمِ شادی کا دن قرار پایا۔

اور جو نوجوان شاہزادۂ ارسلان کی رقابت کے مدعی تھے شاہ کاشغر بالقرا اولتان اور تمام لڑکی والون کو دکھا دیے گئے۔

انتظار اور بیم و اُمید کے ہزارون ہچکولون کے بعد انتخاب اور مقابلے کا دن آ گیا۔ اور صبح تڑکے ہی سے دُور دُور کے لوگ آ کے اُسی میدان مین جمع ہوے جو لڑکی والون کے پڑاؤ کے سامنے تھا۔ طرخون اپنے تمام ارکان دولت اور معزز مہمانان عرب کو ساتھ لے کے آیا کہ بیٹے کی جوانمردی و کامیابی کا تماشا اپنی پُر شوق آنکھون سے دیکھے۔ موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کو وہ خاص طور پر بلا کے اپنے ہمراہ لایا۔ اور اُس سے اس رسم کی مفصل کیفیت بیان کی۔ موسیٰ نے اُس کی باتون کو حیرت سے سُنا اور کہا "یہ رسم اگرچہ نہایت ہی شریفانہ اور سپہگرانہ ہے مگر خطرے سے خالی نہین۔"

طرخون: "بے شک اس مین خطرہ ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اصلی دولہا اپنی دولھن کے وصال سے محروم رہ جاتا ہے۔ مگر ہم چاہتے ہین کہ ہمارے نوجوان نشیب و فراز زمانہ کی سختیان جھیلنے، ایسی مصیبتون کے برداشت کرنے۔ اور اس قسم کے امتحانون مین استقلال دکھانے کے عادی رہین۔"

موسیٰ: "تو کیا ہر شخص کو اس مین شریک ہونے کا اختیار ہے۔ اور جو چاہے مسلح ہو کے دعوائے رقابت کر دے؟"

طرخون: "ہر شخص شریک ہو سکتا ہے۔ اور اگر کامیاب ہو جائے تو ہم اُس کی قدر کرتے اور اُس کی بہادری کے معترف ہوتے ہین۔"

موسیٰ۔ (مسکرا کے) "اگر آپ کے فرزند کا معاملہ نہ ہوتا تو اس مقابلے مین مین بھی شریک ہوتا۔"

طرخون: "آپ کا جی چاہتا ہو تو ارسلان کے رقیبون مین شریک ہو جائیے۔ اس مین ہمارے اکثر دوستون اور معزز خیر اندیشون کے لڑکے شریک ہین۔ اور ہم اُن کی شرکت سے خوش ہین۔ ہماری قوم بہادر ہے اور ایسی بہادری کے معاملون مین ناانصافی نہین کرتی۔"

موسیٰ: "مگر مجھے مناسب نہین معلوم ہوتا کہ کوئی ایسا کام کرون جس مین ذرا بھی آپ کی یا آپ کے صاحبزادے کی دل شکنی کا اندیشہ ہو۔"

طرخون: "ہماری دل شکنی نہین ہو سکتی۔ اگر آپ مقابلے مین جیت گئے تو سمجھین گے کہ کاشغر کی شاہزادی آپ کی قسمت مین لکھی تھی۔ ارسلان کو کوئی اور دولھن مل جائے گی۔

اور ہو ملے گی اس کو وہ یونہیں ہتھیلی پر سر رکھ کے حاصل کر سکے گا۔"

بہرام۔ "جو بادشاد کے قریب ہی کھڑا تھا" اور اکیلے آپ کے نہ ہونے سے کیا ہوگا؟ یہ جتنے نوجوان رقیب ہیں کے میدان میں نکلنے والے ہیں اُن سب سے یہی اندیشہ ہے کہ اُن میں سے جو غالب آگیا شاہزادی کا شوہر کا مالک ہوگا۔ اور شاہزادہ ارسلان منھ دیکھ کے رہ جائیں گے۔"

طرخون۔ بے شک مجھے آپ کے نہ شریک ہونے سے کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا اور کسی اور کے جیت جانے پر مجھے ملال کرنے کی کوئی وجہ ہے آپ کا جی چاہتا ہو تو ضرور شریک ہوں۔"

موسیٰ۔" میرا دل بیشک چاہتا ہے اور اگر آپ سچے دل سے کہتے ہیں کہ میرے غالب آنے سے آپ کو ملال نہ ہوگا تو میں بڑے شوق سے ان رقیبوں کے گروہ میں شریک ہونے کو تیار ہوں۔"

طرخون۔" آپ کی آمادگی سے میں خوش ہوا۔ اور میرے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ میرے بیٹے کے رقیبوں میں ایک نامور اور بہادر عرب نوجوان بھی تھا۔ تو جائیے۔ زرہ بکتر اور اسلحہ جنگ سے آراستہ ہو آئیے۔"

موسیٰ۔" بہت اچھا۔" یہ کہہ کے جانے کو تھا کہ طرخون نے ارسلان اور اپنے کاشغری سمدھی کو بلا کے اُس سے ملایا۔ اور یہ آواز بلند کہا "بڑی خوشی کی بات ہے کہ رقیبوں کے گروہ میں بہادر نوجوان عرب موسیٰ بھی شریک ہوں گے۔" سب نے اس پر ایک خوشی کا نعرہ بلند کیا اور موسیٰ نے اپنے پڑاؤ میں جا کے لباس جنگ پہنا۔ ہتھیار لگائے۔ اور اپنے برق رفتار عربی گھوڑے جوالہ پر سوار ہو کے واپس آگیا۔

آ کے دیکھا تو شاہزادی نوشین عروسانہ لباس و مرصع زیور پہن کے اور پھولوں کے ہاروں سے آراستہ ہو کے گھوڑے پر سوار ہو چکی تھی وہ زعفرانی جوڑا پہنے تھی۔ سر پر ساتا رنگ کے پھولوں کا تاج تھا۔ بال کھلے ہوئے تھے۔ اور سیاہ تاب زلفوں میں سے چاند سا چہرا اس طرح چمک رہا تھا۔ جیسے کالی گھٹا کے اندر سے کبھی آفتاب اپنی صورت دکھا دیا کرتا ہے۔ پورے اسلحہ جنگ اُس کے نازک جسم پر سجے ہوئے تھے اور ایک ترکی سبز رنگ گھوڑے پر سوار تھی جو جوان کے سب نوجوانوں کے گھوڑوں سے تیز

رکھا گیا تھا تاکہ اُسے بھاگنے کا اچھا موقع ملے۔ اور اسیر کرنے والے اُسے مشکل سے پاسکین۔
موسیٰ نے اس وقت پہلے پہل اس کی صورت دیکھی۔ اور دیکھتے ہی ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہو گیا دل مین کہا آہ! بہت سے کانٹون کو ہٹا کے اس پھول تک پہونچنا ہے مگر زندگی کا مزہ جب ہی کہ یہ لعبت چین ہاتھ آ کے۔ وہ بڑا خوش نصیب ہے جو اس نازنین کو پائے گا۔ مگر خدا جانے وہ خوش نصیب کون ہے۔ مین یہ تو نہین کہہ سکتا کہ وہ فرخندہ بخت مین ہی ہون۔ لیکن اتنا ضرور کہون گا کہ یا تو اسی میدان مین میری قبر بنے گی اور یا یہ آفتاب روزگار نازنین میرے ہاتھ آئے گی۔" یہ کہتے ہی گھوڑے کو ایڑ بتا کے رقابت کا دعویٰ کرنے والے نوجوانون کی صف مین شاہزادہ ارسلان کے برابر جا کھڑا ہوا۔

اب تمام لوگ جمع ہو چکے تھے طرخون اور اُس کا سمدھی شاد کاشغر بانکر اولتان اپنے گھوڑون پر سوار پہلو بہ پہلو کھڑے تھے۔ انھین کے قریب سارے غریب الوطن عربون کا مجمع تھا۔ اتنے مین حسب دستور قدیم سب نوجوانون نے قریب آ کے دونون بادشاہون کو سلام کیا۔ شاہزادی پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کی۔ اور ادب سے رخصت ہو کے بیچ میدان مین جا کھڑے ہوئے۔ شاہزادی کی نشست مین اور اُن مین تقریباً پانچ سو گز کا فاصلہ تھا اور وہ اپنی چار سہیلیون کے ساتھ جو گھوڑون پر سوار اُس کے ہمراہ تھین خوف اور گھبراہٹ کی نگاہون سے ان سب کو دیکھ رہی تھی کہ یکایک اُن سب نے اُسکی طرف گھوڑون کی باگین اُٹھا دین۔ اور وہ بھی اپنے صبا رفتار گھوڑے کو ایڑ بتا کے بھاگی۔ بڑی دیر تک تعاقب ہوتا رہا۔ شاہزادی بجائے اور کسی طرف بھاگنے کے اسی میدان مین چکر کاٹ رہی تھی اور حملہ آور نوجوانون کا غول اس کے پیچھے تھا۔ مگر شاہزادی کا گھوڑا اس قدر تیز تھا کہ دونون کے درمیان کی مسافت بجائے کم ہونے کے بڑھتی جاتی تھی۔

موسیٰ نے ابھی تک کوئی خاص کوشش نہین کی۔ وہ ہمراہی رقیبون کی کارروائیون کو دیکھتا۔ اور اُن کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ ابھی تک اُس نے کوئی ایسی حرکت نہین کی تھی کہ کسی پر حملہ کرتا یا اپنے رقیبون سے علحدہ ہو کے شاہزادی کی نشست کی طرف بڑھتا۔ اور اُس کے قریب پہونچنے کی کوشش کرتا۔ ناگہاں ہمراہیون مین سے ایک نے

بے وجہ اس پہ تلوار کا وار کیا جو شانے پہ پڑا۔ مگر اُس کے فوراً چونک کے ہٹنے سے چھچھل کے
رد گیا۔ ساتھ ہی طیش میں آ کے اُسنے اُس نوجوان حریف پر جو ایک ہاتھ مارا تو تلوار شانے
سے جگر تک کاٹتی گئی۔ اور وہ زمین پر گر کے تڑپنے لگا۔ اپنے ایک ساتھی کو گرتے دیکھ
کے اوروں نے ارادہ کیا کہ اُس پہ جھپٹیں۔ مگر اُسنے اُن کے تیور پہچان کے گھوڑے کو اس
زور سے ایڑ بتائی کہ عربی گھوڑا کوسوں بھاگا۔ اور کوئی اُس کی گرد کو نہ پا سکا۔ اب موسیٰ
حریفوں کے غول سے الگ ہو کے پلٹ پڑا۔ اور تھوڑی ہی دیر میں وہ بجائے شاہزادی کا
کے پیچھے ہونے کے اُس کے سامنے نمودار ہوا۔ حریف جو ابھی تک شاہزادی کے تعاقب ہی
میں چلے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کے کہ موسیٰ دوسری طرف سے محبوبۂ نوشین تک پہونچا
چاہتا ہے۔ جھنجھلا کے اپنے گھوڑوں کو چابکیں مارنے لگے کہ قریب پہونچیں۔ اُدھر شاہزادی نے جو دیکھا
کہ میں وہ دونوں طرف سے گھری ہوئی ہوں تو بیچ سے کٹ کے گھوڑے کو بڑے زور سے دوسری
طرف بھگایا۔ اُسکا گھوڑا اس قدر تیز تھا کہ سہیلیاں پیچھے رہ گئیں۔ اور ارسلان اور دیگر رقیبوں سے
بھی زیادہ فاصلہ ہو گیا۔ مگر موسیٰ کے عربی گھوڑے جوالہ کی دوڑ کو ترکستان کا کوئی گھوڑا کیا پا سکتا
تھا اُس نے اُسے للکار کے جو شاہزادی کے پیچھے ڈالا تو دم بھر میں پاس تھا۔ نوشین نے بیکسی
کے معشوقانہ ڈھیلے ہاتھوں کی طرح تلواریں مارنا شروع کیں۔ کمزور ہاتھ کے وار ایک نامور
سوُرما نہ پر کیا اثر کر سکتے۔ موسیٰ نے اپنی تلوار سے اُس کی تلوار پہ ایک ایسا وار کیا کہ تلوار
نازک اُنگلیوں سے چھوٹ کے دور جا پڑی۔ اور ایک جھپٹ میں اُس نے بڑھ کے شاہزادی
کو پکڑ لیا۔ اور کھینچ کے اپنے گھوڑے پہ بٹھا لیا۔ تلوار کے اشارے سے حریفوں کو آگاہ کیا
کہ اب خبردار قدم نہ بڑھانا۔ امتحان رقابت کا فیصلہ ہو چکا۔ شاہزادی میری ہو چکی۔ اور اب اسے
کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔" مگر کون سنتا ہے۔ سب اس فکر میں تھے کہ مقابلے میں اگر ہار گئے
ہیں تو عربی حریف کو یہیں گھیر کے قتل کر ڈالیں اور میدان سے زندہ نہ واپس جانے دیں۔
برابر بڑھتے چلے آتے تھے۔

موسیٰ۔ "تو معلوم ہوا تم سب مجھ سے لڑنا چاہتے ہو۔ میں اس کے لیے بھی تیار رہوں۔
مگر شاہزادی کو کسی حفاظت کی جگہ پہونچا دوں تو مقابلہ کروں۔" یہ کہتے ہی اُس نے
جوالہ کو پھر للکارا۔ جو ایک تیر کی طرح اُڑتا ہوا سیدھا اُسطرف چلا جدھر دونوں ترکی بادشاہ
بیٹھے اس مقابلے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ حریفوں نے اسکا تعاقب کیا۔ جنکی طرف اُس نے

پلٹ کے دیکھا اور ہنس کے کہا "تم لاکھ گھوڑے مارو مگر میرے گھوڑے کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے" اور یہی ہوا۔ وہ سب پیچھے پڑے رہ گئے۔ اور موسی طرخون کے قریب جا پہونچا اور اپنے سوار رفیقوں سے کہا "شاہزادی کو لے جا کے خیمے میں لٹاؤ۔ اور ہوش میں لاؤ۔ لڑائی کی ہیبت سے سہم کے بیہوش ہو گئی ہیں" اور آگے بڑھ کے قریب آیا۔ فتح پر مبارکباد دی۔ پھر شاہزادی کو اسکے گھوڑے سے اٹھا کے اپنے گھوڑے پر لیا۔ اور عروسی خرگاہ کی راہ لی۔

اس کے بعد موسی نے طرخون سے کہا "میں آپ کے گمنام رقیبوں میں شریک ہوا۔ اور خدا نے ایسا کامیاب کیا کہ کسی کو میری جیت میں شبہہ کرنے کی بھی جرأت نہیں ہو سکتی۔ مگر آپ کے فرزند اور دیگر مقابلہ کرنے والے رقیب مجھ سے لڑنا چاہتے ہیں۔ میں اسکے لیے بھی تیار ہوں۔ مگر آپ کو آگاہ کرکے کہ آپ کی رسم اور آپ کے فرمانے کے مطابق اب کسی کو مجھ سے لڑنے جھگڑنے کا حق باقی نہیں رہا ہے"

طرخون "بے شک تم جیتے"

موسی "تو مجھے اجازت دیجیے کہ ان لوگوں سے مقابلہ کرکے اپنی جوانمردی دکھاؤں یا ان سب کو سمجھا دیجیے کہ اس لعبت چین کو تو ہاتھ سے کھو چکے اب اپنی زندگی سے بھی ہاتھ نہ دھوئیں۔ مجھے سب سے زیادہ پاس و لحاظ آپ کے صاحبزادے شاہزادے ارسلان کا ہے"

طرخون کو اس واقعہ کا بیحد صدمہ ہوا۔ جی چاہتا تھا کہ موسی کو زندہ چبا جائے۔ مگر زور نہ چلتا تھا۔ دل میں یہ بھی سمجھ رہا تھا کہ اب اگر رقیبوں میں لڑائی ہوئی تو ارسلان کی جان کی خیر نہیں۔ سب کو جو قریب آ چکے تھے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ اور کہا "بس اب رک جاؤ۔ رسم نکاح کا تصفیہ ہو گیا۔ اور شاہزادی نوشین جس کی دلہن بننے والی تھی ہو گئی۔ اب لڑنے سے کیا فائدہ؟ اگرچہ مجھے انتہا درجہ کا ملال ہے مگر اپنے ذاتی جوش سے قوم مغول کی آزادی اور ترک و تاجیک کی انصاف پسندی کو نہیں چھوڑ سکتا"

ارسلان "ابا جان یہ عرب اپنی ذاتی بہادری سے نہیں بلکہ اپنے گھوڑے کی وجہ سے کامیاب ہو گیا۔ ورنہ کس کی مجال تھی کہ شاہزادی کو اس کے گھوڑے پر سے اٹھا لے جاتا؟ میں جب تک خود مقابلہ نہ کر لوں گا چین نہ لوں گا۔ شاہزادی نوشین میری جان ہے۔ اس کے لیے برسوں سے میں بیتاب و بے قرار ہوں۔

بڑی شکلوں سے تمنا بر آئی - منگنی ہوئی - اور شاہزادی میری آرزوئیں پوری کرنے کے لیے بیاہی گئی - اب اس کے بعد اگر وہ مجھ سے چھن گئی تو میں ہرگز صبر نہ کر سکوں گا - رقیب سے لڑوں گا اور جان پر کھیل کے اپنی معشوقہ کو اُس سے چھینوں گا ''

طرخون: '' اب یہ بیکار ہے - سمجھ لو کہ نوشین تمھاری قسمت میں نہ تھی اور اپنے لیے اور دلہن ڈھونڈھو ''

ارسلان: '' آہ - یہ غیر ممکن ہے - جیسی دل میں نوشین نے جگہ کر لی اُس میں کسی اور لڑکی کو ہرگز جگہ نہیں مل سکتی - میں اُسی کو لوں گا - اور نہ ملی تو اپنی جان دے دوں گا رقیب سے لڑوں گا - آپ نے نہ لڑنے دیا تو خود اپنے ہاتھ سے اپنا سینہ چاک کر ڈالوں گا - اور یہ بھی نہ ہو سکا تو زہر کھا کے ہمیشہ کے لیے سو جاؤں گا ''

طرخون: '' تمھارے دل میں بے شک ایسا ہی جوش ہو گا - مگر اس وقت خاموش ہو رہو - بعد دیکھا جائے گا ''

الغرض طرخون کے حکم سے ارسلان اور سب رقیب سر دُھنتے اور سینہ کوبی کرتے واپس گئے - تمام تماشائیوں نے جو اس واقعہ سے غم زدہ ہو رہے تھے کمال ناکامی و شکستہ دلی سے گھروں کی راہ لی - بادشاہ طرخون اور کاشغر کا بادشاہ بھی با دل صد چاک اپنی قسمت پر روتے اور آنسو بہاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو سدھارے اور موسیٰ نے بھی دونوں بادشاہوں سے رخصت ہو کے اپنے خیمے کا رُخ کیا - تمام ہمراہی عرب اگرچہ خوش تھے جو دل میں تو جوش مسرت سے بیتاب تھے مگر زبان سے کوئی کلمۂ مسرت نہ نکال سکتے تھے - اس لیے کہ بادشاہ اور رعایا اور تمام تورانیوں کو یہ واقعہ نہایت ہی شاق گزرا تھا -

موسیٰ اپنے خیمے میں پہونچا تو شاہزادی نوشین کو ہوش میں پایا - مگر خائف و سہمگین تھی - چہرے پر حسرت برس رہی تھی اور حیران تھی کہ ان لوگوں کے ساتھ کیسے نباہ ہو گا - جن کا نہ ایک لفظ میں سمجھتی ہوں اور نہ میرا کوئی لفظ وہ سمجھتے ہیں - مالک ابن عوف سلمی بار بار ترکی زبان میں اُسکا مزاج پوچھتا اور اُسے تسلی دیتا تھا مگر وہ وقف حیرت اور مبہوت تھی اور ایک حرف بھی زبان سے نہ نکالتی تھی - اُس کی یہ حالت دیکھ کے قتلغ آمد اور اُس کے بھائی شہاک [illegible] شاہزادی کے پاس [illegible] کو بٹھا[illegible]

چاہیئے۔ اس لیے کہ ایک بھولی بد جو اس لڑکی کا دل عورتون ہی کے باتون مین بہل سکتا ہے۔ مگر ہماری عورتین اُنکی زبان سے ناآشنا اور اُن کے مذاق سے اس قدر ناواقف ہین کہ اُن سے کچھ نہین ہوسکتا۔ کیا مناسب نہ ہوگا کہ ابھی چند روز کے لیے یہ اپنے لوگون مین بھیج دی جائین؟“

موسیٰ ”یہ یہان کے دستور کے خلاف ہے۔ اس رسم سے میرا اُنکا عقد ہوگیا۔ اور آج ہی کی شب شب عروسی ہے۔ اس لیے آج انکا یہان رہنا ضروری ہے۔ کل مین خود پہنچا دونگا۔ اور ان کے عزیزون سے مل کے اُن کی دلدہی کر دونگا۔ مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اس وقت یہ اپنے لوگون مین چلی گئین تو پھر شاید میرے ہاتھ نہ آئین اور وہین سے غائب ہوجائین۔ خیر۔ فی الحال یہ کیا جائے کہ مہجبین قتلغ خانم اُن کے پاس بٹھا دی جائین جو اب مجھ سے مانوس ہوچلی ہین بعض بعض عربی الفاظ بھی سمجھ لیتی ہین وہ ان کی دلدہی اور تسلی و تشفی کردین گی۔ اور ان کو ہم لوگون سے کچھ نہ کچھ مانوس ضرور بنا دین گی۔“ یہ کہتے ہی موسیٰ نے قتلغ خانم کو بلا کے نوشگین کے پاس بٹھا دیا۔ اور سب لوگون کو لے کے خیمے سے نکل آیا کہ تنہائی مین دونون کھل کے بات چیت کرسکین۔

باہر نکلا تھا کہ ایک سپاہی نے لا کے شاہ طرخون کا خط دیا۔ اُسے کھول کے دیکھا تو عربی دان منشی سے لکھوایا گیا تھا اور عربی مین تھا۔ پڑھا تو مضمون یہ تھا کہ :—

”آپ کی بہادری مین شک نہین۔ آپ بہادر بھی ہین اور خوش نصیب بھی۔ مگر آپ کی خوش نصیبی و شجاعت نے اہل سمرقند کو اس قدر [illegible] نہ پہونچایا جس کو وہ برداشت نہین کرسکتے۔ مین نے محض اس خیال سے کہ سلطنت عرب سے دوستانہ تعلقات پیدا ہون۔ آپ کو یہان رکھ لیا تھا۔ اور آپ کے ہم قوم و ہم مذہب دشمنون سے آپ کو امان دی تھی۔ مگر آپ نے یہان آتے ہی عین نوروز کے دن ہمارے سب سے بڑے بہادر شہسوار اور ہردلعزیز سردار نوشگین کو قتل کر ڈالا۔ اور ایسے عنوان سے کہ کسی کو سوا دل مین بغض رکھنے کے زبان سے کچھ کہتے نہین بن پڑتا۔ جس کا دوسرا ناگوار یہ اثر ہوا کہ سمرقند کے ایک رئیس اعظم بہرام قمی کی بیٹی قتلغ خانم آپ کی لونڈی ہوگئی۔ اس کے غم مین اُسکا باپ خون کے آنسو بہا رہا ہے اور اُف نہین کرسکتا۔ اس کے بعد آج کا واقعہ پیش آیا جس مین پہلے آپ نے ایک نوجوان کو مار ڈالا۔ اور اُسکے بعد میرے بیٹے کی معشوقہ اور اُس کی منگیتر دلہن کو

اُڑوا لے گئے۔ مجھے اس پر اعتراض کرنے یا اس کی شکایت کرنے کا حق نہیں۔ اس لیے کہ مین ہی نے آپ کو رقیبون مین شریک ہونے کا مشورہ دیا تھا۔ اور اطمینان دلایا تھا کہ اگر آپ جیت گئے تو مجھے ملال نہ ہوگا۔ مگر اُس وقت میرا ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ اس مقابلے مین آپ غالب آئینگے۔ اُس کا انجام یہ ہوا کہ شاہ کاشغر بالقرا ولتان سے اور میرے تعلقات نازک ہو گئے جو اپنی بیٹی کے غم مین خون کے آنسو رو رہا ہو اور اُس کے گھر مین کہرام مچا ہوا ہے۔ میرا بیٹا آپ کی جان لینے اور اپنی جان دینے پر تیار ہے اور ہزار سمجھاتا ہون اپنے اس ارادے سے باز نہین آتا۔ ماسوا اس کے اسی واقعہ کے سبب سے سمرقند کا ہر شخص آپ کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ ان تمام باتون کا نتیجہ یہ ہے کہ اب آپ کا یہان رہنا خطرے سے خالی نہین ہے۔ لہذا مین نے جو آپ سے اپنے یہان امان دینے کا وعدہ کیا تھا اُسے واپس لیتا ہون۔ اور آپ کو مشورہ دیتا ہون کہ آج ہی رات کو میرا شہر خالی کر کے چلے جائیے۔ اور صبح سے پہلے میری قلمرو سے باہر ہو جیے۔ ورنہ آپ کو یہان کے لوگون سے ضرر پہونچ جائے گا۔ اور اس کے انجام مین میرے اور سلطنت اسلام کے والی خراسان کے تعلقات خراب ہو نگے۔"

یہ خط پڑھ کے موسیٰ نے کہا "طرخون کے شریف النفس ہونے مین شک نہین۔ اور جو مجبوریان وہ ظاہر کر رہا ہے حق بجانب ہین۔ لیکن وہ جانتا ہے کہ مین نے کوئی ایسا قصور نہین کیا جس پر کوئی مجھے الزام دے سکے۔ بہرحال اب یہان سے چلا جانا ہی مناسب ہے۔" فوراً کوچ کا حکم دے دیا۔ خیمے ڈیرے اُکھڑنے اور خچرون پر لدنے لگے۔ تمام ہمراہیون نے جن کی تعداد چار سو بہادران عرب سے زیادہ تھی جھٹ پٹ سفر کا سامان کیا۔ اور آدھی رات سے پہلے سب وہ دروازہ قتلق خانم اور قصبات جین نوشقین کے چل کھڑے ہوے۔ اور صبح کو اہل سمرقند نے دیکھا تو عربون کا کہین نام و نشان نہ تھا۔

تیسرا باب

بہادران بے پناہ

موسیٰ سمرقند سے چلا تو جنوب کا راستہ اختیار کیا۔ اس لیے کہ شمال مین دریائے زرافشان سے اُترنا پڑتا جس کا انتظام دشوار تھا۔ دوسرے اُدھر بالکل نا آشنا تاتاری قومین آباد تھین جن تک عربون کا بالکل اثر نہین پہونچا تھا۔ برابر تین دن سفر کر کے

چوتھے دن وہ قتیلہ نام ایک شہر میں پہونچا اور چاہا کہ وہاں کے حاکم سے دوستی پیدا کر کے ٹھہرے
مگر اُس نے ٹھہرنے نہ دیا مجبوراً اُس شہر کو بھی چھوڑا اور دو اور منزلیں قطع کر کے شہر سبز میں پہونچا۔
یہ ایسا سرسبز و شاداب مقام تھا اور اُس کے گرد کے مرغزار ایسے زندگی بخش تھے کہ ارادہ کیا
کہ یہیں ٹھہر جائے۔ مگر وہاں والوں نے بھی بے مروتی کی۔ اگرچہ جی چاہتا تھا کہ یہاں زبردستی
سکونت اختیار کر لے مگر دشمنوں سے بچنے کے لیے نہ کوئی قلعہ تھا اور نہ کوئی پناہ کی جگہ تھی۔
دل میں خیال کیا کہ غریب الوطنوں کو ایسی بے پناہ جگہ قرار نہ لینا چاہیے۔ شہر سبز کے مرغزاروں
کو بھی حسرت کے ساتھ چھوڑا اور دو دن اور سفر کر کے شہر کِش میں پہونچا جس کے قلعے کی تعریفیں
سُنی تھی۔ اُس قلعے کو دیکھ کے خوش ہو گیا۔ اور اپنے ہمراہی دوستوں سے کہا "یہ البتہ اطمینان
سے بیٹھنے کی جگہ تھی مگر افسوس یہ لوگ بھی ہمارے ٹھہرنے کے روادار نہ ہونگے مگر دیکھوں تو
یہاں کا حاکم کیا کہتا ہے"۔ فوراً مالک بن عوف سلمی کو ایلچی بنا کے حاکم کِش کے پاس بھیجا۔ اور
عاجزی کے لہجہ میں درخواست کی کہ "ہم تھوڑے سے غریب الوطنان عرب ہیں۔ آپ کے
مہمان ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنے شہر اور اپنے قلعہ میں پناہ دیں" یہ
جواب ملا کہ "نہیں۔ ہم تم لوگوں کو یہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دے سکتے"۔ اس
سخت بے تمیزی کے جواب پر موسیٰ کو غصہ آ گیا۔ وہیں سے ایک ہیتالی شخص کی معرفت کہلا
بھیجا "تم اگر خوشی سے اجازت نہیں دیتے تو ہم زبردستی تمہارے شہر پر قبضہ کیے لیتے ہیں"
اس آدمی کو بھیجتے ہی موسیٰ کا چھوٹا سا لشکر معرکہ آرائی کے لیے تیار ہو گیا۔ اور شہر کِش کی
طرف بڑھا۔ حاکم اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کو آیا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ مگر جانباز
عربوں نے تھوڑی ہی دیر میں ایسی شجاعت ظاہر کی کہ سپاہیان شہر شکست کھا کے بھاگے۔
اور عربوں نے بڑھ کے سارے شہر پر قبضہ کر لیا۔"

فرمانروائے کِش اپنے معدود سپاہیوں کے ساتھ قلعے میں چھپ کے بیٹھ رہا۔ اور پھاٹک مضبوطی
سے بند کر لیے۔ ساتھ ہی ایک آدمی حاکم کِش نے شاہ طرخون کے پاس دوڑایا کہ عربوں نے میرے شہر پر
قبضہ کر لیا ہے۔ اور آپ نے مدد نہ کی تو مہینہ پورا ہونے سے پہلے قلعے کے بھی مالک ہو جائیں گے
طرخون کو خبر پہونچی تو فوراً کمک بھیجنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے ارسلان کو بُلا کے
کہا "تم کو تلاش تھی کہ موسیٰ تمہاری معشوقہ کو لے کے کہاں گیا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
یہاں سے بھاگ کے شہر کِش میں پہونچا ہے۔ حاکم شہر نے مزاحمت کی تو مقابلہ کر کے شہر چھین لیا۔

اب کش کا سردار اپنے قلعہ مین بند پڑا ہی اور ربیع اُسکے شہر پر قابض اور قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہین۔ اگر لعبت چین تو شنین کا سچا عاشق ہی تو فوج لے کے جاؤ۔ موسیٰ کو قتل کرو۔ اور اپنی محبوبہ کو اُس کے پنجے سے چھڑا کے اپنے محل مین لے آؤ۔ اس سے بہتر کوئی موقع نہین ہو سکتا اور سورج دیوتا کا شکر کرو کہ اُس نے تمھارے لیے کامیابی کا ایسا اچھا موقع پیدا کر دیا۔"

ارسلان "مین اسی وقت روانہ ہو جاؤنگا۔ اور اُن سب نوجوانون کو بھی ساتھ لیتا جاؤنگا جو سپہگرانہ مقابلۂ شادی مین میرے رقیب تھے۔ وہ سب اُس سے خار کھائے ہوئے ہین۔"

طرخون "انھین پر موقوف نہین۔ سمرقند کا ہر متنفس اُس کے خون کا پیاسا ہی۔ اور اگر تمنے دنیا کو اُس کے شر سے نجات دلا دی تو فقط اپنی آرزو نہ پوری کروگے بلکہ کش اور حاکم کش کو تباہی و بربادی سے بچاؤگے۔ سارے ترکستان کو عربون کی دستبرد سے آزاد کر دوگے اور اپنے وطن کے تمام لوگون کے دل ٹھنڈے کر دوگے۔ بس اب زیادہ کہنے سننے اور دیر لگانے کی ضرورت نہین۔ موسیٰ کے ہمراہی میرے انداز سے مین پانچ سو کے اندر ہی ہونگے۔ تم دو ہزار بہادر تورانیون کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کرو۔ اور مسلح ہو کے روانہ ہو جاؤ۔"

باپ کا کہنا تو تھا ہی۔ ارسلان نے ذاتی جوش سے ایک ہی دن مین لشکر مرتب کر لیا اور کوچ کرتا ہوا کش کی طرف چلا۔ اور روانہ ہونے کے چھٹے دن شہر کش کے سواد مین تھا۔ اب موسیٰ کے پاس کچھ اور مسلمانون کے آجانے سے پورے سات سو کی جمعیت تھی۔ دشمن کی قوت اگرچہ بہت زیادہ تھی۔ اور اُنکے برتے پر حاکم کش بھی لڑنے کو تیار ہو گیا تھا مگر بھاگنا اور ہمت ہار دینا خلاف مردانگی تصور کر کے لڑنے کو تیار ہو گیا۔ اپنے بہادرون کی صفین مرتب کین۔ فوراً لڑائی شروع ہو گئی۔ اور سخت خونریز معرکہ ہوا۔ تورانی اپنی قوت کے بھروسے پر ہمت نہ ہارتے تھے۔ اور عرب نام مین دھبہ لگنے کی دھن مین قدم نہ ہٹا سکتے تھے۔ پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ شام تک برابر کشت و خون ہوتا رہا۔ بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ اور اُن سے زیادہ نقصان دشمنون کو پہونچا یا۔ غروب آفتاب کے بعد جب اندھیرا ہوا تو دونون لشکر جدا ہو کے اپنے اپنے پڑاؤ مین آئے۔ اور میدان خالی ہو گیا۔

اب موسیٰ نے دیکھا تو جتنے بہادر زندہ باقی تھے اُن مین بھی آدھے سے زیادہ زخمون سے چور تھے - دل مین خیال کیا کہ ان کو لڑا کے کامیاب ہونا غیر ممکن ہو اور اب لڑنا جان دینا ہو - پہلے ارادہ کیا کہ صلح کا پیام دے - مگر پھر خیال کیا کہ ارسلان فقط اہل کشش کے بچانے کو نہین آیا ہو بلکہ اپنا انتقام لینے اور شاہزادی نوشتین کے چھیننے کو آیا ہو - وہ بغیر شاہزادی کو واپس لیے جانیگا نہین - اور مین اُسے دے نہین سکتا - آخر اُس نے تجویز کی کہ انھین زخمی بہادرون کو آمادہ کرکے رات کو دشمنون پر شبخون مارنا چاہیے اور اُسی شبخون مین ہم دشمنون کو مارتے کاٹتے محاصرہ سے نکل جائین اور کسی اور شہر مین جاکے قسمت آزمائی کرین - یہ تجویز عرب سردارون کے سامنے پیش کی گئی تو سب نے پسند کی اور اُسی وقت سے کوچ کے عنوان سے شبخون کی تیاریان ہونے لگین - خیمے ڈیرے خچرون پر لادے گئے عورتین محملون مین بٹھائی گئین - اور تین پہر رات گئے سب چل کھڑے ہوے - دشمنون کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ دن بھر کے تھکے ماندے اور خستہ و زخمی عرب شبخون کی جراءت کر سکین گے - اکثر غافل پڑے سو رہے تھے کہ عربی لشکر ایک طوفان بلا کی شان سے اُن کے سرون پر نازل ہو گیا اور تلوارین بھی بجلی کا کام کرنے لگین - تورانی گھبرا گھبرا کے اُٹھے اور دشمنون کے بجائے آپس مین دست و گریبان ہونے لگے -

اس شبخون کی غرض دشمنون کو ہلاک کرنا نہ تھی بلکہ اصلی مقصود اپنی جان بچانا - اور دشمنون کے نرغے مین سے نکل جانا تھا - اس مین موسیٰ کو پوری کامیابی ہو گئی - وہ مع اپنی فوج اور اپنے سامان کے دشمنون کو روندتا اور پامال کرتا ہوا نکل گیا - اور ترک اُس کے جانیکے بعد بھی بہت دیر تک آپس مین لڑتے اور خونریزی کرتے رہے -

موسیٰ اس عذاب سے چھوٹ کے مشرق کی طرف بھاگا - راتون رات بیس کوس نکل گیا - اور دریاے جیحون کے چڑھاؤ پر اُس کے کنارے کنارے بڑی دور تک چلا گیا - دوسرے دن دوپہر کے قریب ایک ایسے خطۂ جنت نظیر مین پہونچا کہ وہان کی تر و تازہ ہوا سے تھکے ماندے بھوکے پیاسے - اور خستہ و زخمی عربون کی جان مین جان آگئی - یہ ایک گھاٹی تھی جس مین سے ایک چھوٹی ندی اوپر سے گرتی اور سرسبز پہاڑون سے ٹکراتی ہوئی آکے دریاے جیحون مین مل گئی تھی - اور انسان کا کہین پتہ نہ ہونے سے یقین تھا کہ یہان سے قریب کوئی آبادی نہین ہو -

سب سپاہ نے [illegible] - پہاڑ کی [illegible] جھاڑیان اور [illegible] دون کو غارون

اور کھوہون مین چھپادیا۔ اور گھاٹی کے اندر جا کے بڑی بڑی چٹانون کی آڑ مین ٹھہر گئے۔ تاکہ اگر ارسلان تعاقب مین آتا ہو تو یہان پہونچنے پر بھی پتہ نہ پا سکے۔

چوتھا باب

سرگذشت بلاکشان

سواران موسیٰ نے چقماق سے آگ نکال کے جا بجا الکٹہ یان جلائین۔ خرگوشون اور طیورکو تیرون سے شکار کر کرکے بھونتا اور رکھا نا شروع کیا۔ اور جب کھانے پی کے فراغت کر چکے تو کوہستان کے کھوہون غارون اور چٹانون کی آڑون مین منظر عام سے بچ بچ کے لیٹ رہے۔ اور سونے اور آرام لینے مین مصروف ہوئے۔ ترکی خاتونین بھی ایک محفوظ مقام اور آڑ کی جگہ مین اُتار کے بٹھا دی گئین کہ آرام لے لین۔ لیکن موسیٰ اپنے چند نامور شہسوارون اور معزز سردارون کے ساتھ ایک مسطح چٹان پر ندی کے کنارے بیٹھ کے غور کرنے لگا کہ اب ہمین کیا کرنا اور کہان جانا چاہیئے۔ اور اُسکی باتون اور صورت سے نہایت پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔ اتنے مین ثابت بن قطبہ لیثی آگیا جو اسی ہفتہ مین اپنے پچاس عرب رفیقون کے ساتھ آکے اس کے گروہ مین شامل ہوگیا تھا۔ یہ شخص ایک تاجرانہ قافلہ لے کے بلخ مین آیا تھا کہ یہان کے ختائی تاجرون سے مشک نافے خرید کے دمشق مین لے جائے۔ مگر جب اس نے موسیٰ کا حال سُنا تو حسبۃ للہ محض شوق جہاد مین اس سے آکے ملا۔ اور اُس کے لشکر مین شریک ہوگیا۔ اس وقت تک اُسے موسیٰ سے بہ اطمینان ملنے کا موقع نہین ملا تھا۔ اس لیے کہ موسیٰ جب تک کش مین تھا اُس کو یا تو انتظامات جنگ مین مصروف پایا۔ اور جب کبھی لڑائی سے فرصت ہوئی تو وہ تورانی دلربائون ترشین و قتلق کے پاس جا کے بیٹھتا۔ اس وقت اُسے فارغ دیکھ کے ثابت اُس کے پاس آیا۔ اور السلام علیک یا امیر کہہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ موسیٰ نے اُس کا مزاج پوچھا۔ اور اُس سے بھی یہی سوال کیا کہ آپ تو غالباً اس سرزمین سے زیادہ واقف ہون گے۔ بتایئے اب ہم کہان جائین؟"

ثابت۔ مین تو بلخ مین بغرض تجارت آیا تھا فرض جہاد ادا کرنے کے شوق مین

آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔ میرا خیال یہ ہے کہ آپ بلخ میں چلے چلیں۔ وہاں کا امیر عرب سردار علقمہ ہے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لے گا۔ اور آپ کی قدر کریگا۔ چند روز وہاں قیام کرکے اور اپنی مہجبین حرموں کو وہاں امن و امان میں چھوڑ کے پھر جہاد کے لیے یہاں چلے آیئے گا۔"

قدامہ (تعجب کے لہجے میں) "بلخ تو جیحون کے اس پار ہے اور اس کے ادھر کا ملک خلافت اسلام کے زیر نگین ہے۔ وہاں ہم کو کیسے اطمینان نصیب ہو سکتا ہے؟"

ثابت "میں یہ نہیں سمجھا کہ آپ کو کفارکی سرزمین میں اطمینان اور قلمرو اسلام میں بے اطمینانی کیوں ہے؟"

موسیٰ "معلوم ہوتا ہے آپ میرے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ ساری سرگذشت بیان کروں تو آپ کی سمجھ میں آئے کہ قلمرو اسلام میں مجھے کیوں اطمینان نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوتا ہے آپ فقط تاجر ہیں آپ کو دولت اسلام کی تمدنی حالت کی اطلاع نہیں ہے۔ خیر اب آپ نے پوچھا ہے تو سنئیے۔ میرے والد عبداللہ بن خازم والی خراسان ہیں۔ جن حلقۂ فرمانروائی میں سے ہو کے آپ یہاں آئے ہوں گے۔ اور اگر انھیں دو سال کے اندر آئے ہو گے تو انھیں بڑے سخت جھگڑوں اور ہنگاموں میں مبتلا اور ہر وقت لڑائی و فوج کشی میں مشغول پایا ہوگا۔"

ثابت "بے شک ان دنوں وہ بنی تمیم کے استیصال کی فکر میں تھے۔"

موسیٰ "خیر تو اب تمام واقعات مجھ سے سن لیجئے۔ تاکہ میرے معاملات میں آپ مشورہ دے سکیں۔"

۶۴ھ ہجری میں جب خلیفہ یزید بن معاویہ مرگیا تو انتقام خون حسین علیہ السلام کا جوش جو پہلے تھوڑا بہت دبا ہوا تھا یک بیک ابھر پڑا۔ معاویہ بن یزید کو بنی امیہ نے شام میں جانشین کیا مگر وہ تین ہی مہینے کے اندر دنیا سے رخصت ہو گیا اور مرنے سے پہلے لوگوں سے کہہ گیا کہ میں اس مظالم سے بھری ہوئی خلافت سے زندگی ہی میں دست بردار ہو کے تم کو وصیت کرتا ہوں کہ حسب سنت خلفائے راشدین مہدیین جس کسی کو مناسب جانو اور اچھا سمجھو خلیفہ منتخب کر لو۔ میں اس کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا۔ اس کے مرتے ہی مکہ معظمہ میں عبداللہ بن زبیر نے اور شام میں مروان بن حکم نے

وارث سریر خلافت بن کے انا و لا غیری کا دعویٰ کیا۔

"یزید کے عہد میں خراسان کا والی زیاد کا بیٹا سلم تھا۔ اُس نے جب دیکھا کہ بنی اُمیہ کی قوت فنا ہوا چاہتی ہے۔ مروان اور ابن زبیر دونوں سے علیحدہ ہو کے اس بات پر لوگوں سے بیعت لینے لگا کہ خلافت کا جس کے حق میں تصفیہ ہو جائے گا اُس کی اطاعت کی جائے گی۔ مگر دو ہی مہینے بعد لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے توڑ دی۔ باوجود اس کے لوگ اس کو اس قدر پسند کرتے تھے کہ اس کے کہنے سے سب نے مہلب ابن ابی صفرہ کو حاکم بنا لیا جو یمانیوں میں سے تھا۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ان دنوں نزاری اور یمانی قبائل عرب میں سخت تعصب ہے اور باہم حد سے زیادہ عداوت ہو رہی ہے۔ سلم شہر سرخس میں گیا تو بعض نزاری سرداران عرب نے اُس سے کہا خلافت تو قریش کا حق ہے۔ تمھیں کوئی نزاری یا کوئی قریشی نژاد نہ ملتا تھا جو یمانیوں میں سے آل قیس بن ربیعہ بن بکر کے ایک شخص کو حاکم بنا لیا؟ اس کے بعد جب وہ نیشاپور میں آیا تو میرے والد عبد اللہ بن خازم نے بھی جو خاص نزاری الاصل ہیں۔ یہی مشورہ دیا۔ سلم نے کہا" اچھا حکومت خراسان میں آپ ہی کو دیے دیتا ہوں۔ آپ تمام شہروں میں اپنی مرضی کے حاکم مقرر کر دیجیے"۔ یہ کہہ کے اُس نے والد کے نام حکومت خراسان کی سند لکھ دی۔ انتظام کرنے کے لیے اُن کو ایک لاکھ درہم دیے۔ اور والد یوں حق حکومت خراسان حاصل کر کے مرو کی طرف چلے کہ مہلب کو زیر کریں۔

"مہلب وہیں تھا یہ خبر پہونچی تو اپنی جان بچانے کے لیے ایک تمیمی الاصل شخص کو اپنا نائب بنا کے مرو میں چھوڑا اور خود عراق میں واپس چلا گیا۔ تاکہ خراسان و توران کے جھگڑوں سے الگ رہے۔ والد مرو میں پہونچے تو مہلب کے تمیمی نائب نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ تمیمی منجنیق کے ایک پتھر سے چوٹ کھا کے مر گیا۔ اور والد فتحیاب ہو کے مرو میں داخل ہوے۔

"اس کے بعد والد نے مرورود میں جا کے سلیمان بن مرثد کو اور پھر طالقان میں گھس کے اس کے بھائی عمرو بن مرثد کو قتل کیا۔ اور ملک کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ مگر چونکہ یہ سب لوگ ازدی الاصل یعنی یمانی تھے سارے یمانی عربوں میں

جو خراسان کے شہروں میں پھیلے ہوئے تھے شورش پیدا ہوگئی۔ اور اُن میں سے
جو جوان تھا لڑنے مرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ وہ لوگ سب طرف سے سمٹ کے
ہرات میں چلے گئے۔ اور اپنے ایک بہادر شہسوار اوس بن ثعلبہ کو اپنا سردار بنایا۔
اوس لڑائی سے بھاگتا تھا۔ مگر سب نے مجبور کر کے اُسے کھڑا کیا۔ اور آمادہ ہوئے
کہ پوری قوت کے ساتھ والد سے مقابلہ کریں اور تمام مضری و نزاری یعنی قریشی
اور یمن کے ہم نسب قبائل کو خراسان سے نکال کے سارا ملک اپنا کرلیں۔
"والد کو یہ خبر پہونچی تو زبردست لشکر کے ساتھ اس فتنے کے فرو کرنے کے لیے
روانہ ہوئے۔ شہر ہرات کے قریب دریائے سبزوار کے کنارے لڑائی ہوئی۔ پہلا تو
ان لوگوں نے ارادہ کیا تھا کہ شہر ہرات کے اندر قلعہ بند ہو کے مقابلہ کریں مگر بعد اُس کے
دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالا۔ اور گرد خندق کھود لی۔ اس معرکہ میں دونوں طرف کے
لوگ ایسے ثبات و استقلال سے جم کے لڑے کہ مدت تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اور
کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔

"والد کے ہمراہیوں میں ہلال ضبی ایک صلح کل سردار تھے انھوں نے جو دیکھا کہ ایک
ہی مذہب ایک ہی زبان ایک ہی قوم اور ایک ہی ملک کے لوگ آپس میں لڑے مرتے
ہیں تو دل بھر آیا۔ اور والد سے کہا۔ اگر ہم آپ کامیاب بھی ہوئے تو اپنے ہم مذہب
بہادران اسلام کے قتل و قمع کے بعد کیا خاک لطف اُٹھائیں گے؟ اور جینے کا کیا مزہ
ہوگا؟ ان لوگوں کی جو درخواست ہو قبول کر لیجیے۔ اور جھگڑا چکا دیجیے۔" والد جو لغو
مذاق و خیال سے واقف تھے جواب دیا۔ میرا دل بھی اس خیال سے پاش پاش ہوتا ہے۔ لیکن
ان لوگوں سے صلاحیت کی اُمید رکھنا بیکار ہے۔ بخدا یہ لوگ اس پر بھی نہ راضی ہوں گے
کہ ہم سارا خراسان چھوڑ کے چلے جائیں۔ اور آپ کو صلح کی اُمید ہے تو میں آپ ہی پر
فیصلہ چھوڑے دیتا ہوں۔ جائیے۔ اور ان لوگوں سے مناسب فیصلہ کر لیجیے۔ مجھے آپ
پر پورا اعتماد ہے۔ وہ گئے۔ دشمنوں کے سردار اوس سے ملے۔ بنی نزار و بنی قحطان کی قرابت
ہم مذہبی و ہم زبانی اور ہم مذاقی یاد دلائی۔ اور صلح کے خواستگار ہوئے۔ اوس
نے کہا اس بارے میں آپ بنی صہیب سے مل کے گفتگو کریں۔ یہ بہائیوں کا ایک
غلام قبیلہ تھا۔ اس لیے کہ اُس کی نسل اُن کے ایک غلام سے چلی تھی۔ ہلال کو

اول تو اسی پر تعجب ہوا کہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ پیش بینی صہیبا ہیں مگر انھیں تو جسطرح بنے صلح منظور رہتی ان لوگوں میں سے گئے۔ اُنھوں نے صورت دیکھتے ہی برافروختہ ہوکے کہا تم قاصد نہ ہوتے تو یہاں سے زندہ نہ واپس جاتے۔ کہا خیر آپ لوگوں کی مہربانی۔ مگر فرمائیے صلح کی بھی کوئی صورت ہی؟ جواب ملا۔ دو میں سے ایک بات۔ یا تو سارے مضری و نزاری خراسان چھوڑ کے چلے جائیں۔ یا اُن کے اور ملک چھوڑ کے کل اسلحہ جنگ۔ ساری زراعت۔ تمام سونا چاندی۔ اور جو کچھ دولت ہو سب ہماری۔ تمھارا اُس میں سے ایک حبہ بھی نہیں" یہ جواب سُن کے ہلال ضبی خاموش واپس چلے آئے۔ اور والد سے سرگذشت بیان کی۔ اُنھوں نے کہا "میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ مگر آپ کو یقین نہ آیا۔ یہ یمانی لوگ خدا سے بھی ناراض ہیں کہ اُس نے اپنے پیغمبر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مضریوں میں کیوں پیدا کیا۔

یہ سب ہوا مگر لڑائی کا کسی طرح فیصلہ ہونے کو نہ آتا تھا۔ ایک دن والد نے اُن سے پکار کے کہا "مرد ہو تو خندق کے باہر نکل کے مقابلہ کرو۔ کیا خراسان کا بس اتنا ہی قطعۂ زمین جو خندق کے اندر ہے تمھیں پسند آیا ہے؟ اس تہدید لانے پر وہ سب نکلنے پر آمادہ ہوگئے۔ اُن کے سردار اوس نے ہزار روکا نہ مانا۔ اور نکل پڑے۔ اُدھر والد نے اپنے بہادروں کو للکار دیا کہ "بس آج ہی کا دن ہے پھر ایسا موقع نہ ہاتھ آئے گا۔ تھوڑی دیر بڑی سخت لڑائی رہی۔ اور سب کو عرصۂ حشر یاد آگیا۔ آخر یمانیوں نے شکست کھائی۔ پہلے اپنی خندق تک ہٹتے چلے گئے۔ اور جب آگے سے دباؤ پڑا۔ اور پیچھے سے خندق نے راستہ روکا تو بدحواس ہو کے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ بہت سے خندق میں گر کے مر گئے۔ یا زخمی ہوئے۔ باقی جسطرف بنا بھاگے۔ اور اس بدحواسی میں کہ والد کے سپاہیوں نے ہزاروں کو قتل کر ڈالا۔ چنانچہ اس معرکہ میں آٹھ ہزار یمانی مارے گئے۔ انکا سردار سیستان کی طرف بھاگا۔ اور وہاں پہونچ کے مر گیا۔

اس خونریزی کے بعد والد ہرات پر قابض ہوئے۔ اور میرے بڑے بھائی محمد کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے مرو میں واپس گئے۔ اور بھائی کی ماتحتی میں شماس بن دثار عطاردی کو اُن کا مشیر و وزیر اور بکیر بن وشاح ثقفی کو کوتوال مقرر کر کے وہاں چھوڑ دیا۔

"ترکستان کی سرحد پر قلمرو خراسان کا ایک قلعہ تھا۔ قصر اسفاد اور بنی ازد سے یمانی لوگ اس کے محافظ و حاکم تھے جو وہین رہتے تھے۔ والد کو ان جھگڑون مین پھنسا ہوا دیکھ کے تورانیون نے اُس قلعہ پر حملہ کیا۔ وہ ازدی مسلمان قلعہ بند ہو کے بیٹھ رہے۔ اور والد کے پاس آدمی بھیج کے کمک مانگی۔ اُنھون نے زہیر بن حیان کو جوانان بنی تمیم کے ایک لشکر پر سردار مقرر کر کے اُدھر روانہ کر دیا۔ زہیر نے اُس قلعہ پر پہونچتے ہی ترکون پر ایسا سخت حملہ کیا کہ وہ محاصرہ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور زہیر کو ایسا جوش آیا کہ گو سخت جاڑون کا موسم تھا۔ اور برف باری ہو رہی تھی مگر وہ رات بھر ترکون کے تعاقب مین گھوڑا بڑھائے چلا گیا۔ اور صبح کو واپس آیا تو ہاتھ سردی سے اکڑ کے نیزے مین ایسا جم گیا کہ کسی طرح چھڑائے نہ چھوٹتا تھا۔ آخر آگ جلائی گئی۔ چربی پگھلا پگھلا کے ہاتھ پر بہائی اور ملی گئی تو پنجہ ڈھیلا پڑا۔ اور نیزے سے علٰحدہ ہوا۔

"بنی تمیم سے اگرچہ اس موقع پر والد کو مدد ملی مگر اصل مین وہ لوگ بھی دل مین اُن سے صاف نہ تھے۔ اس لیے کہ جس تمیمی سردار کو مہلب بن ابی صفرہ اپنا نائب بنا کے چھوڑ گیا تھا وہ والد کے مقابلے مین مارا گیا تھا۔ چنانچہ بعض موقعون پر اُن کے بعض لوگون سے تمرد ظاہر ہوا۔ اور اس کی اُنھین سخت سزا دی گئی۔ اتفاق یہ کہ بھائی محمد کی والدہ بھی بنی تمیم مین سے تھین اور تمیمی لوگ اُن کو اپنا بھانجا بتاتے تھے۔ اس موقع پر جو والد نے اُن کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا تو اُن سب نے مل کے ہرات کی راہ لی کہ جا کے بھائی محمد سے فریاد کرین۔ والد کو اُن کا ارادہ معلوم ہو گیا تھا۔ بھائی کو اور نیز بکیر و شماس کو لکھ بھیجا کہ یہ لوگ ہرات مین آتے ہین خبردار انھین شہر کے اندر نہ داخل ہونے دینا۔ تمیمی لوگ جب ہرات کے قریب پہونچے تو بھائی محمد شکار کے لیے باہر گئے ہوے تھے انھین خبر نہ ہوئی۔ شماس تمیمون سے مل گیا۔ اور اُن کو اندر بلا کے ٹھہرا لیا۔ بکیر کو اس سے اختلاف تھا۔ لیکن جب وہ لوگ شہر کے اندر داخل ہو گئے تو اب کیا زور چل سکتا تھا؟ تاہم شماس کے پاس کہلا بھیجا کہ تم نے یہ اچھا نہین کیا جو اُن لوگون کو پناہ دے دی۔ لیکن خیر اب یہ ہو ہی چکا ہے تو ایک کام کرو میں کہ چالیس ہزار درہم تمھارے پاس بھیجتا ہون اُن مین سے ایک ایک ہزار ہر تمیمی شخص کو

دے کے رخصت کر دو۔ ورنہ امیر محمد شکار سے واپس آ گئے بہت ناراض ہو نگے۔

"یہ تمیمی تیس آدمیون سے زیادہ نہ تھے مگر شماس کے مل جانے سے ان کو تقویت ہو گئی اور جب اُن کو معلوم ہوا کہ امیر محمد سے ہمدردی کی اُمید نہین تو وہ شماس کے شہر سے نکل کے چلے گئے کہ محمد کو شکارگاہ ہی مین گھیر لین۔ اور جو تمیمی والد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اُن کا انتقام اُنکے فرزند سے لین۔ چنانچہ سب نے جنگل مین جا کے بھائی محمد کو پکڑ لیا۔ اُن کو رسیون مین باندھ کے ایک طرف ڈال دیا۔ اور اس کامیابی کی خوشی مین بیٹھ کے شراب پینے لگے۔ اس کے ساتھ شرارت یہ کی کہ جب کسی کو پیشاب لگتا تو آتش انتقام بجھانے کے لیے بھائی کے اوپر پیشاب کرتا۔ شماس اگرچہ ان لوگون کے ساتھ مل کے نمک حرام ہو گیا تھا مگر پھر بھی والد کا ساختہ پرداختہ اور کل تک بھائی کا ماتحت تھا۔ ان لوگون سے کہنے لگا "اس بیہودگی سے کیا حاصل؟ تمھارے دشمن کا بیٹا تمھارے ہاتھ آ گیا اور اُس پر اپنا بغض نکالنا چاہتے ہو تو قتل کر ڈالو۔ یونہی ذلیل کرنے سے تم کو کیا مل جائیگا۔ اس مشورے کے مطابق سب اُٹھے اور آمادہ ہوئے کہ بھائی کو قتل کرین۔ اُس وقت حیان بن مشیجہ ضبی کو جو اُن لوگون کے ساتھ تھا ترس آیا۔ اُن کو اس ظلم سے روکا۔ اور درمیان مین آ گیا۔ مگر تمیمون نے اُسے ڈھکیل کے الگ کر دیا۔ اور بھائی محمد کا سر کاٹ لیا۔

ابا جان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو دنیا اُن کی نظر مین تیرہ و تار ہو گئی۔ فوراً اُن لوگون کو گھیر کے پکڑ لیا۔ اور ایک ایک کو چن چن کے مارا۔ فقط حیان کو تو چھوڑ دیا جس نے اُنھین قتل سے روکا تھا۔ باقی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ جن دو شخصون نے بھائی محمد کو خاص اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا۔ اُن مین سے ایک کا نام "عجلہ" تھا۔ اُسے دیکھ کے اُن کی زبان سے نکلا "عَجِلَ عجلۃُ لِقَومِہِ شَرّاً" یعنی اپنی قوم مین شر پیدا کرنے مین عجلہ نے عجلت کی۔ دوسرے کا نام "کسیب" تھا اُسے دیکھ کے بولے "بِئسَ ما اکتسبَ کسیبٌ لِقَومِہ" یعنی کسیب نے اپنی قوم کے لیے بُری چیز حاصل کی۔ [ع]

ع ان دونون جملون کا خاص لطف یہ ہے کہ پہلے کا نام عجلہ تھا جس لفظ کے معنی جلدی کے ہین اور دوسرے کا نام کسیب تھا جس لفظ کے معنی کمانے یا حاصل کرنے والا ہین۔ انھین معنون کا لحاظ کر کے عبداللہ بن خازم نے یہ جملے کہے

پانچوان باب

وہی داستان غم

اس واقعے کا انجام یہ ہوا کہ سارے بنی تمیم خراسان کے جن جن شہرون مین تھے بگڑ کھڑے ہوے۔ اور والد کے ساتھ دشمنی کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ اُن کا ایک بڑا بھاری گروہ خاص مرو مین جمع ہو گیا۔ جہان والد کی طرف سے مین حکومت کر رہا تھا مین نے یہ حال والد کو لکھا۔ اور اُنھون نے اس اندیشے سے کہ ہمارا سارا خاندان اور مال و اسباب مرو مین تھا مجھے حکم دیا کہ سب کو اور تمام مال و اسباب لے کے اُن کے پاس چلا آؤن۔ مین نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی۔ میرے آتے ہی سب بنی تمیم نے ملکے مرو مین حریش بن ہلال قریعی کو اپنا سردار مقرر کر لیا۔ اور اُن کی عام رائے یہ قرار پائی کہ بڑھ کے والد سے مقابلہ کرین۔ چنانچہ حریش نے بنی تمیم کی عظیم الشان قوت کے ساتھ آکے والد سے مقابلہ کیا۔ یہ لڑائی بھی ایک قیامت تھی جو مدت دراز تک جاری رہی مین بھی اس لڑائی مین والد کے ساتھ موجود تھا۔

ایک دن حریش نے میدان مین آکے والد کو پکارا اور کہا ابن خازم لڑائی کو طول دینے اور مسلمانون کے کٹوا لینے سے کیا فائدہ؟ مرد ہو تو میدان مین نکل آؤ۔ ہم تم آپس مین سمجھ لین۔ اور جو غالب آئے وہی دونون لشکرون پر حکومت کرے اور ملک کا مالک ہو۔ والد اگرچہ حریش کے مقابلے مین بہت ہی ناتوان اور کمزور تھے مگر اس نے بات ایسی تیہا دلانے والی کہی تھی کہ جواب دیا "سچ کہتے ہو اور انصاف یہی ہے" اور فوراً اُس کے مقابل ڈٹ کے کھڑے ہو گئے۔ دونون نے پہلے بڑی دیر تک فنون جنگ کے کمالات دکھائے۔ گرد آوریان اور جھکائیان ہوتی رہین۔ خوب خوب چوٹین چلین۔ اور ایک زمانۂ دراز تک کوئی حریف غالب نہ آسکا لیکن آخر مین والد ہی چوکے حریش نے جھکائی دے کے اُن کے سر پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اُن کی سموری ٹوپی آ کے کھسک کے چہرے اور آنکھون پہ آگئی جس سے آنکھین بند ہو گئین۔ اور حریش کے لیے پورا موقع پیدا ہو گیا کہ اُنھین مار لے مگر تلوار مارنے کے ساتھ ہی اُس کے گھوڑے کی رکاب ٹوٹ گئی۔ اور اُس سے اُس کو کچھ ایسا جھٹکا پہونچا کہ تلوار ہاتھ سے

چھوٹ کے الگ جا پڑی۔ والد سے اور کچھ نہ بنا تو گھوڑے کی عیال پکڑ کے اُس کی گردن میں لپٹ گئے۔ وہ اُنھیں لے کے اپنے خیمے کی طرف بھاگا اور اُنکی جان بچ گئی۔

"دوسرے روز پھر میدان جنگ گرم ہوا۔ مگر آج دونوں سرداروں میں سے کسی کو بھی میدان میں آنے اور حریف کو بلانے کی جرأت نہ ہوئی۔ دونوں طرف کی فوجیں لڑتی رہیں۔ مگر اب تمیون کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔ سمجھے کہ اب ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسی مایوسی نے اُن میں پھوٹ ڈالی اور تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ نے نیشاپور کا راستہ لیا۔ جس کا افسر بحیرین ورقاء تھا۔ ایک گروہ اور طرف بھاگا۔ اور ایک گروہ مرورود کی طرف چلا۔ جریش اسی میں تھا۔ والد نے اسی گروہ کا شہر تلیجہ تک تعاقب کیا۔

"جریش کے ساتھ فقط بارہ آدمی تھے۔ یہ لوگ بھاگتے بھاگتے ایک کھنڈر پر پہونچے تھے کہ پلٹ کے دیکھا والد سر پر پہونچ گئے ہیں۔ ٹھہرے سنبھلے اور کٹنے مرنے کو تیار ہو گئے۔ ہمارے ایک غلام نے بڑھ کے جریش کے سر پر تلوار ماری جو اوچھی پڑی اور رکاب گر پڑی۔ جریش نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور ہمراہیوں سے کہا "مجھے کوئی لکڑی اُٹھا دو۔ میری اور اس کی تلوار کا مقابلہ نہیں" کسی نے ایک لکڑی لا دی۔ اور اُسی سے اُس نے ہمارے اس غلام کا کام تمام کر دیا۔

"اب اُس نے والد کے قریب آ کے کہا "میں نے تمھارے لیے ملک تو خالی کر دیا اب کیا چاہتے ہو؟" والد نے کہا "تم پھر فوج تیار کر لوگے اور دشمنی کرو گے" جواب دیا کہ "نہیں اب ایسا نہ ہوگا" یہ جواب سنتے ہی والد نے لڑائی روک دی اور صلح ہو گئی۔ والد نے اسے چالیس ہزار درہم دیے۔ دوستی کا وعدہ لیا۔ اور اُس گھڑی سے دونوں دوست بن گئے۔

"ایک دن والد اور جریش بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور میں بھی ادب سے سامنے بیٹھا تھا۔ اثنائے گفتگو میں والد کے سر کے اُس زخم پر سے جو جریش کی تلوار سے پہونچا تھا اور ابھی تک اچھا نہیں ہوا تھا روئی کا پھاہا گر گیا۔ جریش نے فوراً جھک کے اُٹھا لیا اور آہستہ سے اُسے زخم پر چپکا دیا۔ والد نے مسکرا کے کہا "تمھارا آج کا ہاتھ ایسا سخت نہیں ہے جیسا اُس روز تھا" جریش نے کہا "معاف کیجیے گا۔ میری رکاب نہ ٹوٹ گئی ہوتی تو تلوار آپ کے بھیجے کے اندر تک اُتر جاتی۔"

اب ۶۶ھ کے آخری ایام تھے۔ اور والد نے دو تین برسوں مین بہت سے دشمنون کو زیر کر لیا تھا۔ مگر مفرور تمیمی باقی تھے جن کو ان دونون اخون نے مقام قطر مین گھیر لیا۔ یہان اُن کے ستر اسّی نامور بہادر جمع ہو گئے تھے۔ اور قبل اس کے کہ اپنے گروہ کو بڑھا سکین والد نے چھ ہزار سوارون کے ساتھ جا کے محاصرہ کر لیا۔ ان لوگون مین زہیر بن ذؤیب عدوی عجیب شخص تھا جس سے زیادہ بہادر آدمی مین نے آج تک نہین دیکھا ہے مگر اُن کا سردار وہ نہ تھا بلکہ عثمان بن بشیر تھا۔

"اس معرکہ مین مین بھی والد کے ہمراہ تھا۔ ہمارے لشکر کے پہونچتے ہی وہ لوگ مقابلے کو نکلے۔ مگر باہر آکے جب ہماری فوج کی کثرت دیکھی تو عثمان بن بشیر نے "کہا باہر نکل کے اتنے بڑے لشکر سے لڑنا بے سود ہے قلعہ مین پلٹ چلو اور پھاٹک بند کر لو۔ جب موقع ہوگا نکل کے حملہ کرین گے"۔ زہیر نے کہا "واہ یہ نہ ہوگا۔ مین جب تک ان لوگون کی صفین درہم و برہم نہ کر لون گا واپس نہ جاؤن گا" یہ کہہ کے وہ ایک خشک ندی کی ترائی مین اُتر گیا۔ اور نیچے ہی نیچے جا کے ہماری فوج کے ایک پہلو مین نکلا اور ہم پر ایسا سخت حملہ کیا کہ واقعی ہماری صفین درہم و برہم کر دین۔ اب اس کی یہ حالت تھی کہ لوگ جب اُس پر یورش کرتے تو ندی مین اُتر جاتا اور جب غافل ہوتے اچانک آ پڑتا۔ اور سب کو پریشان کر دیتا۔ والد کو اس کی یہ بہادری دیکھ کے اُس سے ایک محبت سی ہو گئی۔ اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ اپنے نیزون کی نوکون پہ آنکڑے باندھ کے اس پر حملہ کرو۔ اور ان آنکڑون کو اُس کی زرہ کی کڑیون مین اٹکا کے اُسے کھینچ لاؤ۔ تاکہ تمھارے ہاتھ مین زندہ اسیر ہو جائے۔ اس حکم کے مطابق لوگون نے آنکڑے باندھ کے اُس کی زرہ مین اٹکانے کی کوشش کی۔ چار آدمیون نے بڑی جانفشانی سے اُن کو اٹکا بھی لیا مگر زہیر کی ہمتی اس بلا کی تھی کہ تینون کو اپنے ساتھ دور تک کھینچ لے گیا۔ یہان تک کہ مجبور ہو کے انھین اپنے نیزے چھوڑ دینے پڑے۔ اور وہ اُن کے نیزے لیے ہوئے قلعے کے اندر چلا گیا۔

"اس تدبیر سے بھی وہ زندہ اسیر ہوا تو والد نے اُس کے پاس کہلا بھیجا "اگر تم مخالفت سے باز آجاؤ تو وعدہ کرتا ہون کہ ایک لاکھ درہم نقد دون گا۔ اور ہتیسا ون کا علاقہ تمھاری جاگیر مین دے دیا جائے گا۔ مگر اُس نے اس کا کچھ جواب نہین دیا۔

اب محاصرے نے طول کھینچا اور پناہ گزینان قلعہ زندگی سے تنگ آ گئے۔ سب نے والد کو پیام دیا کہ "اگر آپ نکل جانے کا موقع دیں تو ہم قلعہ آپ کے سپرد کر کے یہاں سے چلے جائیں۔" والد نے کہلا بھیجا "نہیں ہو سکتا۔ میرے حکم پر بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈال دو۔" محصورین یہاں تک عاجز آ چکے تھے کہ اس حکم کے قبول کرنے پر بھی تیار ہو گئے مگر زہیر نے اس پر بگڑ کے کہا "کمبختو۔ یہ تم سب کو پکڑ کے قتل کر ڈالے گا۔ جان ہی دینا ہے تو شریفوں کی طرح مرو۔ چلو۔ ہم سب نکل پڑیں۔ یا تو بہادری دکھا کے مر جائینگے یا اُنکے نرغے سے نکل کے آزاد ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم اگر تم نے سچی شجاعت دکھائی اور جان پر کھیل کے مردانہ حملہ کیا تو ضرور نکلنے کا راستہ مل جائیگا۔ میں ہر طرح تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہوں۔ کہو تمھارے آگے چلوں۔ کہو تمھارے پیچھے رہوں۔" سب نے اس مشورے کے قبول کرنے سے انکار کیا۔

ان کو اس قدر پست دیکھ کے اُس نے کہا "اچھا۔ ٹھہرو۔ میں تمھیں دکھائے دیتا ہوں۔" یہ کہتے ہی اُس نے قلعے سے نکل کے ہمارے لشکر پر حملہ کیا۔ ایک ترکی غلام اور ابن زہیر اُس کے ہمراہ تھے۔ ہم نے لاکھ چاہا کہ ان لوگوں کو پکڑ لیں مگر نہ پا سکے اور وہ سب ہماری صفیں چیرتے ہوئے محاصرے سے نکل گئے۔ مگر زہیر نے یہ کیا کہ دونوں ساتھیوں کو نکال کے پھر ہمارے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ اور صفیں چیرتا پھاڑتا پھر قلعہ کے اندر پہونچ گیا۔ اور لوگوں سے کہا "تم نے دیکھا؟" انھوں نے جواب دیا "یہ تمھارا ہی کام تھا ہم سے نہیں ہو سکتا۔ ہمارا اتنا بڑا جگر نہیں۔ اور ہمیں جان زیادہ پیاری ہے۔" اس جواب سے مایوس ہو کے زہیر نے کہا "پھر تمھیں اختیار ہے جو جی چاہے کرو۔ مگر میں ہر حال میں تمھارے ساتھ رہونگا۔"

اب قلعے کا پھاٹک کھلا۔ اور سب لوگوں نے باہر نکل کے ہتھیار ڈال دیے اور سر جھکا کے کھڑے ہو گئے۔ والد کے اشارے سے لوگوں نے جا کے انھیں رسیوں اور زنجیروں سے باندھ لیا۔ اب والد اپنے خیمے کے دروازے پر ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ اُن کے برابر کرسی پر میں تھا۔ اور اسیران بنی تمیم ایک ایک کر کے پیش کیے جانے لگے۔ والد کے چشم و ابرو سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان لوگوں کا قصور معاف کر دینا چاہتے ہیں۔ مگر مجھے مرحوم بھائی محمد کے خون اور ذلت سے مارے جانے کا اس قدر جوش

اور عقیدہ تھا کہ والد سے بگڑ کے کہا "ابا جان آپ معاف کرنے کو چاہے معاف کر دیں۔ لیکن اگر یہ خونخوار قاتل اور میرے بھائی کی جان لینے والے زندہ بچ گئے تو میں زندہ نہ رہوں گا۔ زہر کھا لوں۔ خودکشی کر لوں یا جو جی میں آئے گا کر گزروں گا۔" میں نے یہ کلمات ایسے تیوروں سے کہے تھے کہ والد کو مجبوراً اُن سب کے قتل کا حکم دینا پڑا۔

اُن میں سے دو تین آدمی البتہ خاص اسباب سے چھوڑ دیے گئے جنہوں نے کسی موقع پر اظہار وفاداری کیا تھا۔ خصوصاً تمیموں میں سے بنی معابین کا ایک شخص جس نے والد کو ایک بار حملہ کرتے دیکھ کے اپنے ہمراہیوں سے کہا تھا۔ "شہسوار مصر کے سامنے سے ہٹ جاؤ۔" اس کہنے پر اس کی جان بخشی کی گئی۔ اب زہیر بن قیس پابہ زنجیر سامنے لایا گیا۔ مگر جیسے ہی لوگوں نے اُسے لانے کے لیے کھینچا۔ اُس نے گو کہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا سپاہیوں کے ہاتھ سے زنجیر چھڑا کے ایک جست کی اور ایک ہی زقند میں خندق کے اس پار رہا۔ پھر وہاں سے دوسری زقند بھری اور اسی طرح زنجیروں میں بندھا ہوا اس پار خیمے کے قریب آکے گرا۔ اور خود ہی والد کے سامنے آکے زمین پر بیٹھ گیا۔ اس میں بھی اُس کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ بھاگنا میں اوسیا نہیں کرتا۔ مگر والد کے دل میں اُس کی اس درجہ قدر تھی کہ اس کا بھی خیال نہ کیا اور پوچھا "زہیر لو۔ اب بھی اگر میں تمھیں امان کا علاقہ دے دوں تو کس قدر شکر گزار ہو گے؟" اس نے جواب دیا "شکر گزار تو اُس وقت ہوں گا جب میرے قتل کا حکم دو گے۔" والد اب بھی یہی چاہتے تھے کہ اُسے چھوڑ دیں۔ یہ دیکھ کے مجھے پھر طیش آ گیا اور کہا "دیکھیے ایسا نہ ہو کہ آپ اس سخت ترین دشمن کو چھوڑ دیں۔" یہ الفاظ والد کو ناگوار گزرے۔ اور جوش کے لہجے میں مجھ سے کہا۔ "کمبخت تو یہ بھی نہیں خیال کرتا کہ زہیر کے ایسے نامور بہادر کو ہم قتل کر ڈالیں گے تو پھر دشمنان اسلام سے کون لڑے گا؟ اور محترم خاتونان عرب کی کون حمایت کریگا؟" میں نے جب یہ دیکھا کہ ابا جان چھوڑنے ہی پر آمادہ ہیں تو بگڑ کے کہا "ابا جان۔ خوب یاد رکھیے کہ اگر آپ میرے مقتول و مظلوم بھائی کے خون میں شریک ہوئے تو اُس کا انتقام میں آپ سے لونگا۔" میرا یہ گستاخانہ جواب سُن کے والد نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور زہیر کے قتل کا حکم دے دیا۔

"زہیر نے یہ حکم سنتے ہی شکریہ ادا کیا۔ پھر کہا "مگر میری ایک درخواست ہے سب سے پہلے مجھے قتل کیجیے۔ مگر میں وہاں نہ مارا جاؤں جہاں میرے یہ تمام ہمراہی قتل کیے گئے ہیں۔ اور نہ میرا خون اُن کے خون میں ملنے پائے۔ میں ان سب کو یوں ہتھیار ڈالنے سے روکتا تھا اور مشورہ دیتا تھا کہ مرنا ہی تو شریفوں کی موت مرو۔ تلواریں سونت سونت کے نکل پڑو۔ جو سامنے آئے اُسے قتل کرو۔ اس میں یا مارے جاؤ۔ یا لڑتے ہوے نکل جاؤ۔ افسوس انھوں نے سماعت نہ کی اور اس ذلت سے مارے گئے۔ اگر میرے کہنے پر عمل کرتے تو خدا کی قسم بجائے اس کے کہ تیرا بیٹا یوں اطمینان سے بھائی کے خون کا انتقام لے چکے خود اس کی جان کے لالے پڑ گئے ہوتے"۔ والد نے اس کی یہ درخواست قبول کی۔ اور مسلمانوں کا یہ ہر قلوس اور عربوں کا یہ رستم نریمان سب سے الگ لے جا کے قتل کر ڈالا گیا۔

"اب تمیموں میں سے فقط بحیر بن ورقار باقی تھا جو نیشاپور میں اپنے باقی ماندہ گروہ کے ساتھ بیٹھا علم سرتابی بلند کر رہا تھا۔ اُدھر مرو میں بھی اُنھیں لوگوں سے خطرے تھے اور سب سے بڑی آفت یہ تھی کہ خلافت کا کسی طرح تصفیہ نہیں ہو سکتا تھا۔ شام میں بنی امیہ کا زور تھا۔ جہاں مروان نے مسند خلافت پر بیٹھ کے گرد و پیش کے تمام شہروں کو اپنے موافق بنا لیا۔ اور مصر میں بھی اُس کی سطوت قائم ہو گئی۔ اور ۶۵ھ میں جیسا وہ مرا تو اُس کے بیٹے عبدالملک نے اور زیادہ قوت کے ساتھ حکمرانی شروع کر دی۔ اُدھر عراق میں انتقام خون حسین کا ہنگامہ بپا تھا۔ اور مختار قاتلین حسین کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے اور چن چن کے قتل کر رہا تھا۔ مگر یہاں کی ساری شورش فقط اس لیے تھی کہ بے امنی پیدا ہو۔ دولت اسلامیہ کی اصلاح اس کے سنبھالنے اور نظم و نسق سلطنت درست کرنے کی کسی کو فکر نہ تھی۔ اُدھر مکۂ معظمہ میں عبداللہ بن زبیر نے اپنی خلافت کی بیعت لینا شروع کی۔ وہ فقط وہیں سے بیٹھے بیٹھے لوگوں کو اپنی طرف بلاتے تو ہیں مگر اس کی کوشش نہیں کرتے کہ دنیائے اسلام میں امن و امان قائم کریں۔ اور جہاں فتنے بپا ہوں وہاں جا کے اُن کا استیصال کریں۔

والد کو حکومت خراسان سلم بن زیاد سے ملی تھی۔ مگر اب اُس کا کہیں پتہ

نہ تھا۔ وہ خود اپنی جان چھپاتا پھرتا تھا۔ ایسی حالت میں اُن کی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کیا کیا کرین۔ دمشق والونکا ساتھ دینے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اس لیے کہ انھون نے خلافت اسلامی کو فرعونی سلطنت بنا لیا تھا۔ عراق کے ہنگامہ آراؤن کا ساتھ دینے کے کوئی معنے نہ تھے اس لیے کہ وہ لوگ ایک بنے بنائے نقش کو بگاڑنے کے سوا بنانا نہ جانتے تھے۔ مجبوراً انھون نے عبداللہ بن زبیرؓ کا ساتھ دیا۔ جن کے والد عشرۂ مبشرہ مین سے تھے۔ وہ خود کبار صحابہ مین سے ہین۔ ابوبکر صدیقؓ کے نواسے ہین۔ اور صحابہ مین صاحب علم و فضل مشہور ہین۔ چنانچہ خراسان مین انھون نے ابن زبیر ہی کی طرف سے بیعت لینا شروع کر دی۔

"مگر باوجود اسکے یہ ممکن نہ تھا کہ انھین ابن زبیرؓ سے کسی قسم کی مدد ملے۔ اسکا انجام یہ تھا کہ خراسان مین جیسا انتظام چاہتے تھے نہین کر سکتے تھے۔ اور دشمنون کو روز ایک نیا جھگڑا پیدا کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ یمانیون کا ہنگامہ تو انھون نے ہٹا دیا۔ مگر تمیمیون کی شورش کسی طرح کم ہونے کو نہ آتی تھی اور بعض ایام مین یہ حالت ہوتی تھی کہ ڈرتے تھے کہین انکا گھربار تک نہ لُٹ جائے۔ اور اہل و عیال کسی آفت مین نہ پھنس جائین۔

"اس خیال سے انھون نے مجھے حکم دیا کہ تمیمیون کی شورش سے بچنے کے لیے تم دریائے جیحون کے اس پار یعنی ماوراءالنہر مین چلے جاؤ۔ جہان جابجا ترکی کفار کی سلطنتین ہین۔ اِن مین رہ کے اور اُن سے دوستی پیدا کرکے یا اُن کی سرزمین فتح کرکے اپنے لیے نئی جگہ نکالو۔ اور اطمینان سے بیٹھو۔ مین خراسان کو فتنون سے صاف کرتا ہون۔ اگر کامیابی ہوئی تو مدد دے کے ماوراءالنہر مین تمھاری مستقل سلطنت قائم کرا دون گا۔ اور اگر کامیابی نہ ہوئی۔ یہان کی شورش بڑھی۔ یا خلافت کا فیصلہ میری مرضی کے خلاف ہوا تو مین بھی تمھارے پاس آ کے ٹھہر ونگا۔ اور ہم وہان زیادہ اچھی اور آزاد حکومت حاصل کر لین گے۔

"ان کے کہنے کے بموجب مین جیحون کے اس پار آ گیا۔ اور عہد کر لیا کہ جب تک والد نہ بلائین گے خراسان کی قلمرو مین قدم نہ رکھون گا۔ یہان مین مختلف شہرون مین مارا مارا پھرا مگر کوئی نہ اپنے شہر مین ٹھہرنے دیتا ہے اور نہ اپنے یہان پناہ دیتا ہے۔

فقط اتنا کہ سمرقند طرخون نے اتنی مہربانی کی تھی کہ اپنے شہر میں ٹھہرا لیا۔ مگر وہاں ایسے اتفاقات پیش آئے کہ مجھے اس کا شہر چھوڑ کے چلا آنا پڑا۔"

ثابت "سمرقند میں جو واقعات پیش آئے اُن کو میں آپ کی فوج کے ایک سپاہی کی زبانی سن چکا ہوں جن سے آپ کی شجاعت و سپہگری کا نقش سارے ترکستان میں بیٹھ گیا ہے۔"

موسیٰ "مشکل یہ ہے کہ وہاں سے میرے ساتھ دو معزز تورانی خاتونیں آئی ہیں جن کو میں نے بالکل جائز طور پر حاصل کیا ہے مگر انھیں کا آنا ان لوگوں کے لیے باعث ملال ہو گیا ہے اور اب تمام ترک میرے دشمن اور خون کے پیاسے ہو گئے ہیں کیش میں ارسلان بن طرخون مجھ سے لڑنے کو محض اس لیے آیا کہ اُس کی دولھن شادی کے جائز اور مروجہ مقابلے میں مجھے مل گئی۔"

ثابت "یہ بیویاں نہیں آپ کے حال پر خدا کی عنایتیں اور مہربانیاں نازل ہیں۔ اسلیے اُن کی قدر کیجیے۔"

موسیٰ "قدر تو میں کرتا ہوں۔ اور کروں گا۔ مگر اُن کی وجہ سے ہمارے لیے دشواریاں کس قدر زیادہ پیدا ہو گئی ہیں۔ ابھی تک ہمیں فقط اپنی فکر تھی۔ اب اُنکی بھی فکر ہے۔ ہماری ذات سے یہاں کسی کو عناد نہ تھا۔ مگر اُنکی وجہ سے بہ کثرت دشمن پیدا ہو گئے ہیں۔"

ثابت "خدا اُن سب پر آپ کو غالب کرے گا۔"

موسیٰ "خدا کی ذات سے مجھے ایسی ہی امید ہے مگر میں نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ یہاں اپنے لیے ایک چھوٹی سی قلمرو ضرور پیدا کرونگا۔ اول تو مجھے یہ سرزمین اور یہاں کے فضا سبزہ زار نہایت پسند ہیں۔ دوسرے ترکوں کی قوت و شجاعت کا اندازہ کر کے مجھے یقین ہو گیا کہ اگر مجھے کوئی اطمینان سے بیٹھنے کی جگہ مل گئی تو پھر میں سب کو دبا کے ایسی ریاست قائم کرونگا جو یادگار رہے گی۔ پھر اسکے بعد صدائے جہاد بلند کر کے سارے ترکستان میں توحید کی تبلیغ کروں گا۔ اور علم اسلام کندھے پر رکھ کے خدائے احد ذوالجلال کا نام پکارتا ہوا چین تک چلا جاؤنگا۔"

ثابت "خدا آپ کے ارادے میں برکت دے۔"

موسیٰ "مگر کوئی ایسی جگہ تو بتائیے جہاں چل کے میں اطمینان سے بیٹھوں۔"

ثابت "مجھے تو یہاں کے سب مقاموں میں شہر ترمذ بہت پسند آیا۔ آبادی صاف

ٹھہری ہی ہو۔ گرد کے میدان نہایت ہی شاداب و زرخیز ہیں۔ اور موسم بہار میں نمونۂ جنت ہو جاتے ہیں۔ آبادی کے پاس ایک نہایت ہی مضبوط و مستحکم قلعہ ہی جو عین دریائے جیحون کے کنارے ہی۔ اور جیحون کا پانی ہمیشہ اُس کے پشتے سے ہم آغوش ہوتا رہتا ہی۔"

موسیٰ "اور ترمذ دریائے جیحون کے اسی پار ہی؟"

ثابت "جی ہاں۔ اسی پار۔ اُس کے پاس ہی سے ختلان کا علاقہ شروع ہو گیا ہی جہاں سے بلبل ہزار داستان کے جوڑے آ کے ترمذ کے چمنوں میں آشیانہ لگاتے ہیں۔ اور صبح و شام اہل قلعہ کو اپنا ارغنون سناتے رہتے ہیں۔"

موسیٰ "تو پھر میں وہی چلوں گا۔ معلوم نہیں وہاں کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہی؟"

ثابت "وہاں کا ایک مستقل فرمانروا ہی جو مشرک و کواکب پرست ہی اور کوئی زیادہ قوت و شوکت نہیں رکھتا مگر آپ کے ٹھہرنے کا روادار نہ ہوگا۔"

موسیٰ "میں کوئی صورت نکال ہی لوں گا۔ آپ رہبری کر کے ہمیں وہاں تک پہونچا دیں۔"

ثابت "میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ اور آپ ہی کے ساتھ رہوں گا۔ اس لیے کہ آپ کے ایسے بہادر اور اولوالعزم مجاہد کا ساتھ چھوڑ کے اب میں کہیں نہیں جا سکتا۔ رہی میری تجارت تو اس کو میرے بھائی اور غلام انجام دیتے رہیں گے۔ اور میں یہاں سے بیٹھ کے بھی اُن کی مدد کر سکتا ہوں۔ اس لیے کہ مشک کی خریداری یہاں کے ہر شہر میں ہو سکتی ہی۔"

اس کے بعد موسیٰ نے ثابت کو رخصت کیا۔ اور اپنے خیمے میں جا کے لیٹ رہا کہ تھوڑی آرام لینے کے بعد ثابت کی رہبری میں شہر ترمذ کی طرف کوچ کرے۔

چھٹا باب

نئی سلطنت کی بنیاد

تمام ہمراہیان موسیٰ اس قدر تھکے ماندے تھے کہ اُس روز سہ پہر کو یہاں سے کوچ نہ کر سکے۔ رات پھر اسی گاؤں میں پڑے رہے۔ سب نے شام سے پہلے اُٹھ کے

شکار مارے۔ مچھلیان پکڑین۔ پکایا کھایا۔ اور عشا کی نماز پڑھتے ہی پڑکے سو رہے صبح کو اُٹھے تو خوب تازہ دم۔ اور بشاش تھے۔ زخمیون کی بھی یہان اطمینان سے مرہم پٹی کی گئی۔ اور صبح کو نماز پڑھ کے سارے لشکر نے ثابت کے بتانے پر دریائے جیحون کے کنارے کنارے چڑھاؤ پر سفر شروع کیا۔ اور تیسرے روز شہر ترمذ کے سامنے کھڑے تھے۔

یہان پہونچتے ہی موسیٰ نے قلعہ کے دامن مین دریا کنارے پڑاؤ ڈال دیا۔ اور حاکم قلعہ کو اطلاع کی کہ ہم چند روز تک آپ کے جوار مین رہنے کے لیے آئے ہین لہذا آپ سے ٹھہرنے کی اجازت چاہتے ہین۔ اور اگر آپ ہمین اپنے قلعے مین جگہ دین تو نہایت ہی شکر گذار ہونگے۔“ وہان سے جواب ملا کہ ”قلعہ کے اندر کسی غیر کے لیے جگہ نہین ہے۔ اور تمھارا وہان ٹھہرنا بھی دراصل گوارا نہین۔ لیکن اب آگئے ہو تو ٹھہرو۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو چلے جاؤ۔ اس لیے کہ ہمارے شہر کی مختصر آبادی کسی لشکر کے زیادہ مدت تک پڑے رہنے کی متحمل نہین ہوسکتی۔“

اس کے جواب مین موسیٰ نے کہلا بھیجا ”آپ اطمینان رکھین۔ مین جلد ہی چلا جاؤن گا۔ اور آپ کو یا آپ کے شہر کو مجھ سے تکلیف نہ پہونچے گی۔“

حاکم ترمذ کو اس عربی لشکر اور ایک عربی سردار کا اپنے شہر مین رہنا کسی طرح گوارا نہ تھا۔ مگر اُس مین مزاحمت کی طاقت نہ تھی۔ اور سمجھتا تھا کہ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو مین انپر غالب نہ آسکونگا۔ اس لیے خاموش ہو رہا۔

موسیٰ نے یہان مدت تک قیام کرنے کے لیے قلعہ کے پاس ہی نہایت قرینے سے لشکر گاہ مرتب کی۔ بیچ مین اُسکے خیمے تھے جن کے پاس ترمذی مزدورون سے کام لے کے ایک پُر تکلف کوشک تعمیر کرائی جس مین مہجبین توشین اور گل رخسار قتلق خانم کے ساتھ رہتا۔ اس کوشک اور خیمے کے چارون طرف بہادران عرب کے خیمے تھے جن کے بیچ مین سے سڑکین گزر رہی تھین اور معلوم ہوتا کہ ترمذ کے پاس ایک دوسرا خوبصورت شہر خیمون کا قائم ہو گیا ہے۔

اپنی کوشک کے گرد اُس نے ایک نہایت ہی پُر فضا باغ بنا لیا۔ سبزے کا فرش تختہ بندی پہلے ہی سے موجود تھا۔ اب اطراف و جوانب سے لالا کے پھولون کے

درخت لگائے۔ اور گلزار و پُر بہار بنا دیا۔ اب وہ مخمل سبز کا فرش زمردین بیل بوٹے دار قالین بن گیا جس مین بلبلین آکے چہکنے اور اپنا نغمۂ دلکش سُنانے لگین۔ اس باغ اور کوشک مین اپنی پری جمال دلرباؤن کے ساتھ رہتا اور دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا۔ روز سہ پہر کو گرد کی وادیون مین جاکے شکار کھیلتا اور سیر و شکار مین دل بہلاتا۔

شاہ ترمذ پہلے تو اُس سے بہت ہی بدظن تھا مگر چند روز بعد موسٰی کے اخلاق اُس کی ملنساری اور محبت سے خوش ہوکے اُس کے پاس آنے لگا اور تھوڑے دنون مین اس درجہ مانوس ہوگیا کہ روز بلا ناغہ اُس باغ مین آکے گھنٹون بیٹھتا اُس کی صحبت سے لطف اُٹھاتا۔ اور روز بروز زیادہ دوست ہوتا جاتا۔ اب دونون مل کے شکار کو جاتے اور ہفتون کوہ و صحرا مین رہ کے بڑے بڑے جانورون اور چیتل بارہ سنگھے اور بچارے مار لاتے۔ اور موسٰی کے باغ فرحت بخش مین ساتھ بیٹھ کے کھاتے اکثر قلعے سے گانے والے آجاتے جو لطف صحبت کو اور بڑھا دیتے۔ بلکہ شاہ ترمذ کا معمول ہوگیا تھا کہ جب آتا اپنی گانے والی لونڈیون کو ساتھ لیتا آتا۔ اور موسٰی کے ساتھ بیٹھ کے گانا سُنتا اور رناچ دیکھتا۔ اب یہ حالت تھی کہ بغیر موسٰی کے اُسے کسی صحبت مین مزہ نہ آتا۔ اس لیے کہ موسٰی نے اپنے اخلاق و عادات اپنے آداب معاشرت اور اپنی دلچسپ باتون سے اُس کو اپنا گرویدہ کرلیا تھا موسٰی کو اب تُرک کی زبان بھی اتنی آگئی تھی کہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ مین اپنا مطلب ادا کردیتا۔ اور اس کی وہ بگڑی ہوئی زبان شاہ ترمذ کو اور زیادہ بھولی اور دلکش معلوم ہوتی۔

ایک دن شاہ ترمذ نے موسٰی سے کہا "آپ کی صحبت مین سارے لطف اور عیش و عشرت کے سامان ہین مگر ایک چیز نہین جس کے بغیر کوئی صحبت عیش مکمل نہین ہوسکتی"

موسٰی: وہ کون چیز ہے؟

شاہ ترمذ: شراب گلرنگ"

موسٰی: آپ کو کیا نہین معلوم کہ شراب ہم لوگون پر حرام ہے۔ ہم حرام ہی نہین اُسے نجس اور ناپاک جانتے ہین۔ اس لیے چھو تک نہین سکتے۔ مگر آپ کے لیے مضائقہ نہین۔ اور آپ کا عیش پورا کرنے کی غرض سے آپ کے واسطے مین

اس کا بھی انتظام کر دون گا"
شاہ ترمذ "نہین ایسا نہ کیجیے۔ میرے لیے آپ اپنی صحبت اور اپنے مکان کو گندہ کیون کرین۔ اور فرض کیجیے کہ مجھے آپ نے منگوا بھی دی تو بغیر آپ کے اکیلا مین اُس کوپی کے کیا لذت اُٹھا سکتا ہون؟"
موسیٰ "اس کا خیال نہ کیجیے" اور یہ کہتے ہی موسیٰ نے ترمذ مین آدمی بھیج کے بادۂ ناب کی ایک صراحی منگوا دی اور اپنے دوست شاہ ترمذ کو اصرار کر کے پلائی۔ ان باتون نے اُسے موسیٰ کا بہت ہی جان نثار دوست بنا دیا۔ اور نشۂ صہبا مین کہنے لگا "موسیٰ! تم سے بڑا میرا کوئی دوست نہین جس وقت تم آئے ہو اُس وقت مین تم سے گھبراتا اور وحشت کھاتا تھا مگر اس کی خبر نہ تھی کہ ہمارے دیوتا تمھارے ذریعے سے میرے لیے اعلیٰ ترین عیش و عشرت کا سامان فراہم کرنے والے تھے۔ مجھے اس کا بھی خیال ہے کہ تم روز میری دعوتین کرتے اور کوئی سامان عیش نہین جو تم کو میرے لیے اُٹھا رکھتے ہو مگر مین نے آج تک ایک بار بھی تمھاری دعوت نہین کی"
موسیٰ "دوستون مین ایسی باتون کا خیال نہین ہوا کرتا۔ یہان وہان ایک ہی ہے۔ مین نے دعوت کی تو اور آپ نے کی تو مطلب ساتھ مل کے کھانے۔ اور ایک دوسرے کی صحبت سے لطف اُٹھانے سے ہے اور اسکے خدا نے ہم فقتے پیدا کر ہی دیے ہین"
شاہ ترمذ "یہ صحیح ہے۔ مگر میرا جی چاہتا ہے کہ پورے اہتمام سے اپنے قلعے مین تمھاری دعوت کرون۔ اب کی شکار سے واپس آئین گے تو مین آپ کی دعوت کرونگا۔ آپ کو اپنے قلعے کی سیر کراؤن گا۔ اپنے باورچیون کے ہاتھ کا کھانا کھلاؤن گا۔ اور اپنی تمام گانے والی لونڈیون کا ناچ دکھاؤن گا"
موسیٰ "مین تو یہی کہونگا کہ ایسی تکلیف نہ کیجیے۔ لیکن آپ کی دل شکنی بھی مجھے گوارا نہین ہے۔ آپ کے دل مین ایسا شوق پیدا ہوا ہے تو مجھے کوئی عذر نہین"
اس گفتگو کے ایک ہفتے بعد شاہ ترمذ اور موسیٰ بڑے اہتمام سے شکار کو گئے اور چار روز تک خوب شکار کر کے واپس آئے۔ تو شاہ ترمذ بجائے اسکے کہ حسب معمول موسیٰ کے باغ مین ٹھہرے رخصت ہو کے اپنے قلعے مین گیا۔ اور جاتے وقت کہتا گیا کہ آج قلعہ مین آپ کی دعوت ہے۔ تیسرے پہر کو جس وقت مین بلاؤن چلے آیئے گا"

اور اس کا خیال رکھیے گا کہ سئو آدمیون سے زیادہ اپنے ساتھ نہ لائیے گا۔"
موسیٰ "جیسا ارشاد ہو مجھے تو سو آدمیون کے لانے کی بھی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔"
شاہ ترمذ "نہین سو آدمی ضرور آپ کے ساتھ ہون۔ اور مین نے یہ اس لیے کہا کہ مین نے اپنی قوم کے بھی سو ہی آدمی بلائے ہین کُل دو سو ہو گئے۔ اس سے زیادہ آدمیون کی دعوت کا سامان نہ کرونگا۔"
موسیٰ "بہتر۔ مین سو معزز آدمیون کو لیتا آؤنگا۔ جو میرے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کے کھائین گے۔"
شاہ ترمذ یہی میرا مطلب ہی۔ اتنے ہی مین نے اپنے دوست اور سردار ختلی مدعو کیے ہین۔ یہ ایسی اچھی صحبت ہوگی کہ آپ پسند کرینگے۔ یہ کہہ کے شاہ ترمذ اپنے قلعے مین گیا۔ اور موسیٰ نے اپنے مخصوص لوگ منتخب کر لیے جن کو ساتھ لے جانے والا تھا۔ دو تین گھنٹے دن باقی تھا کہ شاہ ترمذ کا ایک سردار آیا اور موسیٰ کو ادب سے سلام کر کے کہا "تشریف لے چلیے ہمارے بادشاہ نے بلایا ہی" موسیٰ نے فوراً اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیا۔ اور پاپیادہ اُسکے ساتھ ہو لیا۔ قلعہ ایک پہاڑی پر تھا لہذا پھاٹک مین داخل ہونے کے بعد سب کو تقریباً دو سو گز کی بلندی پر چڑھنا پڑا۔ یہ دشوار راستہ طے کر کے سب قصر شاہی مین پہونچے۔ پہلے چارون طرف پھر کے قلعے کی سیر کی۔ اور اس بات سے نہایت محظوظ ہوئے کہ قلعہ پر سے کوسون تک کا میدان نظر آتا تھا۔ خصوصاً دریائے جیحون کی سیر اس پر سے بڑا لطف دیتی تھی جو مشرق سے مغرب کی طرف قلعہ کی دیوارون کو چومتا اور اُسکے مضبوط پشتون سے لپٹتا ہوا نکل گیا تھا۔ اور اور ایک چوڑے پٹکے کی طرح دامن صحرا مین لہرا کے کوسون تک ٹنکتا چلا گیا تھا۔

مغرب کا وقت آیا تو اسلامی مؤذن نے ایک سرے پر کھڑے ہو کے اذان دی اور سب مسلمانون نے وضو کر کے قلعہ کی بلندی پر جماعت سے نماز پڑھی۔ جس مین موسیٰ امام تھا اور تمام اہل قلعہ اُن کے اس طریقۂ عبادت کو حیرت اور مرعوبیت کی نظرون سے دیکھ رہے تھے۔ بعد نماز سب جا کے قلعے کے سب سے بلند دیوان خانے مین بیٹھے جہان ایرانی قالینون کا فرش تھا۔ اور چینی گلدانون مین گلدستے سجے ہوئے تھے۔ فوراً محفل طرب مرتب ہو گئی۔ پہلے کچھ

دیہ مرد قوال گاتے رہے۔ اس کے بعد ایک عربی گویا جو ابن مسجح کا شاگرد تھا سرود لے کے بیٹھا اور خوب خوب گایا۔ گو کہ اہل قلعہ اور تاتاری ترکی حریفانہ صحبت کو اس کے نغمے مین لطف نہ آسکتا تھا مگر ایک نئی چیز کی شان سے سب اُسے حیرت و شوق کے ساتھ سنتے رہے۔ اس کے بعد دو شوخ ترکن کنیزون کا ایک طائفہ کھڑا ہو کے اپنی قومی وضع مین ناچنے گانے لگا جن کی چلت پھرت معشوقانہ ادا اور سریلی آوازون سے عرب کے مہمانون کو بھی بڑا لطف آیا۔

اب رقص و سرود کی صحبت ختم ہوئی۔ اور دستر خوان بچھا۔ انواع و اقسام کے الوان نعمت چنے گئے۔ جن مین گھوڑے کے گوشت کا قورمہ اور گوشت کے کباب زیادہ ممتاز حیثیت سے رکھے گئے۔ اس لیے کہ یہ دونون قوم ترک و تاجیک کے خاص اور پسندیدہ کھانے تھے۔ سب طرح کی مٹھائیان۔ گھوڑے کے دودھ کا دہی اور پنیر اور اسی قسم کی بعض اور چیزین بھی تھین جن مین نئے ہونے کے باعث عرب مہمانون کو شک تھا کہ ہم کھا بھی سکتے ہین یا نہین۔ شراب کا اس سرزمین پر بہت رواج تھا اس لیے کہ عجمی سطوت نے سلطنت جمشیدی مین اسکو حلال طیب بلکہ بموجب ثواب بتا رکھا تھا مگر محض عربون کے پاس خاطر سے شراب دستر خوان پر نہین لائی گئی۔ بلکہ قریب کے ایک اور کمرے مین قرینے کے ساتھ رنگے لالہ فام کی صراحیان اور سونے چاندی کے جام آراستہ کر دیے گئے تھے اور پانچ پری رخ و گل اندام کنیزین ساقیہ ہوش ربا بنا کے کھڑی کر دی گئی تھین کہ اپنے پرایون مین سے جو آئے اُسے پلا کے چھکا دین۔ اور پاس بٹھا کے اُس کی دلداری و خاطر داری کرین۔ عربون مین سے بعض پیتے بھی تھے مگر اس صحبت مین اپنے سردار و حاکم موسیٰ کی ناراضی کے خیال سے کسی کو اس شاہی میکدے مین جانے کی جرأت نہ ہوئی۔

اب سب نے کھانا شروع کیا۔ اور شاہ ترمذ نے موسیٰ کے پاس بیٹھ کے شفیق میزبانون کی طرح اُسے اصرار کر کے کھلایا۔ یہان تک کہ ڈیڑھ پہر رات گذر گئی۔ اور سب نے ہاتھ دھوئے۔ ہاتھ دھلنے کے بعد موسیٰ نے فرمائش کی کہ پری وش حور طلعت ترکون کا وہی طائفہ پھر آ کے اپنے رقص و سرود سے محفل کو محظوظ کرے

فوراً وہ طائفہ پھر آ کے موجود ہو گیا اور قدر دانی کی حوصلہ افزائی نے ان مغنیون کے دل ایسے بڑھا دیے تھے کہ اب کی انھون نے پہلے سے زیادہ جوش و خروش سے اپنا کمال دکھایا۔ اور تمام حاضرین کو اپنے نغمہ اور اپنی جلت پھرت سے مسحور کر لیا۔

اب آدھی رات آ چکی ہو۔ قلعہ کے مہمانون اور شاہ ترمذ کی آنکھون مین نیند بھر آئی۔ جن لوگون نے شراب پی ہو بدمست و مخمور ہو کے گر رہے ہین۔ اور مست و لایعقل پڑے ہوئے ہین۔ خود ناچنے والی کنیزین نیند کی ماتی ہین۔ اور نیند کے جھونکون سے گر گر پڑتی ہین۔ محفل کی یہ حالت ہو مگر موسیٰ ساعت بہ ساعت زیادہ سنبھل کے بیٹھتا ہو اور ناچ دیکھنے مین اس درجہ محو ہو کہ نہ لوگون کی طبیعت کے بدمزہ ہو جانیکا خیال ہو نہ اسکا خیال کرتا ہو کہ نازنین ناچنے والیان اس قدر تھک گئی ہین کہ اب انھین نچانا ان پر ظلم کرنا ہو۔

آخر شاہ ترمذ کی طبیعت بدمزہ ہونے لگی۔ اور اس نے اپنے دلی دوست موسیٰ سے کہا اب بہتر ہو کہ یہ صحبت ختم کی جائے۔ غالباً اب آپ کو بھی جاگنا مضر ہوگا اور میری طبیعت تو ساعت بہ ساعت بگڑتی جاتی ہو۔ اس کے علاوہ ناچنے گانے والیان بھی تھک گئی ہین۔ اجازت ہو تو جا کے آرام لین اور سو رہین۔"

موسیٰ "بہتر۔ اگر آپ کے مزاج مین بدمزگی پیدا ہو چلی ہو تو صحبت کو ختم کیجیے۔ اور جا کے محل مین آرام فرمایئے۔"

شاہ ترمذ "مگر مین بغیر آپ کو رخصت کیے کیسے جا سکتا ہون۔ آپ اور آپ کے ہمراہی جا لین تو مین بھی جا کے سو ؤن۔"

موسیٰ "میرا خیال نہ کیجیے۔ مین اور میرے رفقا رات کو اس کمرے مین پڑ رہین گے۔"

شاہ ترمذ "یہ نامناسب ہو۔ اور مین ہرگز نہ پسند کرونگا کہ آپ اور آپ کے ساتھ سب ساری رات قلعے کے اندر رہین۔"

موسیٰ "مگر میرے نزدیک یہی مناسب ہو۔ اب ہم نہین رہین گے اور ہم نے فیصلہ کر لیا کہ یہی قلعہ یا ہمارا گھر ہوگا اور یا اسی مین ہماری قبرین بنین گی۔"

شاہ ترمذ۔ (طیش و غضب سے) اس دعوت اور اس خدمتگاری کا معاوضہ یہی ہو؟

موسیٰ "نہین اِس دعوت کا معاوضہ نہین۔ بلکہ اس کا معاوضہ ہو کہ یہان آ کے جب مین نے قلعے کے اندر آنے کا ارادہ کیا تو نہایت ہی بے مروتی سے جواب دیا گیا۔

کہ تم قلعے کے اندر نہین آسکتے۔ مین نے اُسی وقت عہد کر لیا تھا کہ انشاء اللہ کسی نہ کسی بہانے سے اس قلعے پر ضرور قبضہ کر لونگا اور خدا نے اپنی مہربانی سے آج میرا وہ عہد پورا کرا دیا۔

اس جواب پر برافروختہ ہو کے شاہ ترمذ نے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ ان بدعہد اور مکار و دغاباز عربون کو گرفتار کر لو۔ مگر قبل اسکے کہ ترمذ کے سپاہی اس حکم پر عمل کرنے کا خیال بھی کرین سارے عرب تلوارین کھینچ کے کھڑے ہو گئے۔ سب نے موسیٰ کے گرد جمع ہو کے اپنی صفین باندھ لین۔ اور جب دیکھا کہ دشمنان شہر مقابلے کے لیے اکٹھا ہو رہے ہین تو زور شور سے نعرۂ تکبیر بلند کر کے اُن پر حملہ کر دیا۔ ان کی تکبیر کی آواز سنتے ہی باہر کے عرب جو اپنے ڈیرون مین مسلح اور تیار اسی آواز پر کان لگائے بیٹھے تھے وہ بھی اندر گھس پڑے۔ اور سارے شہر مین تلوار چلنے لگی۔ گھر لٹنے لگے۔ عورتون پر دست تصرف دراز ہو گیا۔ اور رات کے اندھیرے مین کسی کو تمیز نہ ہوتی تھی کہ لوٹنے مارنے والے اہل شہر مین یا غیر۔ اور کسی کی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یکایک کون سی آفت اُٹھ کھڑی ہوئی کہ ایسا ہنگامۂ محشر بپا ہو گیا۔

اب عرب سارے قلعہ مین ہر طرف پھیل گئے تھے جو جہان تھا وہین سے بار بار نعرۂ تکبیر بلند کرتا تھا۔ اور ان آوازون سے ہر شخص کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ سارا قلعہ عربون کے قبضے مین ہے۔ آخر شاہ ترمذ کے حواس جاتے رہے اور نظر آیا کہ مین اگر دم بھر اور یہان ٹھہرا تو عربون کے ہاتھ مین گرفتار ہو جاؤنگا۔ گھبراہٹ مین اپنی چند بیویون، خواصون اور بچون کو اور تھوڑا سا زر و جواہر لے کے ایک تہ زمین راستہ مین سے بھاگ گیا۔ اور یہان ساری رات یہی عالم رہا کہ قلعے کے پھاٹک پر عربون کا قبضہ تھا اس لیے کہ حارثین قلعہ پہلے ہی قتل ہو گئے تھے اور اب کسی کی مجال نہ تھی کہ قلعے سے باہر جا سکے۔ اندر مرد، عورت، بوڑھا، بچہ جو تھا اُسے عرب گرفتار کر رہے تھے۔

اسی حالت مین صبح ہوئی اب موسیٰ نے زیادہ اطمینان کے ساتھ شاہی قصرون محلسراؤن اور کوشکون کا جائزہ لیا۔ جتنی عورتین ملین لونڈیان بنائی گئین۔ جتنے جوان مسلح مرد ہاتھ آئے قتل کر ڈالے گئے بچے غلام بنائے گئے۔ اور بوڑھے مردون اور عورتون کی نسبت حکم ہوا کہ قلعے سے نکل جائین اور باہر کی آبادی مین اقامت اختیار کرین۔

غرض دم بھر مین موسیٰ ترمذ کا حکمران تھا اور دنیا کی کسی سلطنت و حکومت کا اس پر اثر نہ تھا اس نے قلعے کو خوب مضبوط کیا۔ اُس کے باہر بھی دوہری قلعہ بندیان

کرائین خندقین گہری اور چوڑی کرائین۔ اور ایسا انتظام کیا کہ دریاے جیحون سے پانی آکے اُن مین ہر وقت بھرا رہے۔ اور رُوباہو ہو۔

شاہ ترمذ نے بے خانمان ہونے کے بعد نزدیک و دور کے تمام ترکی حکمرانون کے پاس جاکے فریاد کی۔ مگر کسی نے مدد کا وعدہ نہ کیا۔ اور وجہ یہ تھی کہ ایک طرف تو سب موسیٰ کی شجاعت سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ اس سے میدان مین لڑنا بھی آسان نہین اور اب اس کو ایک زبردست قلعہ مل گیا ہے تو کس کی مجال ہے کہ اُسے وہان سے نکال سکے۔ دوسرے سب جانتے تھے کہ کسی قلعے کو محصور کر کے اُس پر قابض ہونا دو چار دن کا نہین بلکہ برسون کا کام ہے۔ اس خیال سے کسی نے شاہ ترمذ کی فریاد نہ سُنی اور موسیٰ نے نہایت ہی اطمینان سے علم آزادی بلند کر لیا۔

ساتوان باب

رقیب کی ذلیل ناکامی

اس درمیان مین ارسلان کئی بار تہ مین بھیس بدل کے آیا اور کوششین کین کہ مکر و فریب سے اپنی دولھن شاہزادی نوشین کو بھگا لے جائے۔ مگر کامیابی درکنار اُسے قلعے کے اندر داخل ہونے کا بھی موقع نہ ملا۔ فقط ایک بار اُس کو شاہزادی سے ملنے کا موقع مل گیا تھا مگر اُس مین اس قدر ذلیل ہوا کہ جان بچا کے نکل تو آیا مگر اس قابل نہ رہا کہ زندگی بھر کسی سے چار آنکھین کر سکے۔

اور ہوا یہ کہ وہ ترمذ مین بودھ مذہب کے ایک مرتاض فقیر کا بھیس کر کے آیا۔ اور باہر ایک غار مین بیٹھ کے بظاہر عبادت کرنے لگا۔ مگر دل مین یہی دھن تھی کہ کہین اور کسی تدبیر سے نوشین کو پاؤن تو لے کے بھاگ جاؤن۔ اسی اثنا مین ایک دن موسیٰ گھوڑے پر سوار شکار کے لیے باہر آیا۔ اور شاہزادی نوشین اور قتلق خانم دونون اپنے گھوڑون پر سوار اُس کے ساتھ تھین۔ اس لیے کہ ان دونون ترک خاتونون کو بھی شکار کا بیحد شوق تھا اور تیر اندازی و صید افگنی مین اچھی مشق رکھتی تھین۔ چونکہ گرد و پیش کسی دشمن کا اندیشہ نہ تھا اور یہ شکار فقط دو چار گھڑی کی سیر و تفریح سے زیادہ اہمیت نہ رکھتا تھا اس لیے موسیٰ نے خاتونان حرم کے ہمراہ رکاب

ہونے کے خیال سے کسی لشکری یا غلام کو بھی اپنے ساتھ نہین لیا تھا۔ عین اسی مقام پر جہان غار کے دروازے پر ارسلان بھگت بنا بیٹھا تھا۔ شاہزادی نوشین نے کمان کھینچ کے اپنے جگر دوز تیر سے ایک ہرن کو زخمی کیا۔ جو تیر کھا کے بھاگا اور موسی نے اپنا باد رفتار گھوڑا جو الہ اُس پر ڈالا کہ جہان گرے وہان سے اُٹھا لائے۔ ہرن دیر تک چوکڑیان بھرتا رہا۔ موسی اُس کو رگیدتا ہوا دور تک چلا گیا۔ اور دونون نازنین و نازآفرین خاتونین اپنی جگہ پر ٹھہر گئین۔

انھین تنہا دیکھ کے ارسلان غار سے نکل کے اُن کے قریب آیا۔ اور نوشین کے قریب جا کے کہا "میری نازنین دولھن۔ اب موقع ہو کہ تم اور تمھاری رفیق قتلق خانم میرے ساتھ بھاگ چلین"۔ یہ الفاظ سُن کے دونون مہ وشین گھبرا اُٹھین مگر جب غور سے دیکھا تو پہچانا کہ گیندے والا فقیر نہین فقیر کے بھیس مین شاہزادہ ارسلان ہو۔ قتلق خانم اپنے شاہزادے کو اس وضع و حالت مین دیکھ کے آبدیدہ ہو گئی۔ اور کہنے لگی "مجھے اُمید نہ تھی کہ آپ کو اس وضع و حالت مین دیکھون گی"۔

ارسلان "اپنی دولھن شاہزادی کے عشق مین مجھے ہر قسم کی ذلت گوارا ہو۔ ایک مہینے سے زیادہ زمانہ ہوا کہ مین اس غار مین اسی حال سے پڑا ہوا ہون"۔

قتلق "آپ اس وضع سے یہان تک پہونچ تو گئے مگر ہمین کیونکر لے جائین گے؟ تمھارے ساتھ کوئی سپاہی ہو کہ ہماری حفاظت کرے۔ نہ کوئی پناہ کی جگہ ہو جہان چھپ کے اطمینان سے بیٹھ سکین"۔

ارسلان "اس کی تدبیر مین نے یہ سوچی ہو کہ تم اور نوشین میرے ساتھ اس غار مین چل کے ٹھہرو۔ جس مین مین رہتا ہون۔ یہ غار اندر ہی اندر بہت دور تک چلا گیا ہو۔ اور اس کے اندر اِدھر اُدھر ایسے کھوہ اور کول ہین کہ کوئی دشمن اندر چلا بھی آئے تو جو کوئی ان مین جا کے چھپا رہے اُسے نہین پا سکتا۔ مین چار روز بعد جب جستجو کی شورش کم ہو تو ہم تینون رات کو نکل چلین۔ اور اس طرح سفر کرین کہ راتون کو کوچ کرین اور دن کو پہاڑون کے غارون مین چھپ رہین۔ دو چار روز بعد جب کسی امن و امان کی جگہ مین پہونچ جائین تو سواریون کا بندوبست کر کے اطمینان سے سفر کرین۔ اور

شان و شوکت سے سمرقند میں داخل ہوں۔"

نوشین :- "میں اس ذلیل طریقے سے آزادی نہیں چاہتی۔ میں ترکن ہوں اور چینی دولھن۔ اور اُسی کی ہو سکتی ہوں جو شریفانہ انداز سے بہادری دکھا کے مجھے حاصل کرے۔ میں چوروں کی طرح لے بھاگنے اور چُرا لے جانے کی چیز نہیں ہوں۔ میرا عشق ہے مجھے چاہتے ہو اور میرے شوق میں بیتاب ہو تو بہادری سے مقابلہ کر کے مجھے لو۔ اُس طرح حاصل کرو جس طرح قوم مغل کے شریف زادے دولھن کو حاصل کیا کرتے ہیں۔"

ارسلان :- "تم میرے پاس آجاؤ گی تو پھر میں پوری بہادری دکھا دوں گا۔ اور کسی کی مجال ہو گی کہ تم کو میرے آغوش شوق سے چھین سکے۔"

نوشین :- "میں اس کو نہیں مانتی۔ میرے لیے بہادری دکھاؤ۔ مجھے چوروں کی طرح چُرا کے بہادری دکھائی تو کیا؟ جس شخص نے ایک دفعہ مقابلہ کر کے مجھے تم سے چھین لیا وہ دوبارہ بھی چھین سکتا ہے۔ دُنیا کو صاف نظر آگیا کہ موسیٰ تم سے اور تمھارے تمام ساتھیوں سے زیادہ بہادر اور ساری دنیا کے لوگوں سے بڑھ کے زبردست ہے۔ اُس نے مقررہ رسوم کے مطابق مجھے بزور شمشیر تم سے چھین لیا۔ اور میں شرفا کے آئین کے مطابق اُس کی ہو چکی۔ اُس کے پاس آنے کے بعد مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ تم سے زیادہ میرا عاشق شیدا ہے۔ غرض میں اُس کی ہو گئی اور وہ میرا ہو گیا۔ اور جو منھ میں اُسے دکھا چکی اُس کو اب اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔"

نوشین کی زبان سے یہ جواب سن کے قتلق خانم مبہوت رہ گئی۔ اور اس سے زیادہ حیران ارسلان تھا جو چند منٹ کی مضطربانہ حیرت کے بعد بولا "تو تم میرے مقابلے میں ایک نا جنس غیر مذہب شخص کو پسند کرتی ہو!"

نوشین :- "ہاں میں اُسی کو پسند کرتی ہوں۔ اس لیے کہ تمھاری بزدلی نے مجھے اُس کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اور میں اُسی کی ہو گئی۔"

شاہزادی کا شعراد رپری جمال لعبت چین کے ان جوابوں کا قتلق خانم پر عجیب اثر پڑا۔ اس کا جی چاہتا تھا کہ موسیٰ کو چھوڑ کے اپنے گھر جائے اور اپنے ماں باپ سے ملے۔ نوشین کو بھی وہ اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی۔ بولی "شاہزادی۔ سمرقند میں چلنے اور شاہزادہ ارسلان کی محبوبہ بن کے رہنے سے آپ کی جو عزت ترکستان میں

نہین ہو سکتی ہو اس عرب سردار کے پاس رہنے مین نہین ہو سکتی۔ پھر یہ بھی تو خیال کیجیے کہ وہان آپ اپنے مان باپ اور اپنے عزیزون سے مل سکین گی۔ اپنے میکے جا سکین گی مگر یہان ترمذ مین آپ کا گھر بار۔ مان باپ بہن بھائیون اور سارے دوستون اور عزیزون سے دور اور جدا رہین گی۔ یہ آپ کو پسند ہو؟"

نوشلین "تم جو کچھ کہتی ہو سچ ہو مگر اس کا کیا جواب کہ اپنے کیش و آئین اور اپنی قوم و وطن کے رسم و رواج کے مطابق مین موسیٰ کی بیوی ہو چکی اور اب کسی کا کچھ حق نہین رہا۔ موسیٰ میرے شوہر ہین اور اُن کے سوا اب اور کسی کے پاس رہنا میرے لیے حرام ہو گا"

ارسلان - (برہمی کے لہجے مین) "یون نہ مانو گی تو مین زبردستی تم کو لے جاؤن گا اور قتل و خونریزی کے ذریعے سے تم کو لون گا"

نوشلین "لے سکتے تو اب تک لے چکے ہوتے۔ اسی کا تو مجھے افسوس ہو کہ تم مجھے نہ لے سکے۔ اور جب نہ لے سکے تو اب کیا لو گے؟"

ارسلان "مین سارے ترکستان کو چڑھا لاؤنگا اور ایسی زبردست قوت سے حملہ کرونگا کہ موسیٰ کو نہ ترمذ کے قلعے مین بیٹھتے بنے گی اور نہ بھاگنے کا راستہ ملے گا"

نوشلین "یہی تمھارے امکان مین ہوتا تو تم ایک دریوزہ گر فقیر کے بہانے آتے۔ اور تمھارا یہ ارادہ نہ ہوتا کہ چورون کی طرح مجھے چرا لے جاؤ"

ارسلان "یہ صورت مین نے فقط اس اندیشے سے اختیار کی کہ علانیہ مقابلہ کرونگا اور ترمذ کا محاصرہ کرکے موسیٰ کو عاجز کرونگا تو میرے دل کو آزار پہونچانے کے لیے وہ تم کو قتل کروا دے گا تاکہ میری آرزو ہمیشہ کے لیے خاک مین مل جائے"

نوشلین "موسیٰ سے ایسی حرکت نہین ہو سکتی وہ بہادر شریف ہو اور تم سے بڑھ کے مجھے چاہتا ہو"

قتلق خانم "شاہزادی! تم زبردستی الجھ رہی ہو۔ مانا کہ موسیٰ تمھین قتل نہ کرین گے مگر ہمارے شاہزادے ارسلان جب ایسی قوت سے چڑھائی کرین گے تو تم کو اُن کے دست ستم سے کیسے چھین لین گے۔ اس سے یہی بہتر معلوم ہوتا ہو کہ خونریزی ہونے سے پہلے ہی ہم تم اُن کے ساتھ بھاگ چلین"

نوشلین "تم بھاگو مین نہین بھاگ سکتی۔ بھاگنے کا لفظ میرے لیے ننگ ہو"

میں اُسی کی ہوں جو سپہگری و دلیری سے مجھے حاصل کرے۔"

قتلق خانم۔ "اسکے لیے بھی تو ہمارے شاہزادے ارسلان تیار ہیں۔"

نوشین۔ "جب ایسی تیاری دکھائینگے تو دیکھا جائیگا۔" اس کے بعد چند لمحوں تک خاموشی رہی جیسے خود ہماری لعبت چین شاہزادی کا شعر لے توڑا اور کہنے لگی قتلق خانم دھوکے میں نہ آؤ۔ خوب یاد رکھو کہ تمھارے شاہزادے جب ایک بار ہار چکے اور اُس موقع پر جبکہ انھیں اپنی جان دینے میں بھی دریغ نہ ہونا چاہیئے تھا ہارے تو اب موسیٰ سے جیت سکیں گے؟"

قتلق۔ "لیکن جب زبردست لشکر لیکے آئیں گے۔ اور سارے توران و ترکستان کو چڑھا لائیں گے تو موسیٰ کے بنائے کچھ نہ بنے گی؟"

نوشین۔ "یہی دھوکا ہے جس میں تم پڑی ہوئی ہو۔ یہ اگر سارے ترکستان کو چڑھا لائیں گے تو میرے شوہر موسیٰ سارے خراسان ایران اور عرب و شام کو چڑھا لائیں گے تو اُس وقت ان سے پوچھو کہ ان کے بنائے کیا بنے گی؟ تم یقین جانو کہ ہم موسیٰ کے پیچھے سے نہیں چھوٹ سکتیں۔ اگر کبھی اتفاقاً ارسلان کو تاؤ مل بھی گیا تو موسیٰ پھر تم کو ان کے ہاتھ سے چھین لیں گے۔ اور اس وقت تم اُن کی وہ ذلیل لونڈی ہو گی جس پر آقا کو اعتبار نہو۔ ذاتی شجاعت و زور آزمائی میں یہ اُن کی ہمسری کر نہیں سکتے جس کا ان کو بھی اقرار کرنا پڑیگا۔ باقی رہا زبردست لشکر کا لانا اس میں بھی موسیٰ کا اثر ان سے بڑھا ہوا ہے۔ کسی بات میں اُن کے مقابل نہیں ہو سکتے۔ اور جب کبھی مقابلہ کریں گے ذلیل ہوں گے۔ خوب یاد رکھو کہ جس کسی نے اپنی معشوقہ دلھن کو ہار دیا وہ ہمیشہ ہارے گا اور سب کچھ ہار دے گا۔"

ارسلان۔ (غیظ و غضب کے لہجے میں) "یہ نہ سمجھو کہ میں موسیٰ سے کمزور ہوں۔ سامنا ہو جائے تو آج بھی اس سے کشتی لڑنے کو اور شمشیر زنی میں مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ ان وہ اپنی قوت بازو یا اپنی تلوار کے زور سے مجھ پر نہیں غالب آیا۔ فقط اُس کا گھوڑا میرے گھوڑے سے اچھا تھا۔ بس اسی نے مجھے ہرا دیا۔ جناب پیادہ پا میں مقابلہ ہوتا تو میں اُس کی ساری چالاکیاں بھلا دیتا۔"

نوشین۔ "میں نے مانا کہ تم بھی اُس سے لڑائی میں ہوئے۔ مگر کیا تم اپنے شوہر کے سپہ سالار [illegible]

نوشگین سے زیادہ بہادر ہو جسے موسیٰ نے دم بھر میں مار کے گرا دیا۔ اور دعوت انوروز کے ساتھ قتلق خانم کو جیت لیا۔"

ارسلان "یہ اتفاق کی بات تھی۔ میرا سامنا ہوتا تو اُسے معلوم ہوتا کہ شجاعت و سپہ گری اسے کہتے ہیں۔"

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دُور پر موسیٰ آتا دکھائی دیا جو ہرن کو ذبح کر کے اپنے گھوڑے پر ڈالے لیے آتا تھا۔ اُس کو دیکھتے ہی قتلق خانم گھبرا اٹھی۔ اور ارسلان سے کہا "افسوس موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ تم اسی غار میں جا کے اپنی جان بچاؤ۔ اور اب میری تمھاری دونو کی زندگی شاہزادی کے ہاتھ میں ہے۔ انھوں نے اگر موسیٰ کو بتا دیا کہ تم ارسلان ہو اور میں تمھارے ساتھ جانے پر آمادہ تھی تو وہ دونوں کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور دونوں میں سے ایک کی بھی خیریت نہیں۔"

نوشین "میں موسیٰ سے بے وفائی نہ کروں گی۔ یہ غیر ممکن ہے کہ ان باتوں کو اُن سے چھپاؤں۔ مگر وعدہ کرتی ہوں کہ تم دونوں کو بچالوں گی۔ موسیٰ بہادر ہیں اور بہادر آدمی ظالم نہیں ہوتا۔ لیکن ہاں ارسلان تم کو دعویٰ ہے کہ سپہگری میں اُن سے مقابلہ کرو گے۔ اس کے لیے اس سے بہتر موقع نہیں ہو سکتا۔ موسیٰ تنہا ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ اُن کے آگے پیچھے کوئی نہیں۔ خود اور زرہ بھی نہیں پہنے ہیں۔ شہر فاصلے پر ہے۔ کوئی مدد کو پہونچ نہیں سکتا۔ اور ہم دونوں وعدہ کرتے ہیں کہ الگ کھڑے رہیں گے۔ اگر دعویٰ ہے اور مجھے لینا چاہتے ہو تو سامنا کرو۔ دیکھوں کس طرح اُن پر غالب آتے ہو۔"

ارسلان "اس فقیری بھیس میں جبکہ میرے پاس سوا تلوار کے کوئی ہتھیار نہیں۔ اور اور وہ تلوار بھی غار کے اندر چھپا کے رکھ آیا ہوں کیسے مقابلہ کر سکتا ہوں۔"

نوشین "یہ مضائقہ نہیں۔ اپنی تلوار جا کے لے آؤ۔ اور موسیٰ سے میں کہہ دوں گی کہ سوا تلوار کے اور سب ہتھیار کھول کے الگ رکھ دیں۔ رہا فقیری لباس تو وہ بھی اس وقت معمولی سادے کپڑے پہنے ہیں جن سے کسی قسم کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔"

اس کے جواب میں ارسلان خاموش اور خائف تھا کہ نوشین نے کہا "خاموشی کی سند نہیں۔ یا تو اس وقت مقابلہ کرو اور یا وعدہ کرو کہ پھر کبھی بہادری کا دعویٰ اور مجھے لینے کی ہوس نہ کرو گے۔"

ارسلان - (گھبراہٹ اور اضطراب کے ساتھ) "تم جو حکم دو میں اُس کے لیے حاضر ہوں ۔"

اب موسیٰ قریب آپہونچا۔ اور دور ہی سے خوشی کے لہجے میں پکار کے کہا "لو پیاری لعبت چین نوشتین میں تمھارے شکار کو لے آیا۔ مگر اس نے بہت دوڑایا۔ اور بہت دُور جاکے گرا۔" یہ کہتے کہتے وہ بالکل قریب آگیا۔ اور نوشتین نے ٹوٹے پھوٹے عربی الفاظ میں جو ترکی لب ولہجے میں ادا ہوتے تھے اظہار مسرت کے ساتھ کہا "مگر میں نے تمھارے لیے یہاں بھی ایک شکار تیار کر رکھا ہے۔"

موسیٰ - (حیرت سے چاروں طرف دیکھ کے) "میں نہیں سمجھا وہ شکار کون سا ہے ؟"

نوشتین "۔ ابھی تھکے چلے آتے ہو۔ ذرا دم لے لو تو بتاؤں ۔"

موسیٰ "نہیں جلدی بتاؤ۔ یہ الفاظ سُننے کے بعد مجھ میں دم لینے کی تاب نہیں ہے۔"

اس وقت ارسلان اور قتلق کی یہ حالت تھی کہ چہرہ کی رنگت اُڑی ہوئی تھی۔ اندر ہی اندر تھر تھر کانپ رہے تھے اور دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

نوشتین "بتاتی ہوں مگر پہلے اقرار کرو کہ سنتے ہی آپے سے باہر نہ ہو جاؤ گے۔ اور میں جس انسانیت سے کام لینا چاہوں گی کام کرو گے ۔"

موسیٰ "میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تم جو کہو گی وہی کروں گا ۔"

نوشتین "اچھا تو سُنو۔ یہ مرتاض بزرگ جو سامنے کھڑے ہیں ان کو پہچانا کہ کون ہیں ؟"

موسیٰ "میں کیا جانوں۔ کبھی دیکھا ہو تو پہچانوں ۔"

نوشتین "یہ تمھارے رقیب ارسلان ہیں جو فقیری بھیس کر کے آئے ہیں کہ مجھے اور قتلق خانم کو اپنے ساتھ بھگا لے جائیں ۔"

یہ کلمات سنتے ہی موسیٰ نے تلوار کھینچ لی غیظ و غضب کے تیوروں سے ارسلان کو دیکھا اور اُس پر جھپٹا پڑنے ہی کو تھا کہ نوشتین نے کہا "اپنا اقرار نہ بھولو تم وعدہ کر چکے ہو کہ انسانیت سے باہر نہ ہو گے ۔"

موسیٰ "ہاں میں تمھاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کروں گا۔ مگر جلدی بتاؤ کہ کیا حکم ہے ۔"

اب نوشتین نے ساری سرگذشت اور گفتگو جو ارسلان سے ہوئی تھی بیان کر دی۔ ایک قتلق خانم کی بیوفائی کو تو نہیں ظاہر کیا باقی تمام باتیں بلا کم و کاست کہہ سنائیں اور کہا

"ان سے ایک دفعہ اور مقابلہ کر لو تا کہ ان کے دل میں کوئی ہوس نہ باقی رہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ چاہے تمھارے زخمی کرنے کی کوشش کریں مگر تم ان پر کوئی ایسا وار نہ کرنا کہ یہ زخمی ہوں"۔

موسیٰ: "تمھاری خوشی کے لیے مجھے یہ بھی منظور ہے"۔

ارسلان: "اچھا تو میں اپنی تلوار لے آؤں"۔

موسیٰ: "جائیے لے آئیے۔ جب تک میں تلوار کے سوا اپنے تمام اسلحہ کھول کے الگ رکھے دیتا ہوں"۔

ارسلان: "مگر آپ گھوڑے پر ہیں اور میں پیادہ ہوں"۔

موسیٰ: "میں بھی گھوڑے سے اتر کے پیدل مقابلہ کروں گا۔ بلکہ میں تو یہاں تک تیار ہوں کہ آپ جس سلاح یا جس چیز کو طلب کریں لا کے حاضر کر دوں"۔

ارسلان: "مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں"۔ یہ کہہ کے وہ غار میں سے اپنی تلوار نکال لایا۔ موسیٰ نے اپنے ہتھیار کھول کے الگ رکھ دیے۔ اور دونوں سامنے کھڑے ہو کے پینترے بدلنے لگے۔ پینترے بدلتے بدلتے تلوار چلنے لگی اور ارسلان نے نہایت ہی طیش و جوش کے ساتھ جان بہ طفیل کے موسیٰ پر صدہا وار کر ڈالے جن کو موسیٰ برابر بچاتا یا اپنی ڈھال پہ لیتا رہا۔ اپنی طرف سے اس نے کوئی وار نہیں کیا تقریباً ایک گھنٹہ بھر اسی طریقے سے لڑائی ہوتی رہی۔ آخر ارسلان کو شمشیر زنی کی مسلسل محنت سے پسینہ آ گیا۔ اور اس کے ہاتھ کے وار تھکن کی کمزوری دکھانے لگے۔ مگر موسیٰ پہ بوجہ اس کے کہ وہ فقط حربوں کو روکتا رہا تھا خستگی کا مطلق اثر نہ تھا۔ حریف کو پسینے پسینے دیکھ کے اس نے کہا "اب اگر آپ تھک گئے ہوں تو دم بھر ستا لیں۔ اپنی لعبت چین کی خوشی پوری کرنے کے لیے میں اس کا موقع دینے کو بھی تیار ہوں"۔

اس فقرے سے ارسلان کو نہایت طیش آیا۔ اور اس نے جھنکائی دے کے ایک نہایت ہی زبردست ہاتھ موسیٰ کی کمر پہ مارا۔ موسیٰ نے پھرتی سے اس کو ڈھال پر روک کے اپنی تلوار کچھ ایسے پیچ کے انداز سے درمیان میں ڈالی کہ ارسلان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کے الگ جا پڑی۔ اور وہ دہشت زدگی کے ساتھ جھپٹا کہ تلوار اٹھا لائے۔ مگر موسیٰ نے ڈھال تلوار پھینک بڑھ کے اس کی کمر پکڑ لی۔ اور کہا "آپ ہتھیاروں

سے لڑنے کی ضرورت نہین تھوڑا زور بھی ہوجائے - ارسلان پلٹ کے اُس سے لپٹ گیا۔ اور کشتی ہونے لگی کشتی مین بھی موسیٰ بڑی دیر تک اُسے تھکاتا رہا یہان تک کہ وہ سر سے پاؤن تک پسینہ مین شرابور ہوگیا۔ اب اُسے نہایت ہی خستہ دیکھ کے موسیٰ نے کہا "آپ پھر بہت تھک گئے ہین مگر اب کی مین سستانے کا موقع نہ دونگا" ارسلان موسیٰ کے اس فقرے کا جواب سوچ رہا تھا کہ اس نے ایک دفعۃً اللہ کہہ کے اُسے زمین سے اُٹھا لیا زور سے پٹک کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا "اب تو آپ کو اپنا ہارنا تسلیم ہے یا اب بھی نہین ہے"

ارسلان "ہان تسلیم ہے مگر اپنے پیغمبر کا واسطہ مجھے زندہ نہ چھوڑو۔ مین خاموش لیٹا ہون تلوار اُٹھا لاؤ۔ اور میرا سینہ چاک کرکے اس حرمان نصیبی کی زندگی کا خاتمہ کردو"

موسیٰ "یہ نہین ہوسکتا۔ ہوتا بھی۔ مگر افسوس پیاری نوشین کی مرضی نہین۔ لیکن یہ نہ سمجھنا کہ اب مین چھوڑ دونگا" یہ کہتے ہی اپنا عمامہ کھول کے اُس کی مشکین کسین اور خوب مضبوطی سے باندھ کے سینے سے اُٹھ کھڑا ہوا پھر اُسے نوشین کے قریب لاکے کھڑا کردیا اور کہا "ان قدمون کے آگے زمین بوس ہو اور اُس پری جمال کے قدم چوم جسکا شوہر ہونے کے بجائے تو ایک ادنیٰ اور ذلیل غلام ہے۔ اس کے بعد اُس نے نوشین کی طرف توجہ کی اور کہا "پیاری نعبت چین! لو دیکھ لو اس کے جسم مین کہین زخم نہین آیا۔ اور مین نے بغیر زخمی کیے اور بغیر اس کے کہ اسے ذرا بھی چوٹ آئی ہو آپ کی خدمت مین باندھ کے حاضر کردیا"

نوشین اور تغلق خان اس لڑائی کو اول سے آخر تک حیرت اور دلچسپی سے دیکھتی رہی تھین اور نوشین نے موسیٰ سے کہا "مین شکرگذار ہون کہ میرے کہنے سے تم نے ایسی شریفانہ بہادری دکھلائی اور مجھے اس پر فخر اور ناز ہے کہ جس بہادر نے مجھے جیتا وہ دنیا بھر مین اپنا مقابل نہین رکھتا لیکن اب میرا جی یہ چاہتا ہے کہ ارسلان کو چھوڑ دو اور آزادی دو کہ اپنے گھر مین جاکے خاموش بیٹھین۔ اور جب تک زندہ ہین دل مین قائل رہین کہ تمھارے آزاد شدہ غلام ہین"

ارسلان "نہین مجھے چھوڑ و نہین بلکہ اسی وقت قتل کر ڈالو۔ یہ غلامی مجھ سے نہین برداشت ہوسکتی مین دنیا مین منھ دکھانے کے قابل نہین رہا۔ اور سچ کہتا ہون کہ اگر زندہ چھوڑ دیا تو تم کو آزار پہونچاؤن گا۔ قوت سے کام نہ نکلا تو مکاری و فریب سے کام لون گا اور

تمھارا کام تمام کرون گا۔"

موسیٰ "تم جو چاہو کرو۔ ہوگا وہی جو ماہ وش نوشین کی مرضی ہے۔ تم شوق سے دشمنی کرو۔ مین اس کی پروا نہین کرتا۔ اور جس طرح آج زیر کیا ہے اسی طرح ہمیشہ زیر کرون گا۔"

یہ کہہ کے موسیٰ نے ارسلان کے ہاتھ کھول دیے اور کہا "چل نکل۔ اور خبردار پھر یہان نہ آنا۔"

آٹھوان باب

ابن خازم اور ابن زبیر کی شہادت

اسیر شدہ دشمن کو آزاد کر کے موسیٰ اپنی دونون مہ جبین اور دلرباؤن کے ساتھ قلعہ مین آیا۔ اس کو اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ تنلق خانم ارسلان کے ساتھ بھاگ جانے پر تیار تھی اور اس کے دل مین بے وفائی کے جذبات بھرے ہوے ہین۔ بلکہ اُسے قتلق پر شاہزادی نوشین سے زیادہ بھروسا تھا۔ اس لیے کہ اُس کا پہلا اسابقہ تھا۔ اور وہ بہ نسبت نوشین کے زیادہ اچھی عربی بولنے لگی تھی۔ تاہم اس موقع پر چونکہ نوشین ہی نے اُس کو ارسلان سے ملایا اور ساری سرگذشت بیان کی تھی اس لیے وہ اُس کا نہایت ہی شکر گذار تھا۔ چنانچہ قلعے مین پہونچ کے اطمینان سے بیٹھتے ہی اس سے کہا "تھا شکریہ ادا کرنا میرے امکان سے باہر ہے۔ اور آج مجھے یقین آیا کہ تم دل سے میری ہمدرد محبوبہ اور میری وفادار مہ جبین معشوقہ ہو۔ تمھارے امکان مین تھا کہ ارسلان کے ساتھ چلی جاتین۔ اگر تم ایسا ارادہ کرتین تو کوئی تمھین روک نہ سکتا تھا۔ مگر تم دل سے میری محبت کی قدر دان تھین۔ اُس کے فقرے مین نہین آئین۔"

نوشین "مین نے تو ارسلان سے صاف صاف کہہ دیا کہ اب تمھارا مجھ پر کوئی حق نہین رہا۔ مین جس کے بیٹی تھی اس کی ہو گئی۔ اور اُس نے جائز طریقے سے مجھے حاصل کیا۔ مگر افسوس اُنھون نے کسی طرح نہ مانا بلکہ یہ کہا کہ موسیٰ فقط اپنے گھوڑے کی تیزی کی وجہ جیت لے گئے۔ ورنہ سپہگری و شجاعت مین وہ میرا مقابلہ نہین کر سکتے۔ ان کے اس زعم باطل کے مٹانے کے لیے مجھے ضرورت معلوم ہوئی کہ دوبارہ مقابلہ کرا کے تمھارے حق کو

ثابت اور انھین قائل کردون"

موسیٰ "تم نے بہت اچھا کیا۔ اور اُس کا مین تمھاری وفاداری سے زیادہ شکر گذار ہون"

یہ چین معشوقہ سے یہ باتین کر رہا تھا اور پلنگ پر لیٹ کے ستانے کی فکر مین تھا کہ یکایک اُس کی روسیہ کنیز جلاجل دوڑتی ہوئی آئی اور ادب سے عرض کیا کہ "آپ کے تینون بھائی نوح سلیمان اور ہاشم اور آپ کے بھتیجے نصر بن سلیمان اور آپ کے والد کے جان نثار دوست ہلال ضبی اپنے بہادر ہمراہیون کے ساتھ آ گئے ہین"

موسیٰ۔ (خوش ہو کے) "یہ لوگ ابھی آئے ہین یا میرے آنے سے پہلے آ چکے تھے؟"

جلاجل "حضور ابھی ابھی آئے ہین اور اپنا اسباب اونٹون پر سے اتار رہے ہین"

یہ مژدہ سنتے ہی موسیٰ لپک کے باہر گیا۔ بڑی گرمجوشی کے ساتھ اُن لوگون سے ملا۔ چھوٹے بھائیون اور بھتیجون کو گلے سے لگایا۔ اُن کی پیشانیان چومین۔ مگر سب کو چُپ چُپ اور پریشان خاطر دیکھ کر پوچھا "خیریت تو ہے؟ آپ سب مجھے غمگین نظر آتے ہین"

نوح "بیشک ہم حزین و غمگین ہین۔ اور نہ ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ ہمارے والد غاصب و ظالم اور بے دین و بد عقیدہ دغابازون اور خاص اپنے بڑھائے ہوئے نمک حرام دوستون کے ہاتھ سے شہید ہو گئے"

موسیٰ۔ (چونک کر ایک آہ کے ساتھ) "شہید ہو گئے! انا للہ و انا الیہ راجعون! اب نہ ایسا بہادر ہوگا اور نہ ایسا صادق العقیدہ سردار!"

اس کے بعد حسرت و اندوہ کے ساتھ اُس نے بھائیون اور دوستون کو دیوانخانے مین لا کے بٹھایا۔ اُن کے بیچ مین خود بیٹھا۔ اور کہا "اب تفصیل سے بیان کیجیے کہ کیا واقعات پیش آئے کہ والد کا ایسا محترم اور دیندار بہادر دنیا سے اُٹھ گیا؟"

ہلال ضبی "اس مصیبت کا حال مجھ سے سنیے۔ اس لیے کہ سب واقعات میرے سامنے اور میرے علم مین گزرے جن سے آپ کے بھائیون کو بھی مین ہی نے مطلع کیا ہے۔ ہوا یہ کہ مروان کے بعد جب اُس کا بیٹا عبدالملک دمشق مین مدعی خلافت ہوا تو اُس کی کیادی فتنہ انگیزی اور سارے بنی اُمیہ کی سرگرمی و مستعدی سے اُس کی قوت روز بروز بڑھنے لگی۔ اور عبداللہ بن زبیر کا زور ٹوٹنا شروع ہو گیا۔ ابن زبیر مکۂ معظمہ مین بیٹھے فقط دعوے کرتے رہے اُنھون نے اگلے خلفاے راشدین کی وضع

اختیار کرنا چاہی۔ نہ کوئی مستقل فوج مقرر کی۔ نہ مختلف بلاد و امصار کے والیوں کو انعام و اکرام
کے وعدے کر کے اپنا طرفدار بنایا۔ اور خیال کیا کہ میں حق پر ہوں اور حق ضرور غالب
آئے گا۔ برخلاف اس کے عبد الملک نے تمام ملکوں کے والیوں سے سازشیں
شروع کر دیں۔ انھیں بڑے بڑے لالچ دلائے اور چپکے ہی چپکے ہر ملک میں
اپنے طرفدار پیدا کر لیے۔ یہ دیکھ کے عبد اللہ بن زبیر نے فقط اتنا کیا کہ اپنے بہادر
اور عیش طلب بھائی مصعب کو عراق کا والی مقرر کر کے بھیجا وہ عراق کا انتظام کر رہے
تھے کہ عبد الملک بن مروان ایک زبردست لشکر کے ساتھ اُن پر چڑھ آیا مصعب
بھی اپنے بہادروں کو جمع کر کے بڑھے۔ راستے میں ایک منزل پر سخت لڑائی ہوئی۔
جس میں مصعب شہید ہوئے۔ اور سارے عراق پر عبد الملک کا قبضہ ہو گیا۔ ۷۱ھ کا واقعہ
ہے۔ اور غالباً آپ سُن چکے ہونگے"

موسیٰ "ہاں میں نے سُنا تھا اور اسی وقت خیال کر لیا تھا کہ عبد اللہ بن زبیر کی قوت کا
خاتمہ ہو گیا۔ اور خراسان اس قابل نہیں ہے کہ والد اُسے چھوڑ کے جائیں اور ان کی مدد کریں"

ہلال "اور وہی ہوا جو آپ کا خیال تھا۔ عراق پر قبضہ ہوتے ہی فارس و خراسان اور
تمام مشرقی ممالک کا راستہ عبد الملک کے لیے کھل گیا۔ اور اس نے یہاں کے والیوں کو انعام
و اکرام اور ترقی و سرفرازی کے وعدے کر کر کے ملانا شروع کیا۔ چنانچہ سوادہ ابن اشعم
نہری کو اپنی ایک لمبی چوڑی تحریر دے کے آپ کے والد کے پاس بھیجا۔ اُس تحریر میں وعدہ
تھا کہ اگر تم میری بیعت قبول کر کے میری طرفداری اختیار کرو گے تو مسلسل سات سال تک
تمھیں خراسان کے والی رکھے جاؤ گے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ انعام و اکرام سے
میں سرفراز کرونگا۔ آپ کے والد مرحوم کو بنی اُمیہ سے جو دشمنی تھی آپ جانتے ہی ہیں۔
انھیں وہ تحریر پڑھ کے بڑا غصہ آیا۔ اور سوادہ کی صورت سے اس لیے نفرت
ہو گئی کہ اُس نے بد معاش و نااہل غاصب خلافت کی طرفداری کیوں اختیار کی۔
اُس سے کہا "اگر مجھے بنی سلیم اور بنی عامر میں بدنام ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو تم میرے ہاتھ سے
بچ کے نہ جانے پاتے لیکن اتنی سزا ضرور دوں گا کہ یہ تحریر جو تم لائے ہو اسکو
میرے سامنے بیٹھ کے نگلو۔ بیچارے پر وہ تحریر بھی نگلنا آسان نہ تھا مگر سوادہ نے
جان کے خوف سے انگلیوں سے ٹھیل ٹھیل کے نگلی۔ اور یہ پیام لیکے واپس گیا کہ

خراسان ایک غاصب باغی کے آگے سر نہیں جھکا سکتا۔"

"اس کے بعد دوسری تحریر عبدالملک نے بکیر بن وشاح کے نام بھیجی جس کو آپ ہی کے والد نے اپنی طرف سے مرو کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اُس سے بھی ولایت خراسان کا وعدہ کیا گیا۔ بکیر دل میں سمجھ گیا کہ اب عبدالملک ہی غالب آنے والا ہے۔ اس لیے فوراً دغابازی اختیار کر کے عبدالملک کا دوست بن گیا۔ اُس کی بیعت قبول کر لی۔ عبداللہ بن زبیر کی بیعت اور آپ کے والد کی اطاعت چھوڑ دی اور عام اہل مرو سے عبدالملک کی بیعت لینے لگا۔ مرو والوں کو اس سے کیا سروکار کہ کون خلافت کا مستحق ہے اور کون نہیں فوراً اُس کے موافق ہو کے عبدالملک کا دم بھرنے لگے۔

"یہ حال عبداللہ بن خازم کو معلوم ہوا تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو بکیر اہل مرو کا ایک لشکر عظیم لے کے نیشاپور میں آ پہنچے۔ اور نیشاپور کے تمیمی حاکم بحیر بن ورقاء کو بھی ملا لے جس کے مقابلے میں آپ کے والد پڑے ہوئے تھے۔ اور اس سے لڑائی ٹھنی ہوئی تھی۔ اس اندیشے سے اُنھوں نے بحیر کو اُس کے حال پر چھوڑا اور مرو کی طرف چلے کہ بکیر کو دغابازی کی سزا دیں۔ بحیر نے اُن کی روانگی سُنی تو اپنا لشکر لے کے وہ بھی اُن کے پیچھے پیچھے چل کھڑا ہوا۔ تاکہ اُن کو راستہ ہی میں روک کے مقابلہ کرے۔

"مرو پہنچنے کو آٹھ فرسخ باقی تھے کہ بحیر نے انھیں آ لیا۔ اور فوراً لڑائی چھڑ گئی۔ دونوں لشکر ایک دوسرے پر جا پڑے۔ اور ہنگامۂ حشر نمودار ہو گیا۔ آپ کے والد کو اس لڑائی میں بڑا طیش تھا۔ اور ابتدا ہی سے وہ جان دینے والوں کی سی لڑائی لڑ رہے تھے۔ جدھر دشمنوں کو پامردی سے جم کے لڑتے دیکھتے اُن پر اکیلے جا پڑتے۔ اور پریشان کر دیتے۔ انھیں اس طرح جان پر کھیل کے حملے کرتے دیکھ کے ایک موقع پر جبکہ وہ ہتھیار اعدا کے نرغے میں گھرے ہوئے تھے اور دو طرفہ لوگوں کو مار مار کے گرا رہے تھے۔ بحیر بن ورقاء، اُنھیں کے دوست بازو عمار بن عبدالعزیز اور اُس کے غلام وکیع بن عمرو قریعی نے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور برچھیوں سے حربے کرنے لگے۔ پہلے بہت دیر تک وہ اپنے آپ کو بچاتے اور سنبھالتے رہے مگر کب تک۔ کئی نیزے کاری پڑ گئے۔ اور جب اتنا خون نکل گیا کہ طاقت نے جواب دے دیا تو تیورا کے گھوڑے کی پیٹھ سے گرے۔ ساتھ ہی وکیع گھوڑے سے اُچک کے اُن کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اپنے

سینے پر ایک حبشی غلام کو دیکھ کے انھین مرتے وقت بھی بڑا طیش آیا منہ مین کف آگیا۔ اور باوجود کمزوری کے سر اٹھا کے اُس کے منہ پر تھوک دیا اور کہا "کمبخت خدا تجھ پر لعنت کرے اپنے بھائی کے انتقام مین آل مضر نے زبردست مینڈھے کو ذبح کر رہا ہے"۔ ابن وکیع نے اُنکا سینہ چاک کر ڈالا - خنجر کو دل مین تیر ا دیا۔ اور اُن کی روح جسم خاکی کو چھوڑ کے عالم بالا کو سدھاری"۔

یہ واقعات سن کے موسیٰ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے دیر تک روتا رہا۔ اور آخر کلیجے پر صبر کی سل رکھ کے بولا "خدا رحمت کرے۔ وہ حق پر تھے۔ اور حق ہی پر اُن کی شہادت ہوئی۔ وہ بہت اچھے گئے۔ اور اُس پُر فتن زمانے کو نہ دیکھین گے جبکہ فاسق و فاجر بنی امیہ اپنی حکومت سے دنیا کو ناپاک کرین گے۔ اور سچے حق داران خلافت۔ متقی و پرہیزگار صحبت یافتگان حضرت رسالت اور اتقیا و صلحاے تابعین کونون مین منہ چھپاتے پھرتے ہون گے"۔

ہلال "جی ہان- یہ ایسا ہی زمانہ ہے کہ خدا ہم سب کو اُٹھالے تو اچھا۔ میرے آقا عبداللہ بن خازم کی شہادت سے چھ ہی مہینے پہلے خود عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ کے اندر محصور کر کے اور خاص کعبہ پر منجنیقون سے سنگباری کر کے شہید کیے گئے"۔

موسیٰ۔ (بے تحاشا نعرۂ وا اسفاہ بلند کر کے) "آہ! وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور خانۂ کعبہ کی ایسی بے حرمتی ہوئی۔ اس کا حال مین نے بالکل نہین سنا تھا"!

نوح۔ "(موسیٰ کا بھائی) اُنھون نے تو ایسی بہادری بے جگری اور سچائی کے ساتھ جان دی کہ اُنکی شہادت اور اُن کی والدۂ ماجدہ حضرت اسماء ذات النطاقین کا صبر و استقلال قیامت تک یادگار رہے گا سنتا ہون کہ جس وقت عبداللہ بن زبیر میدان شہادت مین آنے کے لیے خود و زرہ وغیرہ اور اسلحے سے آراستہ ہو کے اپنی والدہ کے سامنے گئے ہین تو اُنھون نے عجیب و غریب ضبط و تحمل سے انھین حضرت کیا فاسق دشمنون کی اطاعت سے روکا۔ اور یہ کہہ کے خود و زرہ بھی اُتروا ڈالی کہ لڑائی مین خدا پر بھروسا کرو۔ یہ چیزین موت سے بچاتی نہین بلکہ موت کی تکلیف کو بڑھاتی ہین۔ پھر اُن کی شہادت کے بعد جب عبدالملک کے سپہ سالار حجاج بن یوسف نے جناب اسماء کی خدمت مین جا کے پوچھا کہ مین نے تمھارے بیٹے کے ساتھ کیسا سلوک کیا تو اُنھون نے نہایت ہی دلیرانہ پامردی سے جواب دیا تو نے ایسا سلوک کیا کہ اُن کی دنیا خراب کی اور اپنی عقبیٰ خراب کی"!

موسیٰ: "اللہ اکبر! یہ بھی بہادری و مردانگی!"

ہلال ضبی: "لیکن یہ بھی تو سن لیجیے کہ اس معاملہ میں آپ کے والد نے کیا کیا۔ عبدالملک نے ان کو تکلیف دینے اور ستانے کے لیے عبداللہ بن زبیر کا سر کٹوا کے اُن کے پاس بھیجا تھا کہ لو اپنے امام اور خلیفہ کی زیارت کر لو۔ ایک زبردست مجتہد صحابی اور حامل حادیث نبوی کا سر دیکھ کے وہ بیتاب ہو گئے۔ زار و قطار رو دئے۔ اور اشکبار آنکھوں کو پونچھ کے مجھ سے کہا اب تو دنیا رہنے کے قابل نہیں ہے۔ بس اُسی گھڑی سے اُن کا دل پست ہو گیا تھا اور دنیا کی کسی چیز میں مزہ نہ آتا تھا۔ قسم کھائی کہ چاہے کچھ ہو میں ظالم و فاسق عبدالملک کی بیعت نہ کرونگا۔ پھر ابن زبیر کے سر مبارک کو گلاب میں دھویا۔ خوب صاف کیا۔ خوشبوئیں لگا کے معطر و معنبر کیا۔ اور مدینہ طیبہ میں ابن زبیر کے اعزہ کے پاس بھیج دیا کہ اسے تعظیم و تکریم سے جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں دفن کر دیں۔"

موسیٰ: "اب والد کے بعد خراسان کی ولایت اُن کے قاتل بحیر بن ورقاء کو ملی ہوگی۔"

ہلال: "نہیں یہ بھی نہیں ہوا۔ بحیر کو اس بدعہدی و فسق کا معاوضہ دنیا میں کچھ نہیں ملا مرنے کے بعد فقط جہنم میں ملے گا۔ دنیا میں وہ عجیب طریقے سے محروم القسمت رہ گیا۔ اس نے آپ کے والد کو شہید کرتے ہی مژدۂ فتح عبدالملک کو لکھا۔ اُس کے قاصد کے روانہ ہونے کے دوسرے دن بکیر بن وشاح کو مرو میں اس واقعہ کی خبر ملی تو فوراً اپنی فوج کے ساتھ میدان قتل گاہ میں آ پہونچا۔ عبداللہ بن خازم کی لاش پر قبضہ کر کے اُن کا سر کاٹا۔ اور اُسے اپنے ایلچی کے ساتھ عبدالملک کے پاس بھیجنے لگا۔ بحیر نے مزاحمت کی۔ اور کہا یہ میری کارگزاری ہے آپ کو دخل دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس پر برافروختہ ہو کے بکیر نے سند ولایت خراسان تمام لوگوں کے سامنے پیش کر دی۔ اور والی خراسان کی حیثیت سے حکم دیا کہ بحیر گرفتار کر لیا جائے۔ لوگوں نے فوراً اُس کو پابند کر کے سامنے لا کھڑا کر دیا۔ اُسے مرو کے قید خانہ میں روانہ کر کے بکیر نے فوراً ابن خازم کا سر نامۂ مبارک باد اور اظہار کارگزاری کے ساتھ عبدالملک کے پاس بھیجا۔ دمشق میں جس دن بحیر کا ایلچی پہونچا ہے اُس کے دوسرے دن بکیر کا ایلچی عرضداشت اور راس ابن خازم کا سر لیے ہوئے پہونچا۔ یہ آخری تحریر پا کے عبدالملک سخت متعجب ہوا۔ اور بحیر کے قاصد کو بلا کے کیفیت دریافت کی۔ اس نے ادب سے عرض کیا کہ میں جس وقت چلا ہوں اُس وقت تک تو بکیر کا پتہ نہ تھا۔ اور یہ بھی عرض کر سکتا ہوں کہ عبداللہ بن خازم میرے سامنے ہی مارا گیا۔ پھر اس کے بعد میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا۔ اور کیا واقعات پیش آئے۔ بہر حال انجام

یہ ہوا کہ بُجیر کو کچھ نہ ملا اور بکیر خراسان کا والی و حاکم قرار پا گیا۔"

موسیٰ "افسوس میری ساری اُمیدیں خاک میں مل گئیں۔ میرے دل میں تھی کہ والد کو جب عرب حریفوں سے فراغت حاصل ہوگی اُس وقت اُن کی مدد سے سارے ترکستان اور مغولستان کو فتح کر کے ارضِ چین تک پہونچ جاؤں گا۔ لیکن قسمت نے معاملہ پلٹا دیا۔ اور اب شاید یہاں بھی مجھے اطمینان سے بیٹھنا دشوار ہو جائیگا۔"

ہلال "اس کی ضرور کوشش کی جائے گی کہ آپ عبدالملک کی بیعت قبول کر لیں۔ اور اگر آپ نے یہ منظور کر لیا تو پھر خلافتِ دمشق اور ولایتِ خراسان سے آپ کو ایسی ہی مدد ملیگی جیسی کہ آپ اپنے والد مرحوم سے چاہتے تھے۔"

موسیٰ "یہ قیامت تک نہ ہوگا جس شخص نے عبداللہ بن زبیر کے ایسے جلیل القدر صحابی کو شہید کیا۔ جس کے مکر و فریب سے والد مرحوم نے دنیا چھوڑی اور انتہا درجے کا فاسق و فاجر ہے اُس کی اطاعت میں کروں غیر ممکن ہے۔"

نوح "تو پھر سمجھ لیجئے کہ آپ کو کبھی اطمینان نصیب نہ ہوگا۔"

ہلال "لیکن مجھے یقین ہے کہ بکیر ولایتِ خراسان پر پورا قبضہ پانے اور تمام شہروں کے مطیع بنانے میں اتنی فرصت نہ پائے گا کہ آپ کی طرف توجہ کرے۔ اور آپ کے لیے کافی موقع ہے کہ اپنی قوت بڑھا لیں۔ اپنے قلعے کو مضبوط کریں۔ اور بہت سے بہادر و آزمودہ کار سپہ گرانِ عرب کو اپنے پاس جمع کر لیں۔ اور جب آپ کی قوت بڑھ جائے گی تو پھر آپ کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔"

موسیٰ "میں یہی کروں گا۔ اور انشاء اللہ بہت جلد اس قابل ہو جاؤنگا کہ اپنے والد کے قاتلوں سے اُنکے خون کا انتقام لوں لیکن ایک بڑی دشواری ہے۔ بلادِ ترک کے بہت سے سردار و حاکم میرے دشمن ہو رہے ہیں خصوصاً میری محبوبہ نازنین لعبتِ چین اور میری دوسری معشوقہ قتلق خانم کی وجہ سے ارسلان اور طرخون میرے خون کے پیاسے ہیں۔ ابھی تک اُنھیں خوف تھا کہ خلافتِ اسلامیہ اور ولایتِ خراسان میری مدد کے لیے تیار ہے اور اُنھوں نے ذرا بھی مخالفت کی تو عساکرِ اسلام خراسان سے روانہ ہو کے اُنھیں پیس ڈالیں گے۔ لیکن اب ان کو جیسے ہی خبر ہوگی کہ والد شہید ہوئے اور مسلمان سلطنت میری دشمن اور میرے درپے آزار ہے تو اُن سب کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ خیر دیکھا جائیگا میں کسی سے دبنے والا نہیں ہوں۔ اور ایسے آزاد مقام میں

بیٹھا ہوں کہ عبدالملک اور بکر مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہین کر سکتے۔ مین نے اُن کے ملک کا کوئی حصہ نہین دبایا ہے۔ نہ اُن سے بغاوت و سرکشی کی ہے۔ بلکہ اپنے لیے اُن کی قلمرو کے باہر نئی جگہ نکال لی ہے جس پر اُنکا کوئی حق نہین ہو سکتا۔"

اب شام ہو گئی تھی ان سب نئے مہمانون اور عزیز بھائیون کے رہنے کا بندوبست کر کے وہ اپنے قصر مین جا کے ترکی نژاد انیسان صحبت اور غیر قوم کی با وفا مہ جبینون سے ملا۔ اور اُن کی صحبت عیش نے اس کے غمزدہ دل کو بہت کچھ تسلی دی۔

نوان باب

دوست شاد و دشمن برباد

اب موسیٰ بن عبداللہ بن خازم اپنی قوت کو روز بروز بڑھاتا جاتا تھا۔ قلعہ کی مضبوطی کو بڑا فیوما ترقی دیتا۔ اسلحہ۔ زرہ بکتر اچھی اچھی منجنیقون اور ہر قسم کے سامان جنگ کو فراہم کرتا۔ اور اُس کے ساتھ اس کے علم کے نیچے بہادران عرب کا بھی اچھا مجمع ہوتا جاتا۔ اول تو اُس کے باپ کے پُرانے بہادر رفقا بازر نقا خراسان کو چھوڑ چھوڑ کے اس کے پاس چلے آرہے تھے۔ جو سنتا کہ اُسکے قدیم محسن کا بہادر فرزند ترمذ مین بیٹھا نامو ری پیدا کر رہا ہے گھربار چھوڑ کے ادھر کا رخ کر دیتا۔ اس کے علاوہ اکثر وہ بہادران عرب بھی اسی کی پناہ ڈھونڈھ لیتے جو بنی اُمیہ کی حکومت سے ناراض تھے اور اس دن کا انتظار کر رہے تھے جب کوئی ہاشمی یا اور کوئی متقی و پرہیزگار شخص علم مخالفت بلند کریگا۔ ایسے لوگ بھی اکثر ہر طرف سے جان بچا کے اس سرزمین مین آتے اور موسیٰ کے وفادار و جان نثار دوست بن جاتے۔

اس کی عظمت و قوت کی شہرت ہوئی تو سرداران توران اور ملوک ترک و تاتار بھی اُسکا لوہا ماننے لگے۔ نہ طرخون کو حملہ کرنے کا حوصلہ ہوتا نہ اُس کے بیٹے ارسلان کو مکرو فریب و جال پھیلانے کی جرأت ہوتی۔ اور نہ شاہ کاشغر کی اتنی ہمت ہوتی کہ اپنی بیٹی نوشین کو آکے اُس سے چھینے۔ بلکہ برخلاف اس کے خود موسیٰ بن خازم نامو ران عرب کے چھوٹے چھوٹے لشکرون کے ساتھ ترمذ سے نکل کے گردو نواح اور قرب و جوار کے شہرون پر حملہ کرتا۔ اور غنیمتین حاصل کر کے دولت کے ساتھ اپنی فوجی اور جنگی قوت کو بھی بڑھاتا رہتا۔

طبریؔ کے خیال کے مطابق حاکم خراسان بکیر بن وشاح کو کبھی اُس کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اُسے ڈر تھا کہ اگر مین نے ذرا بھی موسیٰ سے چھیڑ کی تو عبد اللہ بن خازم کے طرفدار جو سارے خراسان مین پھیلے ہوے ہین۔ سب شہرون مین اُٹھ کھڑے ہونگے اور مجھے جان چھڑانا مشکل ہو جائیگا۔ حاکم سمرقند طرخون نے اسے اُبھارا اور اپنی طرف سے کافی مدد دینے کا وعدہ بھی کیا مگر بکیر ہمیشہ ٹالتا رہا۔

آخر سنہ ۷۴ھ مین بکیر کا زمانۂ ولایت خراسان ختم ہو گیا۔ اور اُس کی جگہ عبد الملک نے امیہ بن عبد اللہ بن خالد نام ایک نامور قریشی شخص کو والی بنا کے بھیجا۔ اُس سے پہلے تو بکیر سے جھگڑے رہے لیکن چند روز بعد جب اُن جھگڑون کا تصفیہ صلح پر ہو گیا تو اُمیہ کو اندرونی فتنون کی طرف سے فراغت حاصل ہوئی۔ اور ملک کے باہمی جھگڑون سے بالکل طمینان ہو گیا۔ دل مین سوچ رہا تھا کہ اب کس طرف مہم بھیج کے قلمرو خلافت کو وسیع کرون کہ ولیعہد سمرقند ارسلان خود ہی اپنے باپ طرخون کا سفیر بن کے اُس نئے حاکم خراسان کی خدمت مین حاضر ہوا اور باپ کی طرف سے یہ پیام لایا کہ ہم سب فرمانروایان توران و ترکستان دولت اسلامیہ کے مطیع و منقاد اور والی خراسان کے وفادار دوست ہین۔ لیکن ان ممالک اسلام مین سطوت اسلام اُسی وقت قائم ہو سکتی ہے جب موسیٰ ابن عبد اللہ بن خازم کی بیخکنی کر دی جائے جو باغیانہ انداز سے روز بروز اپنی قوت بڑھاتا جاتا ہے۔ اور خلافت کی مطلق پروا نہین کرتا۔ اگر آپ نے اس کا فتنہ دور کر دیا تو ہم اور تمام شاہان ترک اپنی پوری قوت سے آپ کا ساتھ دین گے۔ اور کوشش کرین گے کہ ترکستان کا کوئی شہر خلافت دمشق کی اطاعت سے باہر نہ ہو۔

یہ فقرہ کارگر ہو گیا۔ اور اُمیہ نے فوراً بنی خزاعہ کے ایک نامور سردار کو سپہ سالار مقرر کر کے بڑا بھاری زبردست لشکر اُس کے ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ فوراً جا کے ترمذ پر حملہ کرو اور موسیٰ بن عبد اللہ کو جو اپنے باپ کے انتقام مین خلافت کا دشمن ہو گیا ہے قتل کر کے اُس کا سر کاٹ لاؤ۔ یہ لشکر عظیم ایک سیلاب کی طرح دوڑتا اور ایک آندھی کی طرح خاک اُڑاتا ہوا دریائے جیحون کے پار اُترا۔ اور روانگی کے ایک مہینے بعد ترمذ پہونچ کے قلعے کے محاصرہ کر لیا۔

اُدھر اہل ترمذ نے جو دیکھا کہ موسیٰ کی بیخکنی کے لیے بہت بڑا عربی لشکر آ گیا ہے تو فوراً چارون طرف دوڑنے اور ملوک ترکستان سے درخواست کرنے لگے کہ ایسے وقت مین آپ سب صاحبون کو ہماری مدد کرنی چاہیے اگر آپ نہ پہونچے تو دشمن

جو موسیٰ کے دشمن ہین ترمذ پر قبضہ کر لین گے اور ہمارا شہر ہمیشہ کے لیے غیرون کی قلمرو مین شامل
ہو جائیگا۔ آپ کے اس وقت پہونچ جانے سے یہ فائدہ ہوگا کہ عرب فقط موسیٰ کو سزا دیکے
چلے جائین گے۔ اور یہ علاقہ اُن کے دستبرد سے بچ جائے گا۔ اس بات کو خوب یاد
رکھیے کہ جیحون کے اس پار کسی ایک جگہ بھی مسلمانون کا قدم جم گیا۔ تو پھر سارا ترکستان
اُن کی حکومت مین شامل ہو جائے گا۔ اور کسی شہر کی آزادی نہ باقی رہے گی۔ اہل
ترمذ کی اس فریاد کو تمام شہرون کے بادشاہون نے سنا اور فوجین لے لے کے ترمذ پر پہونچے
اور اس کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا۔ اس سخت محاصرے کو پورے دو ہفتے نہین ہوے تھے
کہ طرخون اور ارسلان بھی سمرقند کے لشکر کے ساتھ آگئے۔ اور سب کی متفقہ کوشش یہ تھی کہ
موسیٰ کو زندہ نہ چھوڑین اور اُس کی قوت کو بالکل تباہ و برباد کر دین۔

جب ترکی و تورانی فوجون کی بڑی کثرت ہوئی تو محاصرے کے لیے یہ انتظام کیا گیا کہ
قلعہ کی مشرقی و شمالی سمتون مین طرخون اور جملہ شاہان ترک کے لشکر تھے جن کا افسر اعلیٰ
طرخون اور سپہ سالار ارسلان تھا اور مغربی و جنوبی سمتون پر عربی لشکر ٹھہرا جس کا سردار
خزاعی شخص تھا۔ محاصرے نے طول کھینچا اور حملہ آورون کو قلعہ کا کوئی رخ کمزور نہ نظر
آسکا جدھر سے دھاوا کرتے۔

گو کہ یہ نہایت ہی قیامت خیز شورش اور بہت مشکل لڑائی تھی مگر موسیٰ نے اس کی
مطلق پروا نہ کی۔ اُس نے معمول کر لیا تھا کہ ہر روز قلعہ سے نکل کر دن کے نصف اول مین
یعنی صبح سے دوپہر تک خزاعی کے لشکر عرب پر حملہ کرتا۔ اور نصف آخر مین یعنی دوپہر سے شام
تک ترکون سے مقابلہ کرتا۔ لڑائی کے وقت قلعہ سے زبردست منجنیقین جو مناسب
مقامون پر پہلے سے لگا رکھی گئی تھین دشمنون پر من من بھر کے پتھر پھینکتین اور بہت سے
حملہ آورون کو جبکہ وہ حریف سے مصروف پیکار ہوتے کچل کے فنا کر دیتین۔

تین مہینے تک مسلسل لڑائیان ہوتی رہین جن مین حملہ آورون نے بہت کچھ
نقصان اُٹھایا۔ موسیٰ نے غلہ اور خوراک کا سامان بھی اتنا فراہم کر لیا تھا کہ باہر
سے رسد بند ہونے کی پروا نہ تھی تاہم اُس نے چاہا کہ لڑائی کو کسی طرح ختم کرے اور یہ
خونریزی موقوف ہو۔ چنانچہ اپنے ہوشیار سردارون سے مشورے کے طور پر
کہا "میرا ارادہ ہے کہ خزاعی کے لشکر پر شبخون مارون۔ اور ایک ہی رات مین [illegible]

فوج کو اس قدر تباہ کردوں کہ پھر اُسے مقابلے کی جرأت نہ ہو۔ اور سب سرداروں نے تو اس تجویز سے پورا پورا اتفاق کر لیا۔ مگر عمرو بن خالد بن حصین کلابی نے کہا شبخون کی تجویز سے تو مجھے اتفاق ہے مگر اس کے خلاف ہوں کہ وہ خزاعی کے عربی لشکر پر ہو۔ اہل عرب علی العموم زیادہ ہوشیار و محتاط ہوتے ہیں اور اکثر رات کو زیادہ بسالت و شجاعت اور جوش و خروش سے لڑتے ہیں۔ لہذا بجائے عربوں کے یہ شبخون ترکوں پر ہو تو زیادہ مناسب ہوگا ان کو حملہ کر کے ایک ہی شبخون میں تباہ کر دیں گے۔ اور میرے خیال میں ہمیں پہلے ترکوں ہی کے تباہ کرنے کی ضرورت بھی ہے۔" اس رائے کو موسیٰ نے پسند کیا اور اسی صحبت میں شبخون کے لیے ایک خاص رات مقرر ہو گئی جس کی سوا اُن افسروں کے جو موجود تھے اور کسی کو خبر نہیں کی گئی۔ اور خاموشی کے ساتھ شبخون کی تیاریاں ہونے لگیں۔

شب مقررہ کو آدھی رات کے وقت موسیٰ نہایت ہی خاموشی سے چار سو بہادر جنگجو ساتھ لے کے قلعے سے نکلا اور ایک بلند ٹیلے پر جا پہونچا جس کے نیچے ترکوں اور تورانیوں کا پڑاؤ تھا۔ یہاں پہونچتے ہی اپنی فوج کو سو سو بہادروں کی چار ٹکڑیوں میں تقسیم کر کے چاروں طرف کمین گاہوں میں پھیلا دیا اور سب کو سمجھا دیا کہ جیسے ہی میں نعرۂ اللہ اکبر بلند کروں تم سب تکبیر کے نعرے لگاتے ہوئے نکل کے دشمنوں پر جا پڑنا۔"

اس کے بعد عمرو بن خالد کو چار سو آدمی دے کے حکم دیا کہ تم بھی میرے پیچھے پیچھے لگے رہنا اور ہمارے نعروں اور ہماری تکبیروں کی آوازیں سننے کے تھوڑی ہی دیر بعد تم بھی حملہ کر دینا۔ اور اُسی شان سے کہ ہر شخص اللہ اکبر کے نعرے لگا رہا ہو۔

یہ سب انتظام خاموشی کے ساتھ ہو گیا۔ اور جیسے ہی دو تہائی رات گذر گئی موسیٰ کی تکبیر پر سب فوجوں نے اپنے اپنے مقاموں سے نکل کے حملہ کیا۔ اُن کی تکبیروں کے نعروں سے دشت و جبل گونج اُٹھے۔ اور عربی تلواریں ترکوں پر برسنے لگیں۔ ترک سراسیمہ و مضطر تھے۔ اور گھبرا گھبرا کے چاروں طرف دیکھ رہے تھے کہ کدھر حملہ کریں۔ اور کس سے لڑیں۔ تکبیر کی آوازیں ہر سمت سے قریب آتی جاتی تھیں۔ اور زیادہ پریشان کر رہی تھیں۔ اندھیرے میں اپنا پرایا سوجھتا نہ تھا۔ اور اب تکبیر کے نعرے بتا رہے تھے کہ دشمن پاس سامنے اور ہمارے بیچ میں ہیں۔ اپنی جان بچانے کے لیے وہ بے تحاشے

چارون طرف تلوارون سے ہاتھ مارنے لگے۔ نہ یہ خبر تھی کہ کس سے لڑ رہے ہین اور نہ یہ جانتے تھے کہ پاس والا اپنا ہے یا پرایا۔ صبح تک یونہین برابر تلوار چلتی رہی۔ جس مین زیادہ تر ترکی سپاہی اپنے ہی لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اور اسی بدحواسی مین بھاگنا شروع کیا۔ مگر کسی طرف راستہ نہ ملتا تھا۔ اس لیے کہ جدھر کا رخ کرتے اُدھر سے اللہ اکبر کے نعرے سنتے اور گھبرا کے دوسری طرف پھر جاتے۔ یہان تک کہ صبح کی روشنی نمودار ہوئی۔ اور ترکون نے دیکھا کہ ہم چارون طرف سے عربون مین گھرے ہوئے ہین۔ مسلمانون نے اول سے آخر تک یہ کارروائی کی تھی کہ ترکون کے گرد پھیل گئے اور اُن کے درمیان مین گھس کے فقط تکبیر کے نعرے بلند کرتے۔ اور بجز مجبوری و ضرورت کے کسی پر حملہ نہ کرتے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ اُن کے فقط سولہ آدمی کام آئے اور تورانیون کا آدھا لشکر خود اپنے لوگون کے ہاتھ سے کٹ گیا۔ صبح ہوتے ہی عربون نے اُن کو ایک جانب راستہ دے دیا۔ جدھر سے سب کے سب بھاگے۔ اور جو کچھ مال و دولت اور سامان جنگ ساتھ لائے تھے۔ حملہ آورون کے لیے چھوڑ گئے۔ جس کو موسی کے سپاہی کمال مستعدی اور پھرتی کے ساتھ اُٹھا کے قلعے مین لے گئے۔ اور ترکی حملہ آوری کا خاتمہ ہوگیا۔

اس معرکہ مین دو تین سو ترکون کو مسلمان گرفتار بھی کر لائے تھے۔ قلعے کے اندر جب وہ موسی کے سامنے لا کے پیش کیے گئے تو اس نے نہایت ہی حیرت سے دیکھا کہ اُن مین طرخون کا بیٹا ارسلان بھی ہے اُسکو دیکھ کے موسی ہنسا اور کہا "تم پھر میرے پاس آگئے؟"

ارسلان "مین نے پہلے بھی کہا اور اب پھر کہتا ہون کہ مجھے قتل کر ڈالو۔ ورنہ یونہین ہمیشہ آیا کرونگا۔ اور اتنی مہلت نہ دونگا کہ اطمینان و فارغ البالی کے ساتھ بیٹھ کے مہ جبین ترکنین کے وصل سے لطف اُٹھاؤ۔"

موسی "مضائقہ نہین۔ انہی جھگڑون اور کھٹکون سے میرے عیش کی لذت زیادہ ہو جاتی ہے" اس کے بعد اُسے قید خانے مین بھیج دیا۔ سب قیدی اپنے سردارون مین تقسیم کر دیے اور اس تدبیر مین مصروف ہوا کہ خزاعی کے عرب حملہ آورون کو بھی ایسی شکست دے کہ پھر کبھی ترمذ پر حملہ کرنے کا نام نہ لین۔

والی خراسان کے خزاعی سپہ سالار نے صبح کو جب سارے ترکی لشکر کی تباہی کا حال

شاہ تو نہایت ہی پریشان ہوا - بلکہ خود اپنی تباہی کی تصویر اُس کی آنکھوں کے سامنے
پھرنے لگی۔ اور اس سے زیادہ گھبراہٹ اُس کے ہمراہی لشکر میں پیدا ہوئی۔ ہمیں
لوگوں کو یقین ہوگیا کہ ہمارا بھی ایک دن یہی حشر ہونے والا ہے۔ مگر خزاعی اُن کے حوصلے
بڑھاتا - دل مضبوط کرتا - اور ہر سپاہی کو انعام و اکرام سے خوش کرکے اور اُن کی
ہمت بندھا کے تمد کو اسی طرح گھیرے پڑا رہا -

اُس کا یہ استقلال دیکھ کے ایک دن عمرو بن خالد نے موسیٰ سے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ اب
ہم کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ خزاعی کے ہمراہ عربوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن سے کھلے
میدان میں مقابلہ کرکے آپ ہرگز جیت نہیں سکتے - اس پر قیامت یہ کہ خراسان سے
ان کو روز نئی کمک پہونچتی رہتی ہے - اب بہتر یہ ہے کہ آپ اطاعت قبول کرکے
عبدالملک کی بیعت قبول کرلیں۔"

موسیٰ - (طیش سے) "یہ ہرگز نہیں ہوسکتا - میں خزاعی کو قتل کرکے خود اُمیہ پر
حملہ کرونگا" اور خراسان کو بھی چھین لونگا۔"

عمرو "یہ آپ کے امکان سے باہر ہے - اور اگر ایسی ہی خود رائی ہے تو اس خطرناک خودکشی
میں میں کبھی آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔"

موسیٰ (غیظ و غضب کے جوش سے) "مجھے تمھاری پرواہ نہیں - میں جو کچھ کرتا ہوں اپنے
قوت بازو سے کرتا ہوں - اور اگر تم نے سرکشی یا دغابازی کا ارادہ کیا تو اسی وقت تم کو قتل
کر ڈالونگا۔" یہ کہہ کے تلوار کھینچ کے اس پر جھپٹ پڑا۔"

عمرو "میں موت سے نہیں ڈرتا۔ سپاہی پیشہ کے لیے مرنے سے ڈرنا ہی کیا۔ موت کے منہ میں جانا تو
ہمارا روز کا کھیل ہے اور کونسا دن ہوتا ہے جب ملک الموت کا سامنا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر
آپ کا یہی حال ہے کہ سچی صلاح دینے والوں کے دشمن ہو جاتے ہیں تو میں لڑائی میں آپ کا
ساتھ نہ دے سکونگا۔ اصل یہ ہے کہ خزاعی کو لڑائی کا تجربہ نہیں - ورنہ اب تک آپ کی
آزادی کا خاتمہ کر چکا ہوتا۔"

موسیٰ "اچھا تو اب تم جاکے اُس کے پاس ٹھہرو - اور اُسے وہ تدبیر بتاؤ جس پر عمل
کرکے وہ میری آزادی کا خاتمہ کر سکیگا۔" یہ کہہ کے اُس نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی - غلام
کوڑا منگوایا۔ اور خود اپنے ہاتھ سے عمرو کو زور زور سے اتنے کوڑے مارے کہ اُسکے جسم پر جابجا خون جاری

ہو گیا۔ کہاں اُدھر گیا۔ پھر لوگوں کو حکم دیا کہ "اسے قلعے سے نکال کے پھاٹک بند کر لو"۔ لوگوں نے یوں کیا۔ عمرو خواری میں بنایا ہوا قلعہ سے نکلتے ہی خزاعی کے لشکر کی طرف چلا اور قریب پہنچتے ہی آہ و واویلا کے ساتھ خون مانگنے اور سردار عسکر اسلام کی دہائیاں دینے لگا۔ لوگ پکڑ کے خزاعی کے سامنے لے گئے۔ اُس نے حال پوچھا اور عمرو نے بیان کیا کہ میں ایک یمنی الاصل شخص ہوں جو عبداللہ بن خازم کے ساتھ تھا۔ اُن کے مارے جانے کے بعد خراسان سے بھاگ کے یہاں اُن کے بیٹے کے پاس چلا آیا جس نے پہلے تو میری قدر کی اور اپنے مشیروں میں شامل کر لیا۔ مگر آج میں نے خلافت کی اطاعت کا مشورہ دیا تو سخت ناراض ہوا اور شاید دل میں سمجھا کہ میں آپ سے ملا ہوا ہوں۔ اور اس کوشش میں ہوں کہ دغا کر کے آپ کو قلعہ ترمذ کے اندر بلا لوں۔ اس بدگمانی پر اس درجہ غضبناک ہوا کہ نہایت بے رحمی اور سنگدلی سے مجھے خود اپنے ہاتھ سے بے انتہا پیٹا اور قلعہ سے نکلوا دیا۔ میں بھاگ کے اور کہاں جا سکتا تھا۔ آپ کے لشکر میں چلا آیا۔ خزاعی نے اس کے زخم دیکھے۔ اس کی حالت پر نہایت متاسف ہوا۔ اور کہا "مضائقہ نہیں۔ اگر وہاں کوئی تمہاری قدر نہیں تو میں قدر کروں گا۔ تم میرے ساتھ رہو اور لڑائی میں آزادانہ مشورہ دیا کرو۔ شاید تم قلعہ ترمذ کے اندرونی مقامات سے بخوبی واقف ہو گے اور جانتے ہو گے کہ اس کی فصیل کہاں کہاں پر کمزور ہے۔ اور کس جانب سے دھاوا کرنے میں آسانی سے کامیابی ہو سکتی ہے"۔

عمرو "جی ہاں۔ قلعہ کے اندر کی حالت میں بخوبی بتا سکتا ہوں بلکہ حکم ہو تو پورا نقشہ بنا کے پیش کر دوں جو حملے کے وقت کام آئے گا"۔

خزاعی "وہ نقشہ ضرور تیار کرو۔ اس کے تیار ہوتے ہی میں حملہ کر کے قلعہ پر قبضہ کر لوں گا"۔

عمرو نے ایک ہفتے کے اندر نقشہ تیار کر دینے کا وعدہ کیا۔ اور ہمدم و ہمراز دوستوں کی طرح ہر وقت جلوت و خلوت میں خزاعی کے ساتھ رہنے لگا جب ایسی باتیں کرتا کہ خزاعی روز بروز اُس کا گرویدہ ہوتا جاتا۔ اپنے آنے کے چار ہی پانچ روز بعد ایک صبح کو عمرو نے دیکھا کہ سپہ سالار خزاعی اپنے خلوت کے خیمے میں تنہا بیٹھا ہے۔ خواب کے سادے کپڑے اُس کے جسم پر ہیں۔ اور کوئی ہتھیار پاس نہیں۔ ادب سے جا کے السلام علیک یا امیر کہا پھر عرض کیا "خدا ہمارے امیر کو صدہا سال تک زندہ و سلامت رکھے۔ ایسی لڑائی اور معرکہ آرائی کے خطرناک موقعوں پر کوئی سلاح جنگ حضور کو اپنے پاس ضرور رکھنا چاہیے۔

دنیا کا اعتبار نہیں۔ گو کہ حضور کو اپنی شجاعت پر بھروسا ہے۔ اور کسی خطرے کی پروا نہیں۔ مگر فرض کیجیے کہ کوئی کمبخت دشمن چھپ چھپا کے پاس پہونچ جائے تو آپ بنتے کیا کر لیں گے؟"

خزاعی "تمھارے اس خیر خواہانہ مشورے کا شکر گزار ہوں۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ میں کسی وقت غافل رہتا ہوں۔ تلوار ہمیشہ اتنی قریب رہتی ہے کہ جب ہاتھ بڑھاؤں اُسکے قبضے پر پڑے۔" یہ کہتے ہی جس فرش پر بیٹھا تھا تو اس کا کونا الٹ کے دکھایا تو نظر آیا کہ اس کے نیچے ایک نہایت ہی اعلیٰ درجے کی براق و جوہر دار تلوار رکھی ہوئی ہے۔ اُس تلوار کو دیکھ کر عمرو پھڑک گیا۔ اور بولا "واہ واہ واہ! سبحان اللہ کیا اچھی تلوار ہے! ایسی تلواریں بہت کم دیکھی ہیں۔"

خزاعی "یہ تلوار میں نے اصفہان میں پانچ ہزار دینار کو مول لی تھی۔ ہندی فولاد ہے اور خاص دمشق کی ساخت۔ کاٹ اتنی اچھی ہے کہ زرہ کو ساگ کی طرح کاٹ جاتی ہے۔ اور پوری قوت سے ہاتھ پڑ جائے تو فولادی خود کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔" یہ کہہ کے اس نے اٹھا کے اُس کی باڑھ دیکھی اور عمرو کی طرف بڑھا کے کہا "اس کا جوہر بھی تو دیکھو کیسا اعلیٰ درجہ کا ہے؟" عمرو نے تلوار لے لی۔ اسے الٹ پلٹ کے دیکھا۔ پھر اُس کی سختی اور صفائی کا اندازہ کرنے کے لیے دو ایک ہاتھ ہوا میں چلائے۔ اور خالی وار کرتے کرتے اپنی پوری قوت سے ایک ہاتھ خزاعی کے گلے پر مارا جو اس صفائی سے پڑا کہ سر کٹ کے دُور جا گرا۔ اور دھڑ تڑپنے لگا۔

خزاعی کو قتل کرتے ہی عمرو اُس پُرخون تلوار کو ہاتھ میں لیے ہوئے خیمے کے باہر نکلا۔ خود خزاعی کے گھوڑے پر جو تیار کھڑا تھا سوار ہو کے ایک ایڑ بتائی۔ اور بے نظیر عربی راہوار ایک ہی جھپٹے میں قلعہ کے نیچے کھڑا تھا۔ فوراً پھاٹک کھلا۔ اور وہ اندر داخل ہو کے سیدھا موسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اُس نے پوچھا "خیریت ہے؟" کہا "خیریت ہی خیریت ہے۔ آپ کا اقبال بلند اور دشمن پامال!" یہ کہہ کے ساری سرگذشت بیان کر دی۔ اور اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ موسیٰ کی برہمی اور اُس کا غیظ و غضب اور مارنا پیٹنا سب دکھاوے کا تھا۔ وہ اسی کام کے لیے دشمنوں میں گیا تھا۔

اب کیا تھا؟ موسیٰ کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی۔ اور جیسے ہی قلعے میں یہ خبر مشہور ہوئی ساری فصیل اور اُس کے بُرجوں پر سے تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند ہونے لگے۔ ساتھ ہی حکم دے دیا گیا کہ قلعے کا لشکر نکل کے دشمنوں پر حملہ کرے۔ عساکر خلافت میں خزاعی کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوتے ہی ہر طرف تہلکہ پڑ گیا۔ تمام سردار اور سپاہی

گھبرا اٹھے۔ اور اس قتل کے اسباب اور انجام پر غور بھی نہیں کرنے پائے تھے کہ قلعۂ ترمذ والے جوش و خروش سے نیزے ہلاتے ہوئے اُن کے سروں پر آ پہونچے۔ یا جو اسی کے ساتھ تھوڑی دیر تک تو مقابلہ کیا۔ مگر دم بھر میں ہمت ہار کے بھاگنے لگے۔ ہزاروں مارے گئے۔ اور ہزاروں نے حملہ آوروں کے سامنے ہتھیار ڈال کے امان مانگی۔ اور والی خراسان کا ساتھ چھوڑ کے موسیٰ کی فوج میں شامل ہو گئے۔

اس شکست خوردہ لشکر میں سے بہت ہی کم لوگ اُمیہ کے پاس خراسان میں پہونچے اور سب کا انجام یہ ہوا کہ یا تو مارے گئے یا موسیٰ سے امان مانگ کے اس کے گروہ میں شامل ہو گئے۔

موسیٰ نے تمام دشمنوں کو شکست دینے اور تورانی و عربی لشکروں کے ابال کرنے کے بعد ترمذ میں اپنے اُسی پُر فضا باغ میں جو قلعہ پر قابض ہونے سے پہلے سیر و تفریح کے لیے بنایا گیا تھا۔ پورے ایک ہفتہ تک جشن منایا۔ جس میں تمام لوگوں نے عیش زندگی کا لطف اُٹھایا۔ اور ہر جگہ اور ہر وقت سرور و مسرت کے کرشمے نظر آرہے تھے۔۔ اس جشن کے آخری دن اُسنے باغ کے اندر وقی قصر کو اغیار سے خالی کر کے اپنی دونوں مہ جبینوں قتلق خانم اور لعبت چین نوشین کے سامنے ارسلان کو بلوایا جو پابہ زنجیر لا کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ اور موسیٰ نے اُس کی طرف دیکھ کے ایک خفیف مسکراہٹ کے ساتھ کہا "مجھے افسوس ہے کہ اس جشن میں تم نہیں شریک تھے"۔ ارسلان نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ بلکہ اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور ایک آہ کھینچ کے حسرت سے سر نیچا کر لیا۔

موسیٰ "بولو جواب دو۔ اگر تم کو اپنے نہ شریک ہونے کا افسوس ہے تو میں اس جشن کو اور آٹھ دن تک برقرار رکھ سکتا ہوں"

ارسلان "مجھے اس جشن میں مزہ نہیں آسکتا۔ میری تمنا تو یہ ہے کہ میں یوں ہی عیش منا رہا ہوں۔ ماہ وش نوشین میرے آغوش شوق میں ہوں۔ اور تم یوں ہی میرے سامنے پابہ زنجیر کھڑے ہو"

موسیٰ "اس کی کوشش تو تم نے کی مگر کامیاب نہ ہو سکے جس میں مجھے تم سے ہمدردی ہے مگر مجھے بھی وہی کر دکھانا تھا جو کیا تھا چنانچہ جس طرح پہلے دو بار تم کو زیر کر چکا ہوں

دیے ہوا پھر زیر کیا۔"

ارسلان "مگر مجھے قتل کیوں نہیں کر ڈالتے تاکہ تمھارے اطمینان و عیش میں جو کانٹا باقی ہے ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے؟"

موسیٰ "اس لیے کہ جو لطف مجھے تمھارے زیر کرنے میں آتا ہے قتل کرنے میں نہ آئے گا۔"

ارسلان "تمھارے چھوڑ دینے ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ تم پر اتنی آفت نازل ہو گئی۔ جب میں نے سنا کہ تمھارے باپ مارے گئے بیٹا والیِ خراسان مقرر ہوا جو تمھارا دشمن ہے تو میں اس کے پاس پہونچا۔ اس کو فوج کشی کرنے پہ آمادہ کیا۔ اور ساتھ ہی سارے ترکستان کو اٹھا کے کھڑا کر دیا۔ یہ سب میری کارگزاری تھی۔"

موسیٰ "میں جانتا ہوں کہ یہ تمھاری کارگزاری تھی۔ اور اسی لیے تمھارا شکرگزار ہوں کہ ان تمام آفتوں کو دور کر کے تمھاری بدولت مجھے ایک ایسا جشن منانے کا موقع مل گیا جو زندگی بھر یاد رہے گا۔ اور چونکہ یہ عیش تمھاری کوششوں سے حاصل ہوا ہے اس لیے چاہتا ہوں کہ تمھیں بھی اس عیش میں شریک کروں۔ فقط اسی لیے تم کو قید کر کے قلعے میں روک رکھا۔ ورنہ اسی وقت چھوڑ دیتا۔"

ارسلان "نہیں نہیں میں اس جشن اور ایسی خوشی میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ میں تمھاری خوشی کا رفیق نہیں بلکہ تمھارے غم کا ساتھی ہوں۔ مجھے خوش کرنا چاہتے ہو تو اپنے رنج و الم اور مصیبت و غم کے موقع پہ بلاؤ اور دیکھو میں کیسا خوش ہوتا ہوں۔"

موسیٰ "تم سے بزدل اور ذلیل دشمنوں کی کوششیں اتنی زبردست اور کامیاب نہیں ہو سکتیں کہ مجھے کبھی ایسا روزِ بد دیکھنا نصیب ہو۔ خیر اب تم پھر آزاد ہو اور اسی وقت زنجیریں کھول کے قلعے اور شہر ترمذ سے نکال دیے جاؤ گے۔ لہٰذا ابھی نازآفرین مربیہ شاہزادی نوشین کے سامنے زمین چوم کے جاں بخشی کا شکریہ ادا کر لو۔ یہ فقط اُن کا طفیل ہے جو تمھاری ہر شرارت معاف کر دی جاتی ہے اور کیسا ہی جرم کر کے پکڑے جاؤ چھوڑ دیے جاتے ہو۔ دراصل میں اتنا رحم دل نہیں ہوں۔ والد مرحوم نے ایک دفعہ بہت سے بہادر اور ذی لیاقت دشمنوں کو اسیر کر کے چھوڑ دینا چاہا تھا مگر میں نے نہیں چھوڑنے دیا اور جب تک ان سب کو قتل نہ کرا لیا چین نہ لیا۔ لہٰذا تم کو میں ایک گھڑی کے لیے بھی زندہ نہ رہنے دیتا۔ مگر شاہزادی نازآفرین نوشین کو جو تمھاری جان لینا نہیں چاہتیں

اور ان کی رحم دلی سے مجھے ہر مرتبہ تمھاری صورت دیکھ کے اپنے عیش مین ایک نیا مزہ ملجاتا ہو۔"

نوشتین " ارسلان۔ اب تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔ اور یہ سمجھ کے اپنے دل کو تسلی دے لو کہ مین تمھاری قسمت مین نہ تھی۔ امیر موسیٰ کی بڑی مہربانی ہو کہ میرا کہنا مان کے تمھاری جان بخشی کرتے ہین۔ ورنہ تمھاری سزا قتل کے سوا اور کچھ نہین ہو۔"

ارسلان " اسی لیے کہتا ہون کہ بجاے آزاد کرنے کے مجھے قتل کرا ڈالو۔ اور وہی ہنزاد جس کا مین تمھارے خیال مین مستوجب ہون۔"

نوشتین " یہ تو مجھ سے نہ ہوگا کہ جس کی دولھن بننے کے لیے کاشغر سے آئی تھی گو وہ مجھے نہین پا سکا۔ مین اسکو قتل کراؤن۔"

ارسلان " نہ قتل کراؤ گی تو مین پہلے سے زیادہ دشمنی کرونگا۔ اور اس سے زیادہ شورش پھیلاؤنگا۔"

موسیٰ " اور مین بھی انشاء اللہ العزیز یون ہی ذلیل و خوار کرون گا۔"

اس کے بعد موسیٰ کے حکم سے اُسکا غلام کوکب ارسلان کو قلعہ کے باہر لے گیا۔ اور زنجیرون سے کھول کے آزاد کر دیا۔ اور کہا پھر یہان نہ آنا۔"

دسوان باب

رقیب کی سازشین

والی خراسان امیہ بن عبداللہ بن خالد کو یہ شکست سنہ ہ مین ہوئی تھی جسکے بعد اسکا حوصلہ ایسا پست ہوا کہ پھر کبھی اُسے موسیٰ کی طرف نظر اٹھا کے دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ دل پر ایک کوفت تھی۔ ناکامی کا صدمہ تھا۔ اور ہر گھڑی ایک اُلجھن اور مایوسی رہا کرتی۔ ان واقعات کی اُس نے دمشق مین عبدالملک بن مروان کو بھی خبر نہ کی۔ مگر خارجی طور پر یہ خبر دربار تک پہونچ گئی جس پر وہان سے سخت عتاب ہوا۔ اور دارالخلافت دمشق سے اس مضمون کا فرمان آیا کہ مین سمجھا تھا کہ تم مہلب کے بعد خراسان اور مشرقی حدود قلمرو خلافت کا انتظام کر لوگے مگر تمھارے طرز عمل سے ثابت ہوا کہ تم مہلب سے بھی زیادہ نالایق و نااہل ہو۔ اُس کی نالائقی تو فقط اس قدر تھی کہ سرکش قبائل عرب کو

وہاں کے امن و امان نہ قائم کر سکا۔ مگر تم اتنے بڑے نالائق ہو کہ ملک میں سطوتِ خلافت قائم کرنے کے لیے جو فوج تھی اُس کو بھی ضائع و تباہ و برباد کر دیا۔"

یہ فرمان پڑھتے ہی اُسے فکر ہوئی کہ اس خبر کو دارالخلافت تک کس نے پہونچایا۔ کئی مہینوں کی سراغ رسانی کے بعد پتہ لگا کہ اس خبر کو دوسروں کے ذریعے سے معزول والی خراسان بکیر بن وشاح نے پہونچایا ہے جو ظاہر میں تو دوست اور جان نثار رفیق بنا ہوا ہے مگر درپردہ دوبارہ حکومتِ خراسان حاصل کرنے کی پیروی میں لگا رہتا ہے۔ وہ ایک اُس سے پہلے بھی مخالفت بھی ظاہر ہوئی تھی۔ انھیں الزاموں کو عائد کر کے اُس نے بلا تامل حکم دے دیا کہ بکیر قتل کر ڈالا جائے۔ چنانچہ ۸۶ھ میں وہ مار ڈالا گیا۔ اور عبداللہ بن خازم کے غم میں رونے والوں کے تھوڑے بہت آنسو تھم گئے۔

بکیر کو قتل کر کے بیٹھا تھا کہ پھر اُس کے پاس ارسلان آیا جس کی صورت دیکھتے ہی اُس نے غصے کے ساتھ کہا "تمہارے ملک والوں اور صرف تورانیوں کی نامردی سے میرا سارا لشکر تباہ ہو گیا اور موسیٰ کی قوت پہلے سے بدرجہا زیادہ بڑھ گئی۔"

ارسلان "تورانیوں نے بزدلی نہیں دکھائی بلکہ موسیٰ کے فریب نے اُن کو تباہ کر دیا۔ اور وہ دوبارہ پہلے سے زیادہ فوج کے ساتھ آنے کا بندوبست کر چکے تھے کہ معلوم ہوا موسیٰ کی مکاری سے بہادر سپہ سالارِ عرب حریث بھی مارے گئے اور عساکرِ خلافت کو شکست ہو گئی۔"

امیہ "مگر یہ سب تمہاری نامردی کا نتیجہ تھا۔ تورانی کیوں ایسے غافل تھے کہ موسیٰ نے ایک ہی شبخون میں اُن کو تباہ کر دیا؟ اُن کے بھاگ کھڑے ہونے کے بعد میری فوج کیا کر سکتی تھی؟"

ارسلان "بے شک وہ قصوروار تھے جن کی انہیں سزا بھی مل گئی۔ مگر اب میں نے ایسا بندوبست کیا ہے کہ تمام سرسبز ترکستان چڑھ آئے۔ تاتار و مغول ہی نہیں ختا و چین کے لوگ بھی حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ آپ کی طرف سے سبقت ہو تو اپنی اپنی جگہوں سے چل کھڑے ہوں۔"

امیہ "تم لوگوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ تم نے مجھے امیر المومنین کی نظر میں ذلیل کرا دیا۔ پھر ابھی بڑی ذلت سے پیٹھ دکھا گئے۔ اور پھر میرے لشکر کو انھیں مصیبتوں سے سابقہ پڑے گا

مین نے تو اب عہد کر لیا ہے کہ موسیٰ سے تعرض نہ کرونگا بلکہ اُس سے پہلے تمھاری ہی خبر لونگا۔ اور جب بخارا و سمرقند پر ہمارا قبضہ ہو جائیگا تو موسیٰ کو چارون طرف سے ہماری فوجین محصور کر کے خود ہی ہتھیار رکھ دینا پڑینگے"

ارسلان "ہم لوگ خلافت اسلامیہ کے دوست ہین اور یہ اُمید نہ تھی کہ آپ سے ہمین اطاعت و دوستی کا یہ پھل ملیگا"

اُمیہ "یہ دوستی کا پھل نہین تمھاری نامردی و تنگ دلی کی سزا ہے" یہ مایوس کرنے والا جواب پا کے ارسلان اُس کے پاس سے چلا آیا۔ مگر بجائے سمرقند مین واپس جانے کے اُس نے خراسان کے تمام شہرون مین چکر لگایا۔ اور یہان لوگون کو اُمیہ کی مخالفت پر اُبھار کے ہر جگہ سے عبدالملک کی خدمت مین اس مضمون کی عرضداشتین بھجوائین کہ "اُمیہ نے خراسان کا انتظام بگاڑ رکھا ہے اور جو لوگ اس کو نیک نیتی سے مشورہ دیتے ہین اُن کا دشمن ہو جاتا ہے۔ اسی کا ایک نمونہ یہ ہے کہ سابق والی بکیر کو محض اس موہوم بدگمانی کی بنا پر کہ اُس نے ترمذ کی خبر بارگاہ خلافت مین پہنچا دی قتل کرا ڈالا" اُدھر اُمیہ نے یہ کیا کہ اپنے کہنے کے مطابق خلافت کی فوجون کو جیحون کے پار اُتار کے مشرقی علاقون مین قریب کی دو چار ریاستون پر قبضہ کر لیا۔ اور ماوراء النہر کا ایک معتدبہ حصہ اپنے قبضہ مین کر کے وہان مضبوطی سے قدم جما لیا۔

عبدالملک کے پاس اُمیہ کے خلاف ہزارون عرضداشتین پہنچین تو یہ پریشان ہوا کہ اس ملک کا کیا انتظام کرے۔ ان دنون دمشق مین حجاج بن یوسف ثقفی کی کارگزاریون کی بہت واہ واہ ہو رہی تھی جس نے ارض حجاز پر قبضہ کرنے اور عبداللہ بن زبیر کے شہید کرنے کے بعد ملک عراق کا نہایت ہی عمدہ انتظام کر دیا تھا۔ سرزمین عراق خصوصاً بلاد کوفہ و بصرہ بنی ہاشم کے طرفدارون سے بھرے ہوئے تھے جو بنی اُمیہ کے خلاف تھے۔ اور اُن کی ذات سے روز کوئی نیا ہنگامہ پیدا ہوتا تھا خصوصاً ایک طرف حضرت امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینے والون۔ اور امامت کے نئے نئے دعویدارون نے اور دوسری طرف خوارج نے سارے عراق کی یہ حالت کر رکھی تھی کہ گویا وہان کسی کی حکومت ہی نہ تھی۔ اس حالت کو حجاج نے اپنی ہوشیار تدبیرون اور سخت گیریون سے چند ہی روز مین مٹا کے نہایت اچھا انتظام قائم کر دیا تھا۔

جس کی سارے شام و دمشق میں خاصۃً حکمران خاندان یعنی بنی اُمیہ میں بہت تعریف ہو رہی تھی۔

اس خوش تدبیری کے انعام میں عبد الملک نے حجاج کو لکھا "آیندہ سے میں تمام مشرقی مقبوضات اسلام کو تمھارے ہی زیر انتظام دیے دیتا ہوں۔ خراسان۔ مکران سیستان۔ مازندران۔ فارس۔ سندھ اور دیگر ممالک مشرق اب تمھارے قبضۂ اختیار میں ہیں تمھیں ان ملکوں میں والی منتخب کر کے بھیجو۔ اور جہان کے والیوں کو چاہو معزول کر دو۔ غرض اس کے بعد سے ان سب ملکوں کے نظم و نسق کے تمھیں ذمہ دار اور جواب دہ ہو گیا"

حجاج نے پہلے تو اس قدر دانی کا بارگاہ خلافت میں شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد ان سب ملکوں میں اپنے معتمد علیہ لوگوں کو والی مقرر کر کے بھیجنے لگا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ۷۸ھ میں اُس نے والیٔ خراسان سے اُمیہ بن عبد اللہ کو معزول کر دیا۔ اور مہلب بن ابی صفرہ کو اس کی جگہ والی مقرر کر کے بھیجا۔ مہلب چند روز کے لیے پہلے بھی یہاں حکمران رہ چکا تھا اور فی الحال اُس نے خوارج کے استیصال میں بڑی ناموری حاصل کی تھی۔

مہلب کے آتے ہی ارسلان اُس کے پاس پہنچا۔ اور وہی درخواست جو اُمیہ سے کی تھی اُس کے سامنے بھی پیش کر دی۔ مہلب عقلمند اور عاقبت اندیش شخص تھا "پوچھا تم کو موسیٰ سے کیا دشمنی ہے؟ ارسلان کو یہ تو مناسب نہ معلوم ہوا کہ اندرونی ذاتی واقعات اور اپنی اُس کی رقابت کو بیان کرے۔ اور یہ بتائے کہ میری معشوقۂ دلہن کو وہ اُڑا لایا ہے۔ بات بنانے کے لیے کہا "ہم اُس کے اس لیے دشمن ہیں کہ وہ خلافت کا باغی ہے اور والیٔ خراسان سے سرکشی و تمرد کرتا ہے"

مہلب نے اگر ایسا ہے تو اس کی فکر ہم کو اور دربار خلافت کو ہونی چاہیے۔ تم کو اس کا خیال کیوں ہے؟ بظاہر موسیٰ خلافت کے خلاف نہیں ہے۔ خلافت کی قلمرو میں سے کسی شہر یا علاقہ کو اس نے دبا نہیں لیا ہے اور نہ کبھی قلمرو خلافت پر چڑھ کے آیا ہے۔ پھر ہمیں اُس سے بے ضرورت لڑائی چھیڑنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ اس سے بڑھ کے کیا ہو گا کہ ان دنوں اُمیہ نے بے سبب چھیڑا اور فوج بھیج کے ماوراء النہر علاقوں پر

قبضہ کیا تو سب نے بڑی لعنت کی مگر موسیٰ نے اس میں ذرا بھی دخل نہیں دیا۔"

ارسلان "آپ کے تشریف لانے سے پہلے امیر اُمیہ نے اپنے سپہ سالار خزاعی کو بھیجا تھا کہ ترمذ پر قبضہ کر لیں مگر موسیٰ نے مکاری و فریب سے اُس سپہ سالار کو مروا ڈالا۔"

مہلب "مروا نہ ڈالتا تو کیا کرتا؟ جب خلافت کی سرحد کے باہر بھی ایک پناہ کی جگہ میں اُسے خاموش بیٹھنے نہ دیا گیا تو وہ سوا اس کے اور کیا کر سکتا تھا؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اُمیہ نے اُس پر فوج کشی کیوں کی؟ اور اس سے بھی زیادہ گراں راز سربستہ یہ ہے کہ تم تورانیوں کو اس میں اس قدر انہماک کیوں ہے کہ اُسے ترمذ کے قلعے سے نکالا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماوراء النہر کے ایک شہر کو جو ہم سب سے بعید اور تمہارے شہروں کے درمیان میں واقع ہے تم ایک مسلمان کے قبضہ میں نہیں دیکھ سکتے۔ مگر چونکہ اُس کی بہادری کی وجہ سے تمہارا زور نہیں چلتا۔ چاہتے ہو کہ ہمارے ہاتھ سے اُس کو تباہ کراؤ۔ ایسے فریب میں اُمیہ آ گئے میں نہیں آ سکتا۔"

ارسلان "اُس نے ترمذ کے اطراف و جوانب میں لوٹ مار مچا رکھی ہے اور آس پاس کے تمام شہر آفت میں مبتلا رہتے ہیں۔"

مہلب "تو تمہارا کام ہے کہ اُن شہروں کو اُس کی دست برد سے بچاؤ۔ اور اپنے میں بچانے کی قوت نہیں پاتے تو اُس کی اطاعت قبول کر لو۔ پھر اس کے بعد وہ تمہارا دوست اور حامی بن جائیگا۔"

غرض مہلب نے ارسلان کو صاف صاف جواب دے دیا۔ اور کہا "میں موسیٰ کی مخالفت کے بجائے اُس کی مدد کروں گا۔ بلکہ جب کبھی سنوں گا کہ تمہارے تمام سرداروں اور حکمرانوں نے اتفاق کر کے اُس پر یورش کی ہے تو خراسان سے اُس کی مدد کی جائیگی۔" ارسلان اس کے پاس سے مایوس ہو کے گیا تو مہلب کے بیٹے یزید سے ملا۔ اور اُس سے دوستی بڑھانے لگا۔ یزید ایک عیش پرست اور عاشقانہ مزاج کا نوجوان تھا۔ اُس کا رنگ طبیعت دیکھ کے ارسلان نے ویسی ہی باتیں کرنا شروع کیں۔ عیاشی و عیش پرستی کی باتوں میں لگانے لگا۔ اور چند ہی روز میں دونوں میں اس قدر دوستی ہو گئی کہ یزید بن مہلب کو بغیر ارسلان کے کسی صحبت اور کسی بزم عیش میں لطف نہ آتا۔ اور دونوں ہر وقت اور ہر جگہ ایک دوسرے کے ساتھ دیکھے جاتے۔ یہ حالت مہلب نے دیکھی اپنے بیٹے کو بلا کے سمجھایا اور کہا "ارسلان نے تم سے بے وجہ اور بے غرض دوستی نہیں بڑھائی ہے۔ موسیٰ نے ترمذ پر قبضہ کر کے تمام ملوک

ترک و تاجک کو مغلوب کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور کوشش میں ہے کہ سارے توران و تاتار پر
قبضہ کر لے۔ ان لوگوں کا اس پر زور نہ چلا تو ہمارے پاس آئے ہیں کہ دھوکا اور فریب
دے کے ہمیں اُس سے لڑائیں جس حماقت میں مبتلا ہو کے اُمیہ بن عبد اللہ نے ذلت
اُٹھائی اور اپنا سارا وقار کھو دیا۔ اب یہ تم سے ملا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس کے
فقروں میں نہ آ جاؤ۔ خوب یاد رکھو کہ موسیٰ سے لڑنے کے عوض ہمیں اُس کی قدر کرنی
چاہئے۔ اور اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ اس کی قوت برقرار رہے۔ اس میں کئی مصلحتیں ہیں
اوّل تو یہ کہ موسیٰ کی وجہ سے تورانی اور تاتاری حکمرانوں کو اتنا اطمینان نہیں نصیب ہونے
پاتا کہ سب اتفاق کر کے ہماری طرف رخ کریں اور یہ اُسی کی برکت تھی کہ اُمیہ
ماوراء النہر کے بعض علاقوں پر قبضہ کر سکا۔ اگر موسیٰ نے ترمذ میں اپنی قوت نہ قائم کر لی
ہوتی تو یہ وہ پرفتن گروہ ہے کہ ہمیں خراسان میں بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیتا۔ دوسری بات
یہ ہے کہ موسیٰ اگرچہ بظاہر خلافت کا مطیع نہیں مگر پھر مسلمان ہے اور امیر المومنین کے حکم سے
باہر نہیں ہو سکتا۔ وہ چاہے کتنا ہی بڑھ جائے ہمارا ہم مذاق ہم وطن اور ہم مذہب رہیگا
اس لئے ہمیں چاہئے کہ اُس کو اطمینان سے اپنی قوت بڑھانے دیں بلکہ کمک کریں کہ وہ
تمام ملک توران و ترک کو مطیع و منقاد بنا لے۔ اور جب سارا ملک ایک اسلامی حکمران
کے ماتحت ہو جائیگا اُس وقت آسانی سے ہم اُس کو اپنے قبضہ میں لا سکینگے خلاصہ یہ کہ موسیٰ
ہمارے لئے نہایت بکار آمد ہے اور ہمارے ہی واسطے مشرق میں چین تک راستہ صاف کر رہا
ہے تیسری اہم بات یہ ہے کہ جب تک ترمذ کے قلعے میں موسیٰ ہے اُسی وقت تک تم مجھے بھی خراسان
کا والی و حکمران دیکھ رہے ہو اگر وہ مار ڈالا گیا یا اُس کی قوت ٹوٹ گئی تو پھر خراسان کی مسند
حکومت پر مجھ سا ازدی الاصل نہ ہوگا۔ بلکہ کوئی مضری آئیگا جو ہمارے سارے خاندان اور
کل قبائل ازد کو خاک میں ملا دیگا۔"

ان باتوں نے یزید کو ارسلان کی دوستی سے کسی قدر روک دیا گو کہ نوجوانی کی مروّت
اور عیاشانہ مذاق کے خیال سے بظاہر اُسی طرح ملتا تھا۔ ارسلان ایک ہوشیار شخص تھا۔
یزید کے چشم و ابرو سے اُس کے دلی جذبات کو سمجھ گیا اور اُس کے دل پر اپنی گرفت مضبوط
کرنے کی اور تدبیریں کرنے لگا۔ ایک دن یزید نوجوانی کے نشے میں خراسان اور ترکستان
کے حسن و جمال کا مقابلہ کر رہا تھا۔ ارسلان نے کہا "حسن تو ترکوں کا حصہ ہے۔

اگر آپ انسانی حسن کی بہار دیکھنا چاہتے ہیں تو بحر قزوین (کیسپین سی) کے مشرقی و مغربی ممالک میں جا کے دیکھیے۔ اُس کے مشرق میں ترک رہتے ہیں اور مغرب میں گرجستان والے۔ اور ان دونوں ملکوں سے زیادہ حسن و جمال خدا نے کسی سرزمین کی عورتوں کو نہیں دیا ہے۔"

نیز بیلہ: "کیا ترکستان کی عورتیں خراسان و فارس کی مہ لقاؤں سے زیادہ صاحب جمال ہیں؟"

ارسلان: "خراسان و فارس کو حسن سے کیا تعلق ہے؟ نہ ان ملکوں نے کبھی حسن کا دعویٰ کیا اور نہ شاعروں نے کبھی یہاں کے حسن کی تعریف کی ہے۔"

نیز بیلہ: "میں نے گرجستان اور کوہ قاف کے علاقوں کے حسن کی تعریف بیشک سنی تھی۔ مگر بحر قزوین کے مشرقی سواحل یعنی ترکستان و تاتار کے حسن کا حال آج تم سے سنا۔"

ارسلان: "حضور شعرائے عجم ترکوں ہی کے حسن و جمال کا نغمہ گایا کرتے ہیں۔ سارے ایرانی ہمیشہ سے ترکوں کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہیں۔ اور اسی کا ایک سبب یہ ہے کہ موسیٰ بن عبداللہ بن خازم گھر بار اور اہل وطن کو چھوڑ کے اور باپ تک سے بگڑ کے جو سارے خراسان کا حاکم تھا۔ ترکستان میں چلا گیا اور فقط پری جمال عورتوں کے شوق میں وہاں پڑا ہوا ہے۔"

نیز بیلہ: "میں تو اُسے بڑا بہادر سنتا ہوں مگر تمہارے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقط حسین عورتوں کے فراق میں رہا کرتا ہے۔ ایسے عیش طلب آدمی سے ایسی بہادری نہیں ظاہر ہو سکتی۔"

ارسلان: "دراصل وہ بہادر نہیں۔ ایک نوجوان عیش پرست اور حسین عورتوں کا غلام ہے۔ انھیں عورتوں کے شوق میں کچھ لڑ بھڑ بھی لیتا ہے۔ اور اُس کی ناموری کی اصلی وجہ یہ ہے کہ بہت سے بہادر سردار اور تجربہ کار سپہ سالار اُس کے پاس ترمذ میں جمع ہو گئے ہیں۔ وہی میدان جنگ گرم کرتے ہیں۔ اور وہی ترمذ اور اُس کے قرب و جوار کا انتظام کرتے ہیں۔ مگر ہے بڑا ہی خوش نصیب۔"

نیز بیلہ: "جب اُس میں نہ شجاعت ہے نہ لیاقت تو خوش نصیبی کیا ہے؟"

ارسلان: "خوش نصیبی یہ ہے کہ لیٹے لیٹے دلبر عورتوں کی آغوش میں بیٹھے ہی بیٹھے ہر طرح کی ناموری حاصل کر رہا ہے۔ اور اس سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ اُسے وہ ایسی پری جمال و مہوش نازنین و ناز آفرین مہ لقائیں مل گئی ہیں جو حسن و جمال میں عدیم المثال ہیں اور ساری دنیا میں چراغ لے کے ڈھونڈیے تو بھی ایسی گل اندام دلربائیں کہیں نہ ملیں گی۔"

ترمیلہ:- (بعد اشتیاق کے ساتھ) "وہ آفت کی پرکالہ پری جمالیں کون ہیں؟ اور کیونکر آپ کے ہاتھ لگیں؟"

ارسلان:- "ان میں سے ایک جو دونوں میں بڑھی ہوئی ہے شاہ کاشغر کی پری وش بیٹی شاہزادی لعبت چین نوشین ہے۔ اور دوسری سمرقند کی منتخب نسینہ بیلون خانم ہے۔ وہ چند روز تک میرے والد خوقان کی اجازت سے سمرقند میں مقیم رہا تھا۔ میں نے ان دونوں نازنینوں کو زبردستی پکڑ کے لے جانا چاہا اور اگرچہ اُسکے تعاقب میں بہت سی فوجیں بھیجی گئیں مگر ان سے بچ بچ کے ترمذ میں پہونچ گیا۔ وہاں پہلے ترمذ کے حاکم کو دوست بنا کے اُس کا مہمان رہا۔ اور جب شاہ ترمذ نے دعوت کے طور پر اُسے اپنے قلعے میں بلایا تو کھلنے پینے اور خوب عیش کرنے کے بعد دغابازی سے قلعہ پر قابض ہو گیا۔ اور کمزور شاہ ترمذ نے گھر بار اور قلعہ کو خیرباد کہہ کے راہ فرار اختیار کی۔"

ترمیلہ:- "افسوس یہ بات اور باتوں میں مجھے شاہزادی کاشغر لعبت چین نوشین کے شمع رخسار کا پروانہ بنادیا۔ شاہ ترمذ و قلعہ ترمذ سے مجھے مطلب نہیں مگر ان دونوں پری جمال معشوقاؤں کو ضرور جیتے گا موسیٰ سے چھین کے اپنے قبضے میں لاؤنگا۔ مگر افسوس والد کو خدا جانے موسیٰ کی کونسی بات پسند آگئی ہے کہ اُسکے خلاف کسی کارروائی کو پسند ہی نہیں کرتے۔ تم اگر یہ سب حالات اُن سے بیان کردگے تو کچھ نہ کچھ اثر ضرور پڑے گا۔"

ارسلان:- "بالکل اثر نہ ہوگا۔ مجھ سے وہ بدگمان ہو گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دینی اور قومی اختلاف کے باعث مجھے موسیٰ سے تعصب ہے۔ حالانکہ میں وہ شخص ہوں جس نے سارے ترکستان اور خطا و ماچین کے بادشاہوں کو خلافت اسلامیہ کا دوست اور مطیع و منقاد بنادیا ہے۔"

ترمیلہ:- "خیر تو میں ہی ان سے درخواست کرونگا کہ مجھے موسیٰ کے مقابلے اور ترمذ کے فتح کرنے کے لیے روانہ کریں۔ شاید منظور کرلیں۔"

ارسلان:- (بہت ہی خوش ہو کر) "یہ درخواست کیجئے اور جس طرح ممکن ہو اس کو منظور کرا لیجئے میں آپ کے ہمرکاب چلونگا اور وہاں پہونچ کے آپ میری کارگزاریاں دیکھیں گے۔ اول تو میں سارے ترکستان و مغولستان ترک و تاجیک اور توران و تبت کو آپ کی مدد اور کمک پر اٹھا کے لا کھڑا کردونگا۔ اور اس کے بعد ترکستان و توران کے

بہترین حسن و جمال اور منتخب و عدیم المثال پری جمالون کو آپ کے سامنے لا کے پیش کرونگا۔ چین کے حسن بلا کا فریبا اور ناز و انداز دیکھ کے آپ کو خدا کی قدرت نظر آئیگی۔ اور فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھنے لگین گے ؛؛

ہیتن یلہ نے وہ سب امیری حرم مین ہونگی۔ اور اُن کی ملکہ وسرتاج ناز آفرین لعبت چین نو شتین ہو گی ؛؛

ارسلان نے بے شک۔ اُسے موسیٰ سے چھین کے آپ کے مشکوے معلی مین پہونچانا تو میرا سب سے پہلا کام ہوگا ؛؛

اس کے بعد دونون نے باہم دوستی و یکجہتی کا عہد و پیمان کیا اور خفیہ خفیہ ترمذ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔

گیارھوان باب

ترکستان مین جنگ کی تحریک

اب مہلب کو خراسان کی حکومت کرتے چار سال گذر گئے۔ اور اُس کے بیٹے یزید اور ارسلان نے اُس سے موسیٰ پر فوج کشی کرنے کے لیے بار بار کہا اور عہد ہا تدبیرین کین۔ مگر مہلب نے کسی طرح منظور نہ کیا۔ اس اثنا مین موسیٰ اپنی قوت کو اور زیادہ بڑھاتا رہا۔ دریاے جیحون کے کنارے کنارے اُس پار اپنا علاقہ بہت بڑھا لیا۔ جابجا قلعے بنوائے۔ اُن کو سامان جنگ اور سپہگرون سے مضبوط کیا اور ان کار روائیون کو ظاخون او رسام شاہان بلاد ترک و توران خوف و دہشت سے کی نظر سے دیکھتے رہے۔

قلعۂ ترمذ مین ایک سرنگ پہلے سے موجود تھی جس کو اس نے بہت ہی زیادہ چوڑا اور اس قدر وسیع کر دیا کہ کئی گھوڑے برابر برابر گذر سکین۔ یہ سرنگ خاص اُس کے قصر کے اندر سے محل کے زمین کے نیچے ہی نیچے دس میل تک جا کے شمال و مشرقی جانب ایک گھنے جنگل کے درمیان ایک گھاٹی مین نکلی تھی۔ اس وادی مین وحشی درندے اور شکاری جانور کثرت سے تھے۔ لہذا اسی کو اُس نے اپنی اصلی شکارگاہ قرار دے دیا۔ معمول تھا کہ ہر ہفتے مین دو تین بار مع اپنا محبوبہ بیویون

شاہزادی نوشین اور فلق خانم کے وہ گھوڑوں پر سوار ہو کے اس سرنگ سے نکل کے اُس جنگل میں جاتا۔ کبھی شیروں اور ریچھوں کا شکار کرتا۔ کبھی ارنے بھینسوں اور بارہ سنگھوں کو اپنے اور اپنی ماہ وش پری جمالوں کے تیروں کا نشانہ بناتا۔ کبھی طیور کو مار مار کے گراتا۔ اور جی بھر کے شکار کر کے شام ہونے سے پہلے قلعہ میں واپس چلا آتا۔

اس سرنگ کے وسیع کرانے کا محرک ارسلان کا مذکورۂ سابق واقعہ ہوا۔ اور لعبت چین نوشین کو بچپن سے شکار کا شوق تھا۔ بغیر شکار کے اُس کا دل نہ بہلتا اور موسی کو یہ گوارا نہ تھا کہ اُسے زبردستی اس شوق سے روکے۔ مگر ارسلان کے واقعہ کے بعد اندیشہ لگا رہتا تھا کہ ایسا نہ ہو شکار میں پھر کبھی ایسا ہی واقعہ پیش آ جائے۔ اور دشمن ان ماہ وش خاتونوں کو موقع پا کے زبردستی پکڑ لے جائیں۔ اسی خیال سے اس نے یہ انسی پُر امن اور بے خطر شکارگاہ تجویز کر لی جہاں تک کسی کا گزر نہ ہو سکتا ہو۔ اور اس کے لیے ایسا مخفی راستہ نکالا کہ سوا اُس کے خود اُس کے ملازموں میں سے بھی کسی کو خبر نہ ہوتی اور وہ ہمیں نازآفرینوں کے ساتھ جا کے شکار کھیل آتا۔

اس راستہ کی سوا دو ایک معتبر غلاموں کے اور کسی کو خبر نہ تھی۔ اور نہ کسی کو یہ معلوم ہونے پاتا کہ کب وہ شکار کو جاتا ہے اور کب واپس آتا ہے۔

ایک دن اکیلی مہ جبین نوشین کے ساتھ اسی زیرِ زمین راستہ سے شکار کر کے واپس آیا تھا کہ حرم کی کنیز جلاجل جو گھونگھٹ والے پیچھے چھم چھم کرتی ہوئی آئی اور ہاتھ جوڑ کے عرض کیا "یا امیر! قلعہ دار (قلعۂ ترمذ کے پھاٹک کے دربانوں کا داروغہ) حاضر ہوا ہے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔"

موسی نے "اُسے حاضری کی اجازت ہے" یہ کہتے وقت ہاتھ بڑھا کے نوشین کے منہ پر نقاب ڈال دی جو اُس کے برابر بیٹھی تھی اور اُسی لباس میں تھی جسے پہن کے شکار کو گئی تھی۔

قلعہ دار نے حاضر ہو کے بعد سلام عرض کیا "آپ جانتے ہیں سردار گذشتہ لڑائی میں حضور کے اقبال سے قتل ہوا تھا اُس کے دو عزیز حریث اور ثابت ہیں۔ دونوں بھائی بھائی ہیں اپنے کئی ہزار ہمراہیوں کے ساتھ قلعے کے پھاٹک پر آئے ہیں۔ اور پناہ لینے کے اُمیدوار ہیں۔"

موسیٰ ۔ (آپ ہی آپ) "یہ کیون آئے ہین؟ ان کا آنا کسی علت سے خالی نہین ہو سکتا۔ یہ تو خراسان مین تھے۔ امیہ کے بڑے راز دار افسر تھے۔ اور سنتا ہون مہلب کے بھی بڑے دوست ہین خیر (قلعہ دار سے) ان دونون کو تنہا اندر آنے کی اجازت دو۔ اور میرے پاس لا کے حاضر کرو۔" یہ حکم پاکر قلعہ دار چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد موسیٰ نے اُٹھ کے نوشین کو اس کے کمرے مین پہونچایا۔ اور خود شکاری جوڑا بدل کے اپنے عام دیوان خانے مین آ بیٹھا۔ اور غور کرنے لگا کہ ان دو نامور سرداران عرب سے کیو نکر ملون اور کیا باتین کرون۔ تھوڑی دیر مین وہ دونون سردار آ گئے۔ جن سے صاحب سلامت کے بعد مصافحہ ہوا۔ اور انھین سامنے قالین پہ بٹھا کے صدر مین خود بیٹھ گیا۔ اُن کی خیریت پوچھی اور اِدھر اُدھر کی دو چار باتون کے بعد اُن کے آنے کا سبب دریافت کیا۔

حریث ۔ "حضور۔ ہم دونون بھائیون نے مہلب کی رفاقت چھوڑ دی اور حاضر ہوے ہین کہ باقی ماندہ زندگی آپ کی رفاقت و خیر خواہی مین صرف کر دین۔"

موسیٰ ۔ (دل مین) "یہ وہی لوگ ہین جن کے عزیز کو مین نے فریب سے قتل کرایا۔ غالباً یہ اُس کا انتقام لینے کو آئے ہین۔" (الفاظ سے) "مین تمھاری محبت کا شکر گزار ہون اور مین نے یہ مختصر سا مکان کی جگہ بنا لی اس لیے رکھی ہے کہ خلافت کے ستائے اور بنی امیہ کے ہاتھ کے مظلوم یہان آ کے اطمینان سے بیٹھین۔ اور آزادی کی زندگی بسر کرین۔ شوق سے آپ آئے اور آپ کے ہم اہیون کے لیے حاضر ہو اور جس قدر آپ کا اعتبار بڑھتا جائیگا اُسی قدر قلعہ مین آپ کی آمد و رفت بھی زیادہ ہوتی جائیگی۔"

حریث ۔ (موسیٰ کا ہاتھ چوم کے) "اس سے زیادہ عنایت کی ہم توقع بھی نہین کر سکتے۔ واقعی آپ کو ہمارا اعتبار نہ ہونا چاہیے۔ ہم آپ کے مقتول ثابت سپہ سالار کے عزیز و ہم قبیلہ ہین۔ امیہ کے ہمدم و ہمراز تھے اور مہلب کے مزاج مین بھی ہم نے بڑا رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ ممکن نہین کہ ان باتون کو حضور سن نہ چکے ہون۔"

موسیٰ ۔ "سب سن چکا ہون اور خوب واقف ہون۔ مگر تمھارے چہرون سے خلوص برستا ہے اور تمھاری صورتون سے محبت کی ایک خوشگوار چمک نمایان ہے مگر باوجود اس کے احتیاط شعار ہون مین نے اپنا طرز عمل یہ رکھا ہے کہ دوست دشمن سب کو اپنے یہان پناہ دیتا ہون۔ تاکہ اس کفرستان اور ترکستان کی سرزمین مین مسلمانون کی آبادی بڑھے۔"

مغیث "یہ حضور کی اعلیٰ ترین شجاعت کی دلیل ہے کہ دشمنوں کی پروا ایکبی نہین کرتے"۔

موسیٰ "یہ تو نہ کہنا چاہیئے کہ مین دشمنون کی پروا نہین کرتا۔ مگر ہان اپنے آپ کو حق پر جانتا ہون۔ اور خدا نے دل مین یہ اطمینان پیدا کر دیا ہے کہ انجام مین حق ہی غالب آیا کرتا ہے۔ جن لوگون پر مجھے بھروسا نہین ہوتا اُن سے فقط اتنی احتیاط کرتا ہون کہ اُن کو کوئی ایسا موقع نہین دیتا کہ مجھے کسی قسم کا ضرر پہونچا سکین"۔

حریف "یہی چاہیئے۔ مگر مین اپنی حالت بیان کرونگا تو شاید حضور کو ہمارا تھوڑا بہت اعتبار ہو جائیگا"۔

موسیٰ۔ (ٹالنے کے طور پر) "خیر اب آپ لوگ یہان آئے ہین تو سب حالات سُن لونگا"۔

حریف "مگر نہین۔ ان کو حضور اسی وقت سُن لین۔ اس لیے کہ حضور کے مصالح کے لحاظ سے بھی تہین اُنکا تذکرہ کر دینے کی ضرورت ہے"۔

موسیٰ "تو ضرور بیان کیجیے۔ مین توجہ سے سن رہا ہون"۔

حریف "گذشتہ حملے اور بعد کے تمام فسادون کا بانی طرخون شاہ سمرقند کا بیٹا ارسلان ہے جس نے سابق والی خراسان اُمیہ بن عبد اللہ بن خالد کو اُبھار کے آپ کے شہر پر فوج کشی کرائی تھی۔ اُس شکست کے بعد وہ پھر اُمیہ کے پاس پہونچا کہ اُسے دوبارہ حملہ کرنے پر آمادہ کرے۔ مگر انھین دنون اُس کے پاس عبد الملک بن مروان کے پاس سے سخت عتاب نامہ آیا تھا کہ تم نے بغیر اجازت کے ترمذ پر حملہ کر کے بیہودہ عساکر خلافت کو تباہ کرا دیا۔ اور پھر اس شکست و تباہی کو چھپایا۔ امیر المومنین کی برہمی کی طیش مین وہ ارسلان سے بہت ناراض ہوا۔ اور اُسے الزام دیا کہ تم ترکون ہی کی بزدلی سے شکست ہوئی۔ اور صاف جواب دے دیا کہ اب تم لوگون پر کبھی اعتبار نہ کیا جائیگا۔ ارسلان اُس کی طرف سے مایوس ہوا تو تمام شہرون مین پھرا کے اور سازش کر کے سینکڑون عرضداشتین دمشق مین بھجوا دین کہ اُمیہ بن عبد اللہ سے یہان کا انتظام نہین ہو سکتا۔ وہ ظالم ہے اور نالائق۔ اگر ولایت خراسان سے ہٹایا نہ گیا تو یہان کے ہر شہر مین جھگڑے اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور عام بغاوت ہو جائے گی۔ ان عرضداشتون کا یہ اثر ہوا کہ عبد الملک نے خراسان اور تمام مشرقی ممالک اسلام کا عام والی حجاج بن یوسف ثقفی والی عراق کو مقرر کر دیا۔ اور حکم دیا کہ تم ہی ان ملکون کا انتظام کرو۔ حجاج نے فوراً اُمیہ کو معزول کر کے مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان کی حکومت پر بھیجدیا"۔

موسیٰ :۔ "امیر کی معزولی اور مہلب کے آنے کا حال تو مین سن چکا ہون۔ مگر یہ آپ سے معلوم ہوا کہ یہ جعلسازی ارسلان کی سازشون کا نتیجہ تھا۔ خیر آگے بیان کیجیے"!

حریشؔ :۔ "اب ارسلان مہلب کے پاس پہونچا۔ اور اُس سے بھی درخواست کی کہ آپ ہم پر فوج کشی کریں۔ اور کہا سارے شاہان ترک کو مین نے کمک کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ مہلب نے قطعاً انکار کر دیا اور آپ کی بہت طرفداری کی۔ اُس نے کہا تم ترک لوگ صرف اس وجہ سے موسیٰ کے خلاف ہو کہ وہ جیحون کے اُس پار اسلامی سطوت قائم کرنا چاہتے ہین۔ اور تمھارا زور نہین چلتا تو ہم کو فریب دے کے تم اب اُن سے لڑانا چاہتے ہو مگر یہ نہ ہوگا۔ ہم اور موسیٰ غیر نہین ہین وہ ہمارا ہی کام کرتے اور ہمارے لیے راستہ صاف کر رہے ہین۔ اُن کے اس جواب سے ارسلان مایوس ہوا تو اس نے چپکے چپکے مہلب کے بیٹے یزید سے دوستی پیدا کی۔ چند روز مین اُس کا ہمدم و ہمراز ہو گیا۔ اور اُسے عیاش و عاشق مزاج دیکھ کے یہ سوجھایا کہ حسن و جمال کا خزانہ ترکستان ہے۔ وہان سے زیادہ صاحب جمال عورتین کہین نہین ہوتین۔ اور موسیٰ فقط اسی شوق مین گھر بار چھوڑ کے وہان پڑے ہوئے ہین۔ اور اس بارے خاص مین ساری دنیا سے زیادہ خوش نصیب ہین۔ اس لیے کہ کاشغر کی شاہزادی جو بلحاظ حسن کے ساری دنیا مین بے نظیر ہونے کے باعث لعبت چین کہلاتی ہے اور سمرقند کی ایک آفت روزگار حسینہ جس کی خوبروئی کا سارے ترکستان مین شہرہ ہے دونون ان کے قبضہ مین آ گئی ہین"۔

موسیٰ :۔ "اور یہ نہین بتایا کہ شاہزادی کاشغر سے اُس کو کیا تعلق ہے؟"

حریشؔ :۔ "اس بارے مین تو کچھ نہین کہا۔ مگر ان دونون عورتون کی خوبصورتی کو اس قدر مبالغے کے ساتھ بیان کیا کہ یزید بن مہلب بالی تعریف سُن کے عاشق ہو گیا اور دونون کے شوق مین بیقرار ہے۔ یہ شوق دلا کے اور اس مین عشق کی بیتابیان پیدا کر کے ارسلان نے اُس کے ذریعے سے کوشش کی کہ پھر آپ پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ یزید نے باپ سے بارہا اصرار کیا۔ مگر مہلب نے کسی طرح سماعت نہ کی۔ جب اس مین ناکامی ہوئی تو اسی ارسلان کے کہنے سے یزید نے ہم دونون بھائیون سے کہا کہ تم ترکستان کے شہرون مین بارہا جا چکے ہو اور شاہان توران پر بڑا اثر رکھتے ہو۔ ایک بار پھر سفر کرو۔ اور تورانیون کو موسیٰ سے لڑا کے اور خود ترمذ والون سے سازش کر کے اُن

دونوں بھائیوں کو مار ڈالو۔ ہم نے اس میں عذر کیا۔ مگر یزید نے اور زیادہ اصرار کیا۔ ترقی و انعام کا لالچ دیا۔ اور جب اس پر بھی ہم نے نہ قبول کیا تو قتل کی دھمکیاں دینا۔ یہ باتیں سن کر ہمیں بھی ضد ہو گئی اور صاف کہہ دیا کہ یہ کام ہم ہرگز نہ کریں گے۔ اور اسے سمجھایا کہ آپ کوئی کام اپنے والد کی مرضی کے خلاف نہ کریں۔ وہ بڑے زمانہ شناس اور عاقبت اندیش و مصلحت بین حاکم ہیں۔ مگر یزید کے دل میں تو عشق کے انگارے دہک رہے تھے اس پر کیا اثر ہوتا تھا۔ ظاہر میں تو خاموش ہو رہا۔ مگر دل میں ہماری ایذا رسانی کے درپے ہو گیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے پندرہ بیس روز بعد اس نے جا کے اپنے باپ سے کہا کہ میں امیہ کا دوست ہوں اور ان کے خلاف سازش کر رہا ہوں۔ دو تین ایک بدمعاش خراسانیوں سے اس کی تصدیق بھی کرا دی۔ انجام یہ ہوا کہ انہوں نے بے سوچے سمجھے مجھے بلا کے کوڑوں سے پٹوایا۔ اور کہا اب کی تمھاری شکایت سنی گئی تو تم کو قتل کرا ڈالوں گا۔ اس بے گناہ مار سے جانے کا مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ چنانچہ ہم دونوں بھائیوں نے باہم مشورہ کر کے قطعی ارادہ کر لیا کہ آپ کو اعتبار آئے یا نہ آئے مگر ہم آئندہ آپ ہی کی غلامی میں رہیں گے۔ چنانچہ چپکے چپکے سفر کا سامان کیا۔ اور اس وقت جبکہ یزید اور مہلب دونوں مرو کی طرف گئے ہوئے تھے۔ اپنے معتبر رفقا کو ساتھ لے کے یہاں چلے آئے ہیں۔

موسیٰ "میں تمھاری اس مہربانی کا بہت ہی شکر گزار ہوں۔ اور جو کچھ تم نے بیان کیا اس کے سچ ہونے میں مجھے بالکل شک نہیں۔ اس لیے کہ انسان کی فطرت سے میں خوب واقف ہوں۔ وہ میری عداوت کے جوش میں مکاری کے ساتھ بے حیا اور بے غیرت بھی ہو گیا ہے۔ یہ کاشغر کی شاہزادی لعبت چین جس پر اس نے یزید کو عاشق بنایا ہے خاص اس کی وطن ہے جو بالکل جائز طریقے سے مجھے مل گئی۔ تم کو اس کا مفصل حال میرے ہمراہیوں سے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ اس کے فراق میں وہ میرا دشمن ہو گیا۔ [illegible] کا خدا بھلا کرے کہ خود ہی اوروں کو اس کا عاشق بنا رہا ہے"

معتصا "ہم لوگوں کو اس کی خبر نہ تھی ورنہ یزید کو بتا دیتے کہ جس نازنین کا عاشق وہ آپ کو بنا رہا ہے اس پر خود بھی فریفتہ ہے"

موسیٰ "خیر اب ان عشق کی داستانوں کو جب آپ بیان ہی کریں گے تو میرا [illegible]

کی زبان سے سن لیں گے اور وہ دونوں نازنینیں جن کے حسن کی تعریف ارسلان نے کی ان کی اصلی کیفیت آپ کو یہاں چند ہی روز کے قیام میں معلوم ہو جائے گی۔"

یہ کہہ کے موسیٰ نے اپنے دو سرداروں کو بلا کے ان دونوں بھائیوں کے ساتھ کر دیا۔ اور حکم دیا کہ شہر ترمذ میں ان کے اور ان کے ہمراہیوں کے رہنے کا بندوبست کریں سب کو رہنے کے لیے مکان دلوا دیں۔ اگر خالی مکان نہ ہوں تو نئے بنوائے جائیں اور جب تک وہ تعمیر ہوں اُن کے لیے خیمے کھڑے کر دیے جائیں۔ یہ حکم دینے کے بعد انھیں رخصت کر کے زنانے میں گیا۔ اور وہ دونوں قلعے کے باہر جا کے شہر ترمذ میں فروکش ہو گئے۔

اب ان لوگوں کو یہاں رہتے دو مہینے کا زمانہ ہو گیا۔ اس مدت میں موسیٰ کبھی کبھی اُن کو قلعہ میں بلوا کے اُن کی صحبت اور باتوں سے لطف اٹھاتا۔ کبھی دو چار کوس باہر جاتا تو انھیں اپنے ساتھ لے لیتا۔ اور بجائے اس کے کہ ان کی سچائی اور وفاداری کا امتحان کرے کوشش کرتا کہ اُن کے دل میں اپنی جگہ پیدا کرے۔ چنانچہ ان کے ہر مشورے پر عمل کرتا۔ اُن کی ہر بات کو توجہ سے سنتا۔ ہر معاملہ میں اُن کی استمالت و دلجوئی کرتا۔ اور انھیں یقین دلاتا کہ وہ ترمذ میں ہر طرح مطمئن اور بے خوف ہیں۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰ کے عزیز اور پرانے رفیق ان دونوں بھائیوں پر حسد کرنے لگے۔ اور اس امر کو ناگواری سے دیکھ رہے تھے کہ ان لوگوں کے ساتھ موسیٰ کی رعایتیں بڑھتی جاتی ہیں۔

ایک دن موسیٰ قلعہ میں خاموش بیٹھا تھا کہ معلوم ہوا کہ ثابت آیا ہے اور باریابی کا اُمیدوار ہے۔ فوراً بلوا لیا۔ اور اپنے برابر عزت و تعظیم سے بٹھا کے پوچھا "خیریت تو ہے؟ آپ اس وقت ذرا افسردہ خاطر اور برہم معلوم ہوتے ہیں۔"

ثابت: "حضور کا خیال صحیح ہے۔ بے شک مجھے اس وقت درد کے طیش آ رہا ہے۔ خیال یہ تھا کہ مہلب نے ہمارے ساتھ جو ناانصافی اور بدسلوکی کی تھی اس کو ہم آپ کی محبت و عنایت سے سرخرو ہو کے بھول جائیں گے۔ مگر نہیں معلوم ہوتا ہے مہلب کو نہیں گوارا ہے کہ ہم یہاں خاموش بیٹھیں۔"

موسیٰ: "یہاں آپ کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں ڈال سکتا۔"

مقنیشا "بیشک۔ یہان وہ ہمارا کچھ نہین بگاڑ سکتے۔ مگر آخر خراسان مین بھی تو ہمارے اعزا واقارب ہین۔ آج ایک شخص نیشاپور سے آیا ہے۔ اُس سے معلوم ہوا کہ ہمارے آنے کے بعد یزید بن مہلب نے مرو سے واپس آتے ہی ہمارے مکان اور ہماری جائداد ضبط کر لی۔ ہمارے اہل وعیال کو جنھین ہم وہان چھوڑ آئے ہین پکڑ کے قید خانے مین بند کر دیا۔ اور ہمارے اخیافی بھائی حرشا بن منقذ کو جو ہمارے گھر بار اور متعلقین کے نگران وخبر گیران تھے قتل کرا ڈالا۔ یہ باتین سن کے ہم بھلا خاموش بیٹھ سکتے ہین؟"

موسیٰ "بیشک۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ مگر آپ نے بھی غلطی کی کہ اہل وعیال اعزا واقارب اور مال واسباب کو وہان چھوڑ آئے۔ چلے تھے تو سب کو ساتھ لیتے آتے۔"

مقنیشا "ایسا تو یہ غلطی ہو گئی۔ مگر اپنے اہل وعیال کی گرفتاری اور بھائی کے مارے جانے کے بعد کیا ہم خاموش بیٹھے رہین گے؟"

موسیٰ "خاموش نہ بیٹھیے گا تو کیا کیجیے گا؟ صبر کے سوا چارہ نہین۔"

مقنیشا "جی نہین۔ ہم انتقام لین گے۔ ہم لوگ بھی کوئی معمولی آدمی نہین ہین۔ سارے ترکستان پہ میرا اثر ہے۔ اور تمام شاہان توران میری مٹھی مین ہین۔ مین اُن کو ابھار کے اپنے ساتھ لون گا۔ اور اُن کے لشکر عظیم کے ساتھ حملہ کر کے یزید کو اس کی اس شقاوت کا مزہ چکھاؤن گا۔"

موسیٰ "مگر اُن کی طرفداری مین جب ارسلان کوشش کریگا تو میرے خیال مین ترکستان کا کوئی بادشاہ آپ کا ساتھ نہ دے گا۔"

مقنیشا "ارسلان کیا چیز ہے؟ وہ اگر میرے راستہ مین مزاحم ہوگا تو خود اُس کی خیریت نہین ہے۔ مین نے توران مین معمولی اثر نہین پیدا کر رکھا ہے۔ مجھے دعوٰی ہے کہ خود ارسلان کا باپ طرخون میرے ساتھ ہوگا۔"

موسیٰ "آپ کو ان لوگون سے ایسی اُمید ہے تو چاہیے کوشش کیجیے۔ مین بھی آپ کی مدد کے لیے بدل وجان موجود ہون۔ مگر افسوس اکیلا والی خراسان اور عساکر خلافت کا مقابلہ نہین کر سکتا۔"

مقنیشا "آپ مجھے جانے تو دین۔ دیکھیے کس قدر جلدی آپ کو سارے ترکستان اور خراسان کا بادشاہ بنائے دیتا ہون۔"

موسیٰ: شمشیر تو تسلیم فرمائیے۔ آپ کے بھائی بھی آپ کے ساتھ جائیں گے؟

قتیبہ: جی نہیں۔ میں اکیلا جاؤں گا۔ حضرت حضور کی خدمت کروانے کے لیے حاضر رہیں گے۔ ہاں میرے دو سو ہمراہیوں میں سے اکثر میرے ساتھ جائیں گے۔

بہرحال اجازت حاصل کر کے قتیبہ موسیٰ سے رخصت ہو کے باہر آیا۔ اور اسی وقت بھائی سے بھی رخصت ہو کے دو سو ہمراہیوں کے ساتھ شمال کی طرف روانہ ہو گیا۔

بارھواں باب

موسیٰ کی اقبال مندی

قتیبہ نے تقریباً آٹھ مہینے تک ترکستان چین اور دیگر مغربی ممالک کا سفر کیا۔ ہر مقام کے حکمرانوں اور سرداروں سے ملا۔ ان سے بڑی ملاقاتیں کی اس لیے کہ علم میں زیادہ اور اپنی حکومت کے عہد میں کئی بار سفیر کے ان ملکوں میں جا چکا تھا۔ یہاں کی زبانوں میں خوب فصاحت اور روانی سے گفتگو کرتا تھا۔ اور ایسا لسان و خوش بیان تھا کہ جس سے ملتا اور دو گھڑی باتیں کرتا اُسے اپنا گرویدہ بنا لیتا۔ اس نے ان سب سلاطین ترک کو ایسے نشیب و فراز سمجھائے۔ اور ہر ملک کی طرف سے ایسے ایسے اندیشے دلائے کہ سب حملہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اسیر نے ماوراء النہر جو سب سے بڑی مملکت تھی اُس کو پیش کر کے باور کرایا کہ عنقریب خلافت کے حکم سے مہلب آپ سب تورانی فرمانرواؤں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور آپ کے لیے بہترین پالیسی یہ ہے کہ ایک ساتھ حملہ کر کے ان ریاستوں کو جو امیر خراسان سے چھین لیجئے جو جیحون کے اس پار ہیں اور وہ چار برس کے انتظار میں قبضہ میں ہو گئی ہیں۔ ان کی حفاظت کا بہترین انتظام یہ ہے کہ ماوراء النہر کا علاقہ والی خراسان سے چھین کے موسیٰ کو دے دیجئے جو آپ کے درمیان میں حائل ہو کے ہمیشہ خلافت کے حملوں کو روکے گا۔ اور آپ اپنے گھروں میں اطمینان سے بیٹھے رہیں گے۔ سب نے اس تجویز کو ضروری تسلیم کیا۔ طے پا گیا کہ اسی موسم بہار میں تمام شاہان ترک و تاجیک اور فرمانروایان توران کے لشکر بخارا میں جمع ہوں اور وہاں سے کوچ کر کے یکبارگی خراسان کی سرحدوں میں داخل ہو جائیں۔ اور جیحون کے اس پار کے علاقے مہلب سے چھین کے موسیٰ کو دے دیں گے

غرض آٹھ مہینے ختم ہونے سے پہلے ترکون کا ایک لاکھ لشکر بخارا مین جمع ہو گیا جس مین بلاد ترکستان و ختا کے تمام سلاطین بذات خود موجود تھے۔ اس لشکر عظیم کے جمع ہو جانے کے بعد مغیث نے اس کو ہمراہ لے کے بخارا سے کوچ کیا۔ اور ایک ہفتہ میں شہر ترمذ مین پہونچ گیا۔ یہان اس انسانی سیلاب کو باہر روک کے وہ موسیٰ کے پاس آیا۔ اور اسی سابق کے عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا "مین نے اپنا کام پورا کر دیا۔ سارے ترکستان کو ابھار کے مہلب پر چڑھا لایا ہون۔ اور جس وقت یہ عظیم الشان لشکر خراسان کی قلمرو مین داخل ہوگا اُسے اپنی جان بچانا دشوار ہو جائے گا۔ اسی قدر نہین مین نے عہد کر لیا ہے کہ ارسلان اور یزید بن مہلب کو گرفتار کر کے آپ کے سامنے لا کھڑا کر دونگا۔ لیکن اب آپ کو بھی تیار ہو جانا چاہیئے۔ آپ نے ہم دونون بھائیون پر احسان کیا۔ اور اپنے قلعے مین ہمین امان دی اور اس کا معاوضہ یہی ہے کہ ہم آپ کو سارے ترکستان و خراسان کا مستقل بادشاہ بنا دین۔ اور مہلب اور عبد الملک کے طرفدارون کو یہان سے مار کے بھگا دین۔ یہ یقین ہے کہ مہلب اس زبردست لشکر کی تاب نہ لا سکے گا اُسے ایک شکست ہوگی اور آپ سارے خراسان کے فرمان روا ہو گئے۔"

موسیٰ "آپ کی ان بانیون کا شکریہ ادا کرنا میرے امکان سے باہر ہے۔ خیر ابھی آپ تھکے ہوئے آئے ہین۔ آج اپنے گھر مین جا کے آرام کیجیے جب تک مین بھی رات کو اس معاملے مین غور کر لون۔ اور کل صبح کو اس کا فیصلہ ہو جائیگا کہ ہمین کیا کرنا چاہیئے۔"

مغیث "بہتر مین کل صبح کو حاضر ہونگا۔ مگر اسی وقت تصفیہ ہو جائے۔ اس لیے کہ لاکھون سپاہیون کا انبوہ کثیر دو چار روز بھی کسی جگہ بیکار نہین ٹھہر سکتا ہے۔"

موسیٰ "یہ مین جانتا ہون۔ اور کل ضرور فیصلہ ہو جائے گا۔"

اس کے بعد مغیث ترمذ مین اپنے گھر مین گیا۔ اپنی حرمون اور بھائی سے ملا۔ رات بھر وفور مسرت سے شادمانی و مرانی کے خواب دیکھتا رہا۔ اور صبح ہوتے ہی دونون بھائی موسیٰ کے پاس حاضر ہو گئے۔ موسیٰ نے رات کو اپنے بھائیون اور سردارون سے مشورہ کر کے ایک رائے قرار دے لی تھی۔ اور صبح کو پہلے ہی مغیث کی صورت دیکھی کہا "مجھے آپ سے تھوڑا اختلاف ہے۔ وہ یہ کہ جیحون پار ہو کے ہم نے خراسان کے علاقے مین قدم رکھا تو دشواریون اور خطرناک معرکہ آرائیون کا

ایک سلسلہ چھڑ جائیگا جس کا سنبھالنا ہمارے لیے نہایت دشوار ہوگا۔ ہم نے مہلب کو قتل بھی کر ڈالا تو اُس کے ملک پر ہمارا قبضہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ عبد الملک کسی اور شخص کو والی خراسان بنا کے بھیج دے گا۔ اور سب لوگ اُس کی اطاعت قبول کر لیں گے۔ یہ ترکی سلاطین جوش و خروش کے ساتھ آپ کے ہمراہ چلے تو آئے ہیں لیکن اگر لڑائی نے طول کھینچا تو پریشان ہو کے منتشر ہونے لگیں گے۔ لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ابھی ہم دریائے جیحون کے اُس پار نہ اُتریں بلکہ اسی طرف جن شہروں اور علاقوں پر والی خراسان نے قبضہ کر لیا ہے اُن کو اُس سے چھین کے اپنے قبضہ میں کر لیں۔ اس طریقے سے بھی آپ کو ایک بڑی بھاری مہلت مل جائے گی۔ اور امیر خراسان کو آپ کا دباؤ ماننا پڑے گا۔"

غور کرنے کے بعد دونوں پُرجوش بھائیوں حریث اور ثابت نے بھی اس رائے کو قبول کیا جس کے بعد موسیٰ بھی اپنے لشکر کو جمع اور تیار کر کے اُن کے ساتھ ہوا۔ اور ان سب نے ترکی فوج کے ساتھ دریائے جیحون کے کنارے کوچ کرنا شروع کر دیا۔ جدھر دو برس ہوئے مسلمانان خراسان نے جیحون سے اُتر کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔

یہ بہت بڑا زبردست لشکر تھا۔ طرخون بھی باوجود مخالفت کے موسیٰ کے زیر علم تھا جس امر کو اُس نے اپنے بیٹے کی مرضی کے خلاف محض منیشا کے کہنے سے گوارا کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ بخارا کا بادشاہ نیزک۔ سمرقند کا فرمانروا اسبل اور بہت سے شاہان توران اپنے لشکروں کے ساتھ موجود تھے۔ ماسوا ان لوگوں کے ہرات سے عبد الرحمن بن عباس۔ اطراف کابل سے ابن اشعث بھی اپنی فوجوں کے ساتھ آ کے اس گروہ میں شامل ہو گئے تھے۔ سب ملا کے ایک لاکھ سے زیادہ بہادران ترک و عرب کی جمعیت تھی جو شہروں اور گاؤں میں لوٹنے مارتے اور آبادیوں کو تاخت و تاراج کرتے چلے جاتے تھے۔ جدھر کا رخ کرتے اُن کے پہونچنے سے پہلے وہاں ہلچل پڑ جاتی۔ لوگ گھر بار چھوڑ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوتے۔ اور پہاڑوں اور جنگلوں میں گھس کے پناہ لیتے۔ مزاحمت اور مقابلے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی۔ اور جس شہر پر جا پڑتے حملے کے ساتھ ہی اُس کو فتح کر لیتے۔ الغرض والی خراسان مہلب سے مطلق روک تھام نہ ہو سکی اور موسیٰ نے چھ مہینے کے اندر ہی وہ سارا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا جسے اعساکر خراسان نے ترکوں سے چھین کے دریائے جیحون کے پار اپنا قدم جما لیا تھا۔

حملہ کرتے ہیں"

سلیمان - (دوسرا بھائی) "اگر اس طرح اُن کو اتنا بڑا ملک نہ ملتا جواب ملے گا"

قاسم - (تیسرا بھائی) "آپ کو چاہے یقین نہ آئے مجھے تو خاص اُن کے معتبر دوستوں سے معلوم ہوا کہ وہ آپ کی جان لینے کی فکر میں ہیں"

قدامہ - (چوتھا بھائی) "اور مجھے اپنے خراسان کے دوستوں سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں یزید بن مہلب اور ارسلان سے خفیہ خط و کتابت رکھتے ہیں۔ اور اُن سے کچھ عہد و پیمان کر چکے ہیں"

موسیٰ - "آپ لوگوں کو خدا جانے کیسے یہ لغو خبریں مل جایا کرتی ہیں۔ مجھے بالکل ان باتوں کا یقین نہیں۔ یہ دونوں بھائی میرے سچے خیر خواہ ہیں۔ اور بدخواہ ہرگز نہیں ہو سکتے"

موسیٰ کا قطعی جواب سن کے یہ لوگ اُس وقت خاموش ہو رہے۔ مگر بار بار اسی خیال کا اعادہ کرتے۔ اور روز ایک نیا قصہ سنا کے اُسے حریث اور ثابت کی جانب سے بدظن کرتے رہتے۔

ادھر موسیٰ کی ان کامیابیوں کا حال سن کے ارسلان کو تاب نہ رہی جو اس وقت تک خراسان ہی میں یزید بن مہلب کی مصاحبت کر رہا تھا۔ موسیٰ کی اس دست برد کی خبر آتے ہی اس نے یزید کے ذریعے سے پھر اُس کے باپ کو ترمذ پر فوج کشی کرنے کے لیے اُبھارا۔ مگر مہلب نے اب بھی منظور نہ کیا۔ اور کہا "والیِ خراسان کو ماوراء النہر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ موسیٰ نے دریائے جیحون کے اُس پار کے شہروں پر قبضہ کر لیا ہو تو کیا ہے، جب تک وہ جیحون کے اِس پار نہ آئے گا میں اُس کے مقابلے میں ہرگز اشتہارِ جنگ نہ دوں گا"

ارسلان کو اب بھی ناکامی ہوئی تو چند روز کے لیے یزید سے اجازت لے کے ترکستان گیا۔ پہلے باپ سے ملا۔ "آپ نے ایک سرکش شخص حریث و ثابت کے قبضے میں آ کے موسیٰ کی مدد کی۔ اور اُس کی قوت اس قدر بڑھا دی کہ اب ترکستان کے لیے جس قدر وہ خطرناک ہے خود دمشق کی خلافت اور خراسان کی ولایت بھی نہیں۔ ہو سکے تو اب اس غلطی کا کفارہ یہ ہے کہ پھر میرے ساتھ چل کے اور موسیٰ کو اس کی دست درازیوں کی سزا دیں"

طرخون "مین منیف کے کہتے اور اُس کے ساتھ تمام شاہان توران کا اصرار ہونے سے مجبور ہو گیا۔ اب تم موسیٰ سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو مین اسکے لیے بھی موجود ہون۔ مگر اکیلا مین کچھ نہین کر سکتا۔ اگر تمھین موسیٰ کے استیصال کی سچی دُھن ہے تو ترکستان کے شہرون مین جا کے یہان کی تمام ریاستون اور سارے فرمانرواؤن کو لڑائی پر آمادہ کرو۔ اور جب سب لوگ ترمذ کی طرف کوچ کرین گے تو مین بھی چلون گا۔ اور کسی سے پیچھے نہ رہون گا۔"

باپ کا یہ جواب سُن کے آرسلان توران کی ریاستون مین گشت لگانے لگا اور ہر جگہ جا کے لوگون کو یقین دلاتا کہ موسیٰ آپ سب صاحبون پر حملہ کرنے کی فکر مین ہے آپ کے اور اسلامی خلافت کے درمیان کا سارا سرحدی علاقہ اُس نے آپ ہی کی احمقانہ مدد سے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اور اس تجویز مین ہے کہ آپ کو باہم لڑا کے کمزور کرے اور پھر ایک زبردست فوج کے ساتھ آ کے آپ سب صاحبون کی آزادی کا خاتمہ کر دے۔"

ارسلان کی یہ کوششین بے نتیجہ نہین رہین۔ ساری تورانی ریاستین اُٹھ کھڑی ہوئین۔ اور سب کو اپنے جھنڈے کے نیچے لے کے وہ ترمذ کی طرف چلا۔ طرخون بھی اپنے سارے لشکر کے ساتھ اُس کے ہمراہ تھا۔ اور اُس نے اس علم کے نیچے جسے وہ ترکون کا درفش کاویان کہتا تھا۔ ستر ہزار سے زیادہ تاتاری و ترکستانی سپہگر جوش و خروش سے بڑھتے چلے آتے تھے۔ سابق کے خلاف اب کی ان سب سپاہیون کا سامان جنگ اعلیٰ درجے کا تھا۔ سب کے جسمون پر زرق برق آہنی زرہین تھین اور سرون پر چراق فولادی خود تھے۔

روانہ ہوتے وقت ارسلان نے یزید بن مہلب کو لکھ بھیجا کہ "محض آپ کی آرزو پوری کرنے کے لیے مین نے ستر ہزار بہادران توران کے ساتھ اور بڑے عظیم و مجوزہ سازو سامان سے ترمذ کی طرف کوچ کر دیا ہے۔ اگر دیوتاؤن نے مدد کی تو بہت جلد اب کی مجوزہ پری جمال کو آپ کے حاضر کر دون گا۔ لیکن اس موقع پر آپ کی کوشش سے خراسان کا زبردست عربی لشکر بھی حملہ کر دیتا تو ترمذ اور اُس کے ساتھ آپ کا وہ سارا علاقہ جو ابھی ابھی موسیٰ نے اپنے تصرف مین کر لیا ہے پھر آپ کے قبضہ مین آ جاتا۔ ترکستان کی

اور آپ کی سرحد مل جاتی۔ اور ہمارے آپ کے درمیان میں ایک باغی عرب نے جو متقیانہ سلطنت قائم کر لی ہے اس کا خاتمہ ہو جاتا۔"

اب ترکی لشکر ترمذ پہونچ گیا۔ خود ارسلان مع اپنے باپ کے دس ہزار جرار سواروں اور بیس ہزار سمرقندی پیادوں کے ایک بلند ٹیلے پر خیمہ زن ہوا۔ اور باقی تمام سرداران توران اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ ترمذ کے چاروں طرف پھیل گئے۔

دشمنوں کے اس طوفان عظیم کو دیکھ کے موسیٰ بہت گھبرایا۔ حیران تھا کہ یہی ترک جو کل میری مدد پر آئے تھے اور سارے اسلامی علاقہ ماوراء النہر پر میرا قبضہ کرا کے واپس گئے تھے۔ اب کس بات سے ناراض ہو کے ترمذ پر چڑھ آئے ہیں۔ حریث اور ثابت سے بلا کے دریافت کیا۔ مگر وہ اس سے زیادہ حیران تھے اور کچھ جواب نہ دے سکے۔ اس پر لوگوں نے موسیٰ سے کہنا شروع کیا کہ یقیناً ان دونوں بھائیوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ ہم نے پہلے ہی مشورہ دیا تھا کہ ان کو قتل کروا ڈالیے۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ اور اب وہ وقت آ گیا جب یہ دونوں آپ سے اپنے عزیز خزاعی کا انتقام لیں گے۔" مگر موسیٰ خاموش تھا۔ اور کوئی بات اس کے دل میں نہ جمتی تھی۔

آخر اس نے حریث کو بلا کے کہا "بالکل میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ کیوں بے وجہ دشمن ہو گئے۔ لیکن جو کچھ ہوا اب ہمیں لڑائی کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ ترکوں کا سب سے زبردست سردار وہ معلوم ہوتا ہے جو اس ٹیلے پر ٹھہرا ہوا ہے۔ جس کے سپاہیوں کا ساز و سامان بہت اعلیٰ درجے کا ہے گو کہ مجھے نہیں معلوم وہ کون ہزار ہے۔ آپ اپنا لشکر لے کے اس کے مقابلے پر جائیے۔ پہلے لڑائی اور حملے کا سبب دریافت کیجیے۔ اور جب دیکھیے کہ یہ لوگ صلح کو کسی طرح نہیں منظور کرتے تو مقابلہ کر کے انھیں شکست دے دیجیے۔ اور یقین جانیے کہ آپ نے اگر اس پہلی لڑائی میں ان لوگوں کو شکست دے دی تو سب بھاگ کھڑے ہوں گے۔ میں ترکوں کی لڑائی کا خوب تجربہ کر چکا ہوں۔ یہاں ایک شکست ہوئی پھر ان لوگوں کے قدم نہیں جمتے۔"

حریث نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی۔ اور سب کے پہلے وہ قلعے سے نکل کر دس ہزار سواروں کے ساتھ اس پہاڑی کی طرف بڑھا۔ دیگر اطراف سے ترکوں نے قلعہ پر یورش شروع کی۔ مگر حریث بغیر اس کے کہ ان کے حملے کا خیال کرے اس

ٹیلے پر حملہ آور ہوا۔ عربوں اور ارسلان کے سمرقندی تیراندازوں نے حملہ آوروں پر تیر برسانا
شروع کیے۔ مگر بہادران عرب تیروں کو ڈھالوں پر لیتے ہوئے بلندی تک پہونچ گئے۔ اور
نیزوں کی لڑائی شروع ہو گئی۔ عربی نیزوں کا مقابلہ ذرا مشکل کام تھا اس لیے کہ ترک
عربوں کی نیزہ بازی کا لوہا مانے ہوئے تھے۔ اس لڑائی سے بچنے کے لیے وہ لوگ خود بھی
سبقت کر کے عربوں کی صفوں سے مل گئے۔ اور تلوار چلنے لگی۔ پہاڑی پر سے پانی کے عوض
خون کی ندیاں جاری ہو گئیں۔ اور آدمیوں کے سر گیندوں کی طرح لڑھک لڑھک کے نیچے
گرنے لگے۔ مگر عرب اپنے حریث کے للکارنے اور جوش دلانے سے برابر تکبیریں کہہ کہہ کے قدم
آگے بڑھا رہے تھے یہاں تک کہ ٹیلے کے اوپر پہونچ کے سمرقندیوں کو پیچھے ڈھکیلنا شروع کیا۔

حریث کی شجاعت کو قلعہ پر سے دیکھ کے موسیٰ کے دل میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ اپنے
چھوٹے بھائی خازم بن عبداللہ بن خازم کو ساتھ لیا اور پانچ ہزار بہادروں کے ساتھ خود بھی
حریث کی مدد پر پہونچ گیا۔ اس کے پہونچتے ہی ارسلان نے دور سے پہچان کے اس پر
نشانہ باندھ کے ایک تیر پھینکا جو بجائے اس کے حریث کی پیشانی پر پڑا۔ اس لیے کہ وہ موسیٰ کے
آگے تھا۔ تیر کھاتے ہی حریث سے بیہوشی و بدحواسی ظاہر ہوئی اور موسیٰ جھپٹ کے اس کے
آگے پہونچا اور دشمنوں اور حریث کے درمیان میں حائل ہو گیا۔ اسے معلوم ہوا کہ جس شخص نے
حریث کو زخمی کیا اس کا پرانا رقیب ارسلان ہے ساتھ ہی کمان کھینچ کر اس کے تیر کا جواب
دیا۔ موسیٰ کا تیر ارسلان کی داہنی آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ اور کمال پریشانی و بدحواسی کے
ساتھ وہ اس تیر کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے پیچھے بھاگا۔ اور اسے بھاگتے دیکھ کے اس کا سارا
لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔

اس واپسی کے وقت عربوں نے ٹیلے کے اس پار ترکوں کو یہاں تک دبایا کہ وہ
بدحواسی کے ساتھ منتشر ہو کے بھاگنے لگے۔ اور تعاقب کرنے والوں نے بے دریغ قتل
کرنا شروع کیا۔ دوسری طرف موسیٰ کے بھائی خازم نے اپنی جمعیت کے ساتھ ترکوں کے
اس گروہ پر حملہ کیا جو مشرق کی طرف سے قلعہ پر یورش کر رہا تھا۔ ان لوگوں کا سردار شہر
کش کا تاجدار شہزادہ تھا۔ خازم ایک ہی جھپیٹ میں دشمنوں کو ہٹاتا اور مارتا گراتا شہزادے
کے سر پر جا پہونچا۔ اس کے آگے ایک ترک سپاہی کھڑا تھا۔ اُسے تلوار کے ایک ہاتھ سے
گرا دیا۔ اور شہزادے کے گھوڑے کو نیزے سے ایسا زخمی کیا کہ اس نے بھڑک کے اس کو نیچے

گرا دیا۔ ساتھ ہی خادم کے ایک جان نثار اور شہزور ایرانی سپاہی نے شمعہ کو اٹھا لیا۔ اور دریائے جیحون میں پھینک کے ڈبو دیا۔ شمعہ کے مارے جاتے ہی اُدھر بھی ترکون کو شکست ہو گئی۔ اور سب کے سب اپنی جان بچا کے بھاگ نکلے۔

ترکون کو پوری شکست دینے کے بعد موسیٰ حریثا کو اٹھا کے قلعہ میں لایا جو تیر کے دماغ میں پہونچ جانے کی وجہ سے بیہوش تھا۔ اور اگرچہ اُس کے علاج میں کوئی تدبیر نہیں اُٹھا رکھی گئی مگر زخمی ہونے کے دوسرے ہی دن مر گیا۔ ترکون کو یہ ایسی شکست ہوئی تھی کہ اُن کا سارا مال واسباب اور ساز و سامان لٹ جانے کے علاوہ جانون کا بھی بیحد نقصان ہوا۔ کہتے ہین کہ عرب لوگ تعاقب مین قتل کر کے ترکون کے اتنے سر کاٹ لائے تھے کہ موسیٰ نے قلعہ پہ اپنے قصر کے سامنے انسانی سرون کے دو برج بنا کے کھڑے کر دئے۔

اب موسیٰ کے دوستون اور بھائیون نے پھر اُس سے کہنا شروع کیا کہ خدا نے حریثا کی بلا کو تو دور کر دیا مگر سب سے بڑا فتنہ ثابت کا باقی ہے۔ اس لیے کہ تاتاریون اور ترکون کی یہ ساری آفت اُسی کی لائی ہوئی ہے۔" موسیٰ نے کہا "تم کو بیسیون دفعہ تجربہ ہو چکا ہے کہ اس بارے مین مین تمھاری ساعت نہین کرتا مگر تم کہنے سے باز نہین آتے۔ اب مین مجبور ہو کے تم سے صاف صاف کہے دیتا ہون کہ مجھے ان بھائیون کی وفاداری مین مطلق شک نہین ہے۔ اور اُن کو اپنا سب سے بڑا خیر اندیش سمجھتا ہون۔ مجھے حریثا کی شہادت کا بڑا صدمہ ہے اور ثابت کے زندہ بچ رہنے کو خدا کی رحمت و نعمت خیال کر رہا ہون۔ جہان تک بنے گا اُس کی قدر و منزلت کرونگا۔ اور خبردار پھر کبھی آپ لوگ اُس کے خلاف کوئی کلمہ مجھ سے نہ کہین۔" اس جواب پر سب لوگ ناراضی کے ساتھ چپ ہو رہے۔

لیکن اب ان شکایتون کی خبر ثابت کو بھی پہونچ گئی۔ وہ دل مین سخت کا شکر گزار ہوا۔ مگر ساتھ ہی خیال کیا کہ جب اُس کے سگے بھائی اور پُرانے رفقا لگاتے بجھانے مین لگے رہتے ہین تو ممکن ہے کہ کبھی اُس کی نیت بدل جائے۔ لہذا اپنی حفاظت کے لیے اُس نے اپنے ایک معتمد علیہ کمسن اور بے ریش و بردست خوارزمی لڑکے کو ایک ترکی غلام بنا کے موسیٰ کے سامنے پیش کیا۔ یہ شخص اپنی خوش جمالی اور دلکشی کی وجہ سے موسیٰ کو بہت پسند آیا۔ اور اُس نے اُسے اپنی خدمت مین رکھ لیا۔ یہ لڑکا بظاہر عربی زبان سے نا آشنا تھا۔ فقط ترکی زبان مین گفتگو کرتا۔ اور ہر وقت موسیٰ کے سامنے دست بستہ کھڑا رہتا۔ مگر اصل مین

اُس کی مادری زبان عربی ہی تھی۔
ایک رات کو پھر موسیٰ کے عزیزوں نے اصرار کیا کہ مغیث کو قتل کیجئے ورنہ آپ کی زندگی خطرے میں ہے۔ موسیٰ نے پھر حسب معمول انکار کیا۔ مگر اس کے تینوں بھائیوں۔ سلیمان۔ نوح اور خازم نے کہا "اب کہنے کی حد ہو چکی۔ اور آپ کسی طرح نہیں مانتے۔ مگر یہ نہ ہوگا کہ آپ کے نہ ماننے سے ہم آپ کی حفاظت و خیر خواہی چھوڑ دیں۔ اب کل یہ ہوگا کہ آپ چاہے مانیں یا نہ مانیں مغیث جب آپ سے ملنے کو آئے گا ہم اُسے کسی بہانے سے اندر کے ایک مکان میں لے جا کے بلا تامل قتل کر ڈالیں گے"
موسیٰ "خدا کے لئے ایسا غضب نہ کرنا۔ ایسا کیا تو تم آپ اپنے پاؤں میں کلھاڑی مار دو گے"
نوح "اب تو جو ہو ہم اُسے زندہ نہیں چھوڑ سکتے"
موسیٰ "دیکھو۔ تم نے ایسا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنی تباہی کا سامان کرو گے۔ ترمذ کی ساری قوت فی الحال فقط مغیث کی ذات سے ہے۔ اور وہی ارسلان اور یزید بن مہلب کی سازشوں کا جواب دے رہا ہے۔ وہ نہ رہا۔ تو تمکو یہاں آرام سے بیٹھنا دشوار ہو جائے گا"
نوح "اُس کے آنے سے پہلے بھی آپ یہاں تھے۔ اور پوری قوت سے ترمذ پر حکمران تھے"
موسیٰ "وہ اور زمانہ تھا اور اب اور زمانہ ہے"
نوح "کوئی زمانہ ہو۔ ہم نے فیصلہ کر لیا کہ اُسے جیتا نہ چھوڑیں گے"
موسیٰ مجبوراً خاموش ہو رہا۔ اور یہ سوچتا ہوا محل میں گیا کہ مغیث کے بچانے کی کیا تدبیر کرے۔ اُس کے بھائی اور اہل دربار اپنے اپنے مقاموں میں جا کے اپنی فکروں میں لگے۔ اور وہ نو عمر جاسوس جو اس گفتگو کو سن رہا تھا موسیٰ کے سوتے ہی مغیث کے پاس گیا اور ساری سرگذشت بیان کر دی۔ مغیث نے اُسی وقت بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اپنے بیس جان نثار رفیقوں اور اُس نو عمر خزاعی جاسوس کو ساتھ لے کے راتوں رات ترمذ سے غائب ہو گیا۔ اور صبح کو جب معلوم ہوا کہ مغیث کے ساتھ وہ نو عمر ترکی غلام بھی غائب ہے تو سب کو یقین آ گیا کہ وہی غلام اُس کا جاسوس تھا۔ اُس نے رات کے مشورے کی خبر کر دی اور وہ اُس کو ساتھ لے کے ترمذ سے بھاگ گیا۔
موسیٰ کو اس کا بڑا افسوس ہوا۔ اور بھائیوں سے کہا "افسوس تم نے ایک نہایت ہی منتظم ہوشیار اور بکار آمد سردار کو میرے ہاتھ سے کھو دیا۔ اور اس سے زیادہ

افسوس اس بات کا ہے کہ اب وہ مجھ سے بھی بدگمان ہو گیا ہوگا۔ اور آزار پہونچانے میں کوئی کوشش اٹھا نہ رکھے گا۔"

تیرھوان باب

عذا انجام بخیر کرے

مغیث ترمذ سے نکلا تو مغرب کی جانب تین منزلون پر جو سرا نام ایک مقام مین پہونچا جو دریائے جیحون کے درمیان ایک زبردست پرانا قلعہ تھا۔ اور ان شہرون مین سے تھا جن کو ابھی حال مین اُس نے مہلب سے چھین کے موسیٰ کی قلمرو مین شامل کرایا تھا۔ یہ قلعہ دریائے جیحون کے بیچون بیچ ایک شاداب جزیرے پر تعمیر کیا گیا تھا۔ جیحون کا پانی چارون طرف سے قلعے کے مضبوط پشتون سے ٹکراتا رہتا۔ اور دونون جانب کشتیون کے پل بنا کے خراسان اور ماوراء النہر کے شہرون سے آمد و رفت جاری کی گئی تھی۔ اُس کے اسی موقع کی وجہ سے اُس کا نام جو سرا یعنی "مکان نہر" رکھ دیا گیا تھا۔ اس قلعہ مین پہونچتے ہی مغیث نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ لڑائی کے لیے اُسے مضبوط کیا۔ پُل توڑ دا دیئے۔ اور اسی وقت سے موسیٰ کے خلاف علم سرکشی بلند کر دیا۔ اس کی شہرت ہوتے ہی بہت سے تورانی اور عربی و عجمی بہادر جو اُس کے دوست اور طرفدار تھے آ کے جمع ہو گئے۔ اور اُس نے اتنی قوت پیدا کر لی کہ کوئی حملہ کرے تو قلعہ بند ہو کے چند روز تک اُس کا مقابلہ کر سکے۔

یہ حالات موسیٰ کو معلوم ہوئے تو بھائیون کے اصرار سے اور نیز اس ارادے سے کہ پھر اُسے اپنا دوست بنا لے ایک زبردست لشکر کے ساتھ جو سرا پر پہونچا۔ اور دریا کنارے پڑاو ڈال کے مغیث سے مراسلت کی۔ مغیث نے صاف صاف لکھ بھیجا کہ اب آپ سے مجھ سے اتفاق نہین ہو سکتا۔ آپ کے بھائی عزیز و قریبا اور تمام مشیر و احباب میرے خون کے پیاسے ہین۔ آپ ہزار طرفداری کرین۔ مگر ایک دن وہ آپ کو میرا دشمن بنا ہی دین گے۔ اور اس مین انھین کامیابی نہ بھی ہوئی تو بغیر آپ سے پوچھے قتل کر ڈالین گے۔ جیسا کہ وہ ارادہ کر چکے تھے۔ اس لیے غیر ممکن ہے کہ ہم آپ پھر دوست بن جائین۔ ایسی تکلیف مالایطاق آپ کو دے نہین سکتا کہ اپنے سب بھائیون اور تمام دوستون اور مشیرون کو قتل کر ڈالیے۔ اور ایسی خواہش کرون بھی تو اس کی آپ سے تعمیل نہ ہو سکے گی۔ اور جبتک یہ لوگ

زندہ موجود ہیں۔ ہم آپ کے پاس آکے اپنی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ ہم دونوں کا اتحاد بڑے کام کرتا۔ اور میں قطعی ارادہ کر چکا تھا کہ آپ کو سارے خراسان اور توران کا بادشاہ بنا کے دنیا کا ایک زبردست تاجدار بنا دوں۔ مگر یہ ہماری قسمت میں نہ تھا۔ اور وہ تجویز خواب و خیال ہو گئی۔ اب ہم آپ دشمن ہیں اور دشمن ہی بن کے زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگرچہ ہماری آپ کی لڑائی سے ایک طرف تو ترکون کا حوصلہ بڑھے گا۔ دوسری طرف یزید ابن مہلب اور ارسلان کو اپنی ہوس پوری کرنے کا موقع ملے گا۔ مگر خدا کی یہی مصلحت ہے اور قسمت میں لکھا ہے کہ ہم آپ دونوں باہم لڑ لڑ کے ختم ہوں اور اس سلطنت و جبروت کا خاتمہ ہو جائے جو ہمارے خیال میں تھی۔"

یہ خط پڑھ کے موسیٰ زار و قطار رونے لگا۔ بھائیوں کو بلا کے وہ خط دکھایا۔ اور کہا "افسوس تم نے میرا کہنا نہ مانا۔ اور اپنی حماقت سے ہمارے سب منصوبے خاک میں ملا دیے۔"

نوح: "آپ جو خیال کریں مگر میں تو ہرگز نہ تسلیم کروں گا کہ یہ دونوں چچیرے بھائی کبھی دل سے آپ کے دوست تھے۔"

موسیٰ: "دوست تھے یا دشمن تھے۔ جو کچھ تھے اس کا وقت گزر گیا۔ اب تو صریحاً دشمن ہے۔ اور اب شوق سے اس سے لڑو۔ اور جس قدر جلد ہو سکے اُسے قتل کرو۔ کیونکہ اب اُس کی زندگی جس قدر بڑھے گی اسی قدر تمہاری عمر اور قوت گھٹتی رہے گی۔"

الغرض لڑائی شروع ہو گئی۔ مگر قلعۂ حریث پر حملہ کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اُس کے اندر زبردست منجنیقیں لگی ہوئی تھیں۔ بغیر کشتیوں کے اُس کی دیوار تک پہنچنا غیر ممکن تھا اور کشتیاں جب تک پہنچیں پہنچیں منجنیقیں پتھر مار مار کے اُن کو ڈبو دیتی تھیں۔ تقریباً ایک مہینہ اسی فکر میں گزر گیا کہ اس قلعے پر کیونکر اور کدھر سے حملہ کیا جائے۔ مہینہ ختم ہوتے ہی یکایک خبر آئی کہ حریث کی کمک کو شاہ طرخون آ گیا جس کے ساتھ بیس ہزار سے زیادہ فوج ہے۔ اس خبر نے حملہ آوران ترمذ کے حوصلے پست کر دیے اور بجز اس کے چارہ نہ نظر آیا کہ حریث کا محاصرہ چھوڑ کے ترمذ میں واپس چلے آئیں۔ چنانچہ اسی وقت کوچ بول دیا گیا۔ اور موسیٰ سارے لشکر کے ساتھ ترمذ میں واپس چلا آیا۔

مگر اب حریث کو اپنی قوت دکھانے کا موقع ملا تھا۔ اور اس حملہ کا بدلہ لینا ضرور تھا۔ ایک ہفتہ تک طرخون کو مہمان رکھا۔ اور اس کے بعد وہ اور طرخون

دونون اپنے لشکرون کے ساتھ ترمذ کی طرف چلے۔ اور موسیٰ واپس آکے اطمینان سے بیٹھنے نہیں پایا تھا کہ اُس کے قلعے کا محاصرہ شروع ہو گیا۔ اور محاصرے کو شروع ہوئے پورا ایک ہفتہ نہیں گزرنے پایا تھا کہ ارسلان بھی ہیطا سے ترکی سلاطین اور اُن کے عظیم الشان لشکرون کو لیے آگیا۔ اُس کے ہمراہ شاہان بخارا نسف اور کش تھے جن کا شمار اسّی ہزار سے زیادہ تھا۔ سب ملا کے ایک لاکھ سے زیادہ فوج تھی جس نے چارون طرف سے گھیر کے ترمذ کے تمام راستے بند کر دیے۔ مغیث اپنے ساتھ جو سرا سے تین کشتیان بھی لایا تھا جن کو ملاح چڑھاؤ پر کھینچ کے تین ہفتے میں لے آسکے۔ اور اُن کے آنے سے یہ فائدہ ہوا کہ ترمذ کا راستہ دریا کی طرف سے بھی بند ہو گیا۔ اور اب یہ بھی غیر ممکن تھا کہ جیحون کے اُس پار خراسان کے علاقے سے کوئی رسد پہونچ سکے۔ اور سب سے بڑی دشواری یہ پیش آئی کہ یزید کے بجد اصرار اور تقاضے سے مہلب نے بھی اپنے دوسرے بیٹے مغیرہ بن مہلب کو طرخون اور ارسلان کی کمک پر بیس ہزار آدمیون کے ساتھ روانہ کر دیا جس نے آکے دریاے جیحون کی سمت میں قلعہ کو گھیرا۔

اب موسیٰ نہایت پریشان تھا۔ اور بار بار اُن لوگون کو الزام دیتا تھا جنھون نے مغیث کو بگاڑ کے دشمن بنا دیا۔ سب سے زیادہ اس خرابی کے بانی اُس کے تینون بھائی تھے۔ خصوصاً نوح جس نے زبردستی اور بغیر اجازت کے مغیث کے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ موسیٰ کے الزام دینے پر لاجواب ہو کے بغلین جھانکنے لگتا۔ نوح کو اس حالت میں دیکھ کر اُس کے ایک جانی دوست اور جان نثار رفیق یزید ابن ہذیل کو طیش آگیا اور کہنے لگا "میں خدا کی قسم مغیث کو قتل کروں گا۔ اس لیے کہ یہ سارا فساد اُسی کی ذات سے پیدا ہوا ہے۔"

موسیٰ: "مگر اب یہ مشکل ہے۔"

یزید ابن ہذیل: "لاکھ مشکل ہو میں اس کام کو اپنے ذمے لوں گا۔ اور نہ کامیاب ہوا تو اسی کوشش میں اپنی جان دے دوں گا۔" یہ کہہ کے اُس نے قلعے سے نکل جانے کی اجازت حاصل کی اور مع اپنے بیٹون اور غلامون کے باہر نکل کے سیدھا مغیث کے پاس گیا اور اُس سے امان مانگی۔ اُس کی صورت دیکھ کے مغیث کے ایک ہوشیار رفیق ظہیر نے مغیث سے کہا "میں آپ سے زیادہ اس شخص کو پہچانتا ہوں غداری کے سوا

یہ اور کسی ارادے سے نہیں آیا ہے۔“ یزید نے قسمیں کھا کے اطمینان دلایا۔ اور مغیث نے اُسے پناہ دے کے اپنے پاس رکھ لیا۔ تاہم شاہ طرخون نے کفیلوں کے طور پر اُس کے بیٹوں کو اپنی حراست میں لے لیا۔ اب یزید اس تاک میں تھا کہ کبھی قابو پائے تو مغیث پر حملہ کرے مگر موقع نہ ملتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن لڑائی میں مغیث کے عزیز زیاد قصیر خزاعی کا بیٹا مارا گیا تھا۔ مغیث اُس کے پاس تعزیت کو گیا۔ اس وقت آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ اور مغیث نے نماز مغرب کے لیئے وضو کرنے کی غرض سے ہتھیار کھول کے رکھ دیے تھے۔ وضو کر کے اس نے نماز پڑھی اور فریضۂ مغرب سے فارغ ہو کے اُٹھ رہا تھا کہ جا کے پھر ہتھیار لگائے کہ یزید بن بذیل نے جھپٹ کے زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ بھیجے تک کاٹ گئی۔ مغیث بیہوش ہو کے گرا۔ اور یزید بھاگ کے سپاہیوں میں مل گیا۔ اور جب زیادہ اندھیرا ہوا تو محاصرہ کرنے والوں میں سے نکل کے ترمذ میں آ گیا۔ طرخون نے یہ واقعہ سنا تو پہلے یزید کو بہت تلاش کیا۔ اور جب وہ نہ ملا تو اُس کے دونوں بیٹوں کو پکڑ کے قتل کر ڈالا۔

آخر مغیث اس محاصرے کے دوران میں زخمی ہونے کے آٹھویں دن مر گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد حملہ آوری کا یہ انتظام قرار پایا کہ سارے عربی لشکر یعنی مغیث کے ہمراہیوں نے اپنا سپہ سالار اور سردار ظہیر کو قرار دیا۔ اور جتنا ترکی و تورانی لشکر تھا وہ طرخون کے زیر حکم رہا لیکن حملہ اور بہادری کی روح رواں مغیث تھا جو دونوں لشکروں کو حسن تدبیر سے لڑا رہا تھا۔ یہ دونوں نئے سردار جبانی اور دماغی دونوں قوتوں میں کمزور تھے چنانچہ دونوں میں اختلاف ہوا۔ سپاہیوں میں پھوٹ پڑ گئی اور یہ حالت ہو گئی کہ ایک سردار جو کارروائی کرتا ہے دوسرا اس میں فوراً ناکامی کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ ان باتوں نے موسیٰ کے لیے کامیابی کے موقعے پیدا کر دیے۔ آخر اُس کے متواتر پُر زور حملوں نے حملہ آوروں کو نہایت پریشان کر دیا۔

اب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ ایک رات کو شبخون مار کے محاصرہ کرنے والوں کو پامال کر ڈالے۔ مگر قلعہ میں طرخون کے جاسوس لگے ہوئے تھے۔ اُسے خبر ہو گئی۔ سُن کے ہنسا اور کہا ”عیش پرستی اور عورتوں کی صحبت سے موسیٰ کو اتنی فرصت کیوں ہونے لگی کہ ہم تک پہونچے؟“ اور جس رات کو حملہ ہونے والا تھا طرخون نے حکم

دے دیا کہ آج سب لوگ آرام سے سوئیں۔ پہرہ بھی نہ دیا جائے۔ مگر سب کو اطمینان دلا کے خود اپنی مختصر فوج کے ساتھ رات بھر جاگتا اور قلعے کے سامنے ٹہلتا رہا۔

موسیٰ اپنی فوج کے آٹھ سو بہادروں کو چار حصوں پر تقسیم کر کے شبخون کے ارادے سے نکلا اور اس شان سے آ رہا تھا کہ آدمی یا جانور جو راہ میں پڑتا مار ڈالا جاتا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ شاہ بخارا نیزک مع اپنی فوج کے سامنے مسلح کھڑا ہے جس نے فوراً مشعلیں روشن کر لیں۔ ساتھ ہی طرخون نے بڑھ کے کہا شبخون کے لیے آنے والو اپنے سردار موسیٰ سے کہو ہم سب تیار کھڑے ہیں۔ مگر مناسب یہ ہے کہ ابھی وہیں رک جاؤ صبح کو ہم خود تمھارے پاس آ جائیں گے۔ یہ دیکھ کے موسیٰ قلعہ میں واپس چلا گیا۔ اور نہایت حیران تھا کہ اس کے پوشیدہ ارادۂ شبخون کی طرخون کو کیسے خبر ہو گئی۔ اس شبخون میں اگرچہ کامیابی نہیں ہوئی مگر موسیٰ نے اس کے چار روز بعد نہایت سخت مقابلہ کر کے رات کو پھر شبخون مارا۔ اس کے انتظام کو اس قدر مخفی رکھا کہ دشمنوں میں سے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور رات کے اندھیرے میں قلعہ کا لشکر اس طرح ناگہان آ پڑا کہ سب کے حواس جاتے رہے۔ ہزار ہا قتل ہو گئے۔ اور صبح ہوتے ہی سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے جس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ ظہیر میں اور طرخون میں سخت نااتفاقی تھی۔ اور ان لوگوں کے اس نفاق کا حال موسیٰ کو معلوم ہو گیا تھا۔ اس شبخون کا ایک ناگوار انجام یہ ہوا کہ مغیرہ بن مہلب زخمی ہو کے واپس گیا اور گھر پہونچنے کے چوتھے روز مر گیا۔

موسیٰ نے اپنے بھائی خازم کو طرخون کے تعاقب میں روانہ کیا جو کشش ہوتا ہوا اپنے شہر سمرقند کو چلا گیا۔ اور اس کا دوسرا بھائی سلیمان ظہیر کے پیچھے چلا تاکہ اسے قلعۂ ترمذ میں نہ ٹھہرنے دے۔ چنانچہ ظہیر کو بھی بجز اس کے اور کسی بات میں مفر نہ ہوا کہ جیحون کے پار اتر کے خراسان میں چلا جائے۔ اور ترمذ پر سلیمان نے پہونچ کے قبضہ کر لیا۔ اور اس کے بعد سے نیا فتح کیا ہوا علاقۂ ماوراء النہر پھر موسیٰ کے زیر فرمان تھا۔

یہ لڑائی سنہ [illegible] ھ میں ہوئی تھی اور اسی سال مہلب ابن ابی صفرہ نے سفر آخرت کیا۔ اور اس کی وصیت اور حجاج کی منظوری سے اس کا بیٹا یزید والی خراسان قرار پایا۔

گو کہ باپ کے مرنے کا اُسے بہت افسوس ہوا لیکن مدتوں کی تمنا بر آئی۔ اور وقت آگیا کہ شاہزادی نوشین کے حاصل کرنے کے لیے جی کھول کے آزادی سے کوشش کرے۔ چنانچہ ارسلان کو اطلاع کی کہ اب موسیٰ کے استیصال کا وقت آگیا۔ یہاں یہاں فوج کشی کا سامان کر رہا ہوں تم ترکستان میں لوگوں کو آمادہ کر کے ایسے حملے کا سامان کرو کہ اس سے پیشتر نہ ہوا ہو اب مجھے لعبت چین نوشین کی تمنا کے علاوہ اپنے بھائی مغیرہ کا انتقام بھی لینا ہے۔ درمیان میں ایک کانٹا غنیمت تھا جس کی رفاقت سے مجھے نفرت تھی اور نہایت ناگواری کے ساتھ میں نے اپنے بھائی مغیرہ کو اُس کی کمک پر بھیجا تھا۔ الحمد للہ کہ وہ کانٹا بھی نکل گیا۔ اب ہمارے تمہارے سوا کوئی نہیں۔ اور میں نے قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ جیحون کے اُس پار کا سارا علاقہ موسیٰ سے چھین کے تمھیں دونگا۔ اور جس نازنین حوروش کے لیے لڑ رہا ہوں اُس کو ترمذ سے نکال کے اپنے محل میں لاؤنگا۔"

اس حملہ کی تیاری میں تین سال گذر گئے۔ سنہ ۸۵ھ میں فوج کشی کا ارادہ ہو رہا تھا اور لشکر جمع ہو رہے تھے کہ ناگہاں حجاج کے پاس سے یزید کی معزولی کا پروانہ آیا۔ اور اُسے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کوئی چیز ہاتھ سے گر گئی۔ اپنی بدقسمتی پر نہایت ہی ملول ہوا۔ مگر اتنے آنسو پونچھ کے کہ اُس کی جگہ جس شخص کا تقرر حکمرانی خراسان پر ہوا وہ اُس کا چھوٹا بھائی مفضل بن مہلب تھا۔ اُس نے فوراً مفضل کو حکومت کا جائزہ دے دیا۔ اور عنان ولایت اُس کے ہاتھ میں دیتے وقت کہا "مجھے اُمید ہے کہ تم میری آرزوؤں اور تمناؤں کا خون نہ کرو گے۔ یہ تین سال میں نے اس بات کی تیاری میں صرف کیے تھے کہ موسیٰ بن عبداللہ بن خازم پر حملہ کر کے اُس کی قوت کو دنیا سے فنا کر دوں۔ اُس کا ملک ارسلان کو دوں۔ اور اُس کے قلعہ سے اپنی محبوبہ نوشین کو لا کے اپنے پہلو میں بٹھاؤں۔ مگر افسوس جب اس مہم کے پورے ہونے کا وقت آیا تو عنان حکومت مجھ سے چھین لی گئی۔"

مفضل "آپ پریشان اور مایوس نہ ہوں۔ میری حکومت آپ ہی کی حکومت ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ سب سے پہلے آپ کی خواہشوں کو پورا کروں بلکہ میں برائے نام ہوں۔ میرے زمانے میں ساری حکومت آپ ہی کے ہاتھ میں رہے گی۔"

یزید نے خوش ہو کے چھوٹے بھائی کا شکریہ ادا کیا۔ اور ایک ہی ہفتہ بعد ترمذ کی طرف خراسان کے ہر شہر سے فوجیں روانہ ہونے لگیں۔ اور ایک مہینہ نہیں گذرنے پایا تھا

کہ اوائل ۸۵ھ میں دریائے جیحون کے کنارے ایک لاانتہا فوج پڑی تھی جس کا سپہ سالار اعظم عثمان بن
مسعود نامی اس عہد کا ایک نامور شہسوار تھا۔ اس فوج میں سے آدھی نے اسی پار شہر ترمذ کے سامنے
پڑاؤ ڈال دیا۔ اور آدھی کشتیوں کے ذریعے سے پار اُتر کے قلعہ اور شہر کا محاصرہ کرنے لگی۔ ساتھ
ہی اُس نے اپنے بھائی مدرک بن مہلب حاکم بلخ کو لکھا کہ تم بھی اپنا لشکر جمع کر کے اس لشکر کے
ساتھ ہو جاؤ۔ اور مسعود کو مناسب تدبیریں بتاؤ۔ اس لیے کہ تم ترمذ کے قریب ہو اور یہاں شہر میں
کے حالات سے خوب واقف ہو۔

بلخ دریائے جیحون کے اس پار ترمذ سے دس فرسخ کی مسافت پر واقع تھا۔ اور بلخ اور
ترمذ کے درمیان لوگوں خصوصاً تاجروں کی آمد و رفت روز رہا کرتی تھی۔ بہر حال مدرک بھی دس ہزار
سواروں کے ساتھ بھائی کی اس عظیم الشان مہم میں شریک ہو گیا

ان لوگوں کے پہونچنے کے ایک ہفتہ بعد ارسلان اور طرخون بھی بہت سے شاہان
توران اور بہادران ترک و تاجیک کی ایک لاکھ سے زیادہ جمعیت لے کے آ پہونچا اور ترمذ پر اس
سختی و جوش و خروش سے حملے ہونے لگے کہ موسیٰ نہایت پریشان ہوا اور اب اسے اپنا انجام قریب
نظر آنے لگا۔ تاہم وہ ایسا مرد میدان نہ تھا کہ ہمت ہار دیتا۔ برابر دو مہینے تک شجاعت
و استقلال سے مقابلہ کرتا رہا۔ روز وہ اور اس کے بھائی اپنے جانباز و سر بکف بہادروں
کے ساتھ قلعے سے نکل کے دشمنوں پر حملے کرتے۔ اُن کو مار مار کے ہٹا دیتے۔ مگر قلعہ کو اس
طوفان بلا سے نجات نہ ملی جس میں وہ مبتلا تھا۔ اب کی ایک یہ خرابی بھی تھی کہ اہل ترمذ اور بعض قلعہ
والوں نے یہ خیال کر کے کہ اب شہر اور قلعہ کا بچنا غیر ممکن ہے طرخون اور دیگر شاہان توران سے سازشیں
شروع کر دیں اور انھیں روز بروز موسیٰ کے ارادوں اور اُس کی تدبیروں کی خبر پہونچانے
لگے موسیٰ کو چند روز پیشتر سے اس پر حیرت تھی کہ خاص محل کے اندر کے حالات بھی دشمنوں کو معلوم
ہو جاتے اور بالکل پتہ نہ لگتا کہ کون جاسوسی کر رہا ہے۔ آخر جاسوس کی جستجو میں تھکا کے اُس نے
ایک دن اپنی دونوں ماہ وش مہ لقاؤں نوشین اور قتلق خانم سے تنہائی میں کہا "اول تو میری ساری
زندگی جنگ و پیکار میں گذری میں نے بڑے بڑے بہادروں کو زیر کیا اور بڑے بڑے لشکروں
کو شکستیں دیں۔ مگر افسوس اب کی مجھے رنگ بدلا نظر آتا ہے خصوصاً اس لیے کہ خاص زنانے اور
محل کے اندر کے حالات تک دشمنوں کو معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور میں آج تک پتہ نہیں لگا سکا
کہ کون جاسوسی کر رہا ہے۔ بہر حال ان آثار سے اور جو یورش قلعے پر ہو رہی ہے اُس کی

سنتی رشادت سے خیال ہوتا ہے کہ ان دشمنون پر غالب آنا میری شجاعت ہی نہین انسانی قوت سے باہر ہے مین اکیلا ہوتا تو ناامیدی کی حالت مین بھی دشمنون کے ہجوم کو ہٹا ہٹو کے نکل جاتا۔ مگر اکیلا نہین ہون۔ مجھے تم دونون کو بھی ساتھ لے جانا ہے۔ اس لیے کہ تم مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو۔ اور تم سے چھوٹ کے مین زندہ نہین رہ سکتا۔ ماسوا اس کے سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ مہلب کا یہ کار روزانی بیٹا یزید پیاری مہ جبین نوشلین تمھاری صورت کا عاشق ہے۔ ارسلان کی دیوتی نے اُسے تمھارا اس قدر شوق دلا دیا ہے کہ یہ حملہ اور شورش فقط اس لیے ہے کہ تم میرے آغوش شوق سے چھین جاؤ۔"

نوشلین "مین سُن چکی ہون اور سب جانتی ہون۔ اور اسی لیے ہر وقت تلوار پاس رکھتی ہون کہ اگر کسی کا ہاتھ میری طرف بڑھے تو اسی تلوار سے قلم ہو جائے تلوار کے سوا ایک خنجر بھی میرے کپڑون مین چھپا رہتا ہے کہ اگر دشمن پر زور نہ چلے تو خود اپنا کام تمام کر دون۔"

موسیٰ۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "آہ تمھاری اس بات سے دل کو تھوڑی تسلی ہوتی ہے۔ مجھے اگر صدمہ ہے تو فقط اس بات کا کہ "من بمیرم و تو یار دیگران باشی۔"

نوشلین "اسکا تو تم کبھی وہم و گمان بھی نہ کرو۔ مین اپنے ارادے مین مضبوط اور مستقل ہون۔ اور اس زندگی مین تمھارے سوا مجھے کوئی نہین پا سکتا۔"

موسیٰ "لیکن دلدار نازآفرین۔ تمھارے نازک ہاتھون سے یہ کام ہونا دشوار ہے۔ افسوس تلوار و خنجر دونون تمھارے ہاتھ سے چھین جائین گے اور تم ایسی زندگی پہ مجبور کی جاؤ گی جو تمھین نہین پسند ہے۔"

نوشلین "مجھے اپنے جینے پر کوئی مجبور نہین کر سکتا۔ یہ خنجر نہ کام آیا تو ایک ننھا سا جاقو۔ ایک باریک سوئی۔ ایک چھوٹا سا ہیرے کا ٹکڑا۔ ایک ننھی سی سنکھیا کی ڈلی۔ بہت سے اسلحہ مین نے فراہم کر رکھے ہین اور وہ کہان تک چھینے جا سکتے ہین؟"

موسیٰ "ان باتون کا خیال نہ کرو جن کے ذکر سے میرا دل دُکھتا ہے۔ اور نہ اس وقت میرا مقصد یہ باتین تھین۔ مجھے فقط یہ کہنا ہے کہ اگر کبھی خدا نہ خواستہ ایسا وقت آئے کہ مین مارا جاؤن۔ یا دشمنون کے نرغے مین گھر جانے سے قلعے کے اندر واپس نہ آ سکون تو تم اس سرنگ کے راستے کو نہ بھولنا جس کو مین نے لنڈا ہے

تمھاری سیر و تفریح اور شکار کے لیے لیکن حقیقت میں ایسے ہی موقع کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ تم جانتی ہو کہ مجھ سے پہلے حاکموں کے زمانے میں وہ سرنگ فقط پانچ میل تک گئی تھی میں نے اُسے بڑھا کے دس میل اُدھر پہونچا دیا۔ درمیان کے نکاس کا دہانہ بند کروا دیا۔ اور سرنگ کو لے جا کے ایک ایسی گھاٹی میں نکالا جہاں گھنا جنگل ہے۔ اور کوئی شخص آسانی سے وہاں تک نہیں پہونچ سکتا اور بالفرض پہونچ بھی جائے تو اُسے سرنگ کا راستہ نہیں بلکہ پہاڑوں کا ایک معمولی غار یا کھوہ خیال کر کے آگے بڑھ جائے گا۔ وہاں یہ بھی آسانی ہے کہ اگر دشمن قریب ہوں تو انسان سرنگ سے نکلتے ہی جنگل میں گھس جائے۔ اور پھر قریب کے چند ایسے غاروں میں پہونچ سکتا ہے کہ کوئی اُسے لاکھ ڈھونڈھے پتہ نہ پائے۔ وہ سرنگ ایسی وسیع اور کشادہ ہے کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کے اپنی معتمد لونڈیوں اور رفیقوں کے ساتھ اُس کے اندر گذر سکتی ہو۔"

نوشین: "مجھے خوب معلوم ہے۔ اور ایسا نازک وقت سر پر آ گیا تو اُس راستہ کے سوا مجھے اور کہاں پناہ مل سکتی ہے۔ میں اُسے ہرگز نہ بھولوں گی۔ اور اُس کا نام میرے دل پر لکھا ہوا ہے۔"

یہ کہہ کے موسیٰ مردانے دیوان خانے میں آ کے بھائیوں اور سرداروں سے تدابیر جنگ کے متعلق مشورہ کرنے لگا۔ سب لوگ دو تین دن بعد رات کو شبخون مارنے پر زور دے رہے تھے۔ موسیٰ نے کہا "شبخون کے سوا چارہ ہی کیا ہے لیکن اتنے بڑے لشکر پر جو کوسوں تک پھیلا ہوا ہے شبخون کا ایسا اثر نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ شکست کھا کے بھاگ جائیں یا پامال ہو جائیں۔ افسوس اب تم میں کوئی ایسا جانباز نہیں موجود ہے کہ جا کے مکر حیلے سے عثمان بن مسعود کو قتل کر ڈالے جن دو بہادروں نے گذشتہ معرکوں میں ایسی جانبازی دکھا کے فتح حاصل کی تھی وہ افسوس گذشتہ لڑائی میں مارے گئے۔" یہ سن کے ذرعہ بن علقمہ جو موسیٰ کے قدیم رفیقوں میں تھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا "اس خدمت کو میں انجام دونگا۔"

موسیٰ: "خدا کا نام لے کے جاؤ۔ مگر ہوشیار رہنا۔ تمھارے بہادر اور وفادار ہونے میں شک نہیں مگر اتنے ہوشیار اور چالاک نہیں ہو۔ اور یہ کام بہادری سے زیادہ چالاکی کا ہے۔"

زرعمہ "مین ہوشیاری سے کام لونگا۔ اگر کامیاب ہوا تو خوشی سے آ کے ان ہاتھون کو پھر چومونگا۔ اور مارا گیا تو سمجھیے گا کہ آپ پر فدا ہو گیا۔"

موسیٰ "نہین ایسا نہ ہوگا اور انشاءاللہ تم خوش خوش واپس آؤ گے۔"

زرعمہ اسی وقت رخصت ہوتے قلعہ سے باہر نکل گیا۔ اور چونکہ رات زیادہ آ چکی تھی موسیٰ اُٹھ کے محل مین گیا۔ جا کے پلنگ پر لیٹا ہی تھا کہ وفادار معشوقہ نوشلین آ گئی۔ اور کہنے لگی۔ "مین اس وقت تمھارے پاس ایک ضرورت سے آئی ہون۔"

موسیٰ "جس لیے آؤ۔ تمھارا آنا مبارک اور باعث مسرت ہے۔ اس پریشانی مین میرے دل کی ساری مضبوطی تمھاری ہی وفاداری و محبت سے ہے کیسی ہی فکر مین ہون دو گھڑی تمھارے پاس بیٹھا اور دور ہو گئی۔"

نوشلین "تم بہت آزادی سے ہر بات محل مین کہہ دیا کرتے ہو۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محل کے اندر دشمنون کا کوئی جاسوس موجود ہے۔"

موسیٰ "ضرور ہے۔ مگر کس پر بدگمانی کی جائے؟ یہان سے کوئی باہر جاتا نہین کہ کسی سے یہان کی باتین کہہ آتا ہو۔"

نوشلین "یہان کا کوئی آدمی باہر نہین جاتا تو کیا شہر کی مامائین بھی کام کاج کو یہان نہین آتین؟ اور کیا یہ ممکن نہین ہے کہ کوئی کسی ایسی ہی عورت کے ذریعے سے سب باتین باہر کہلا بھیجا کرتا ہو؟"

موسیٰ "بیشک ممکن ہے۔ مگر کس پر بدگمانی کی جائے؟ تمھارا جس کی نسبت خیال ہو بیان کر دو۔"

نوشلین "مجھے قتلق خانم پر شبہ ہے۔"

موسیٰ "قتلق خانم! وہ اور دشمنون سے سازش کرے! میری سمجھ مین نہین آتا۔ یہ تم سوچ کر کہو یہ بدگمانی ہوتی ہے یا جوش کھا رہا ہے؟"

نوشلین "مجھے اس سے سوتاپے کا کینہ ہوتا تو کبھی اور بھی تمھین معلوم ہوا ہوتا۔ مین تو بجائے دشمنی کے اُس کی ہم قومی و ہموطنی کے خیال سے ہمیشہ اُس کے ساتھ دوستی کرتی رہتی۔ مجھے اُس پر پہلے پہل اُس روز بدگمانی ہوئی جس دن شکار مین تم زخمی ہرن کے پیچھے گئے تھے اور وہ اِن سپاہیون سے جو مجلس مین آ کے ہمدردون کو اپنے ساتھ بھگا لے جانیکے لیے بہکانا شروع

کیا تھا۔ اُس روز قتلق خانم اُس کے ساتھ بھاگ جانے پر آمادہ ہو گئی تھی۔ اور اگر مین سختی سے مخالفت نہ کرتی یا ذرا بھی آمادگی ظاہر کرتی تو وہ ہم دونون کو لے کے چل دیا ہوتا۔“

موسیٰ :”یہ تم نے اُس روز نہین بیان کیا۔“

نوشین :”بے شک نہین بیان کیا۔ اور اتنی ہی تمھاری گنہگار ہون۔ لیکن مجھے اُس کے حال پر ترس آیا۔ ذرا خیال کیا کہ تمھین اُس کا یہ حال ذرا بھی معلوم ہو جائیگا تو اُسے قتل کر ڈالو گے اور قتل نہ بھی کیا تو اُس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرو گے۔ دوسرے اُس روز ڈور پر تمھاری صورت دیکھتے ہی اُس نے حسرت کے ساتھ مجھ سے کہا تھا کہ اب میری زندگی تمھارے ہاتھ ہے۔ اور مین نے وعدہ کر لیا تھا کہ تمھارے خلاف کوئی بات نہ کرون گی۔“

موسیٰ :”تو بے شک وہی ہے۔ اور اُس کے سوا اور کسی کو ہماری راز کی باتین معلوم بھی نہین ہو سکتین۔ خیر تو تم ذرا اُس کی اور جانچ کرو۔“

نوشین :”مین اُسی دن سے اُس کی جانچ مین لگی ہوئی ہون جس دن سے لڑائی شروع ہوئی اور روز بروز اُس کا زیادہ یقین ہوتا جاتا ہے۔ اس لیے کہ شہر پناہ سے وہ ماما ئین جو کھانا پکانے کو آتی ہین اُن کو وہ روز الگ لے جا کے گھنٹون باتین کرتی ہے۔“

موسیٰ :”تب تو دشمنون کی جاسوس یقیناً وہی ہے۔“

نوشین :”اس کے جاسوس ہونے مین ذرا بھی شک نہین مگر ابھی کوئی ایسی کارروائی نہ کرنی چاہیے کہ وہ دل مین کھٹک جائے۔ فی الحال اُسکو اُسی کے حال پر رہنے دیجیے۔ فقط اتنا کیجیے کہ اُس کے سامنے اپنا کوئی راز یا اپنی کوئی تجویز نہ بیان کیا کیجیے۔ اور جب لڑائی ختم ہو جائے گی اُس وقت اُسے مناسب سزا دے دی جائیگی۔“

موسیٰ :”نہایت مناسب ہے۔“ اس گفتگو کے بعد نوشین لیٹ کے سو رہی۔ اور موسیٰ نے اُٹھ کے رات کے اندھیرے مین قلعے کی فصیل پر ایک چکر لگا کے دیکھا کہ دشمن کیا کر رہے ہین اور اس وقت دشمنون کے پڑاؤ مین کیا ہو رہا ہے۔

چودھوان باب

وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا

اب موسیٰ روز قلعہ سے نکل کے دشمنون پر حملے کرتا جب اُن کی طرف سخت

یورش ہوتی تو اپنی فوج کو اطمینان سے قلعہ کے اندر لا کے پھاٹک بند کر والیتا۔ اور شہر پناہ پر سے ایسی سخت تیر افگنی و سنگباری ہوتی کہ دشمن ہمت ہار کے ہٹ جاتے۔ دراصل اسے زرعہ کی کارگزاری کا انتظار تھا۔ مگر اس کے جانے کے چھٹے روز اس نے دیکھا کہ عثمان بن مسعود کے علمبرداروں نے زرعہ کا سر قلعہ کی فصیل پر اچھال کے پھینک دیا۔ جسے دیکھ کے موسیٰ کو بڑا صدمہ ہوا۔ سمجھ گیا کہ زرعہ کو لوگوں نے پہچان کے قتل کر ڈالا۔ اور دل میں کہا "بیشک اب قسمت مخالف ہے"۔

اسی رات کو زرعہ کے خون کے انتقام میں اس نے عثمان کے لشکر پر ایک سخت شبخون مارا۔ اس میں وہ ناکام نہیں رہا۔ دشمن کی فوج کا ایک حصہ تباہ ہو گیا۔ مگر یہ نہ ہوا کہ اس سے لڑائی پر کچھ اثر پڑتا۔ یا محاصرے سے چھٹکارا ملتا۔

دوسرے دن تنگ آ کے اس نے اپنے تمام بہادر سرداروں اور رفیقوں کو جمع کر کے یہ تقریر کی: "بہادرو! اب صبر کی حد ہو چکی۔ قلعہ میں کھانے پینے کا جو کچھ سامان تھا ختم ہو گیا۔ ترمذ کی رعایا فاقے کر رہی ہے۔ دو چار روز میں فوج کے سپاہی اور ہم سب لوگ بھی فاقے کریں گے۔ اور گرسنگی کی شدت اس قابل بھی نہ رکھے گی کہ جی کھول کے دشمنوں سے لڑیں۔ چلو اب ہم سب جان پر کھیل کے نکل پڑیں۔ اور کل ہی کے دن کو اپنی زندگی کا اعلیٰ ترین کارنامہ بنا دیں۔ یا فتحیاب ہوں یا مارے جائیں۔" تمام جاں نثاروں نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور موسیٰ نے قلعہ کا حاکم اپنی طرف سے اپنے بھتیجے نضر بن سلیمان کو بنا کے اس سے کہا "بظاہر اس باب میں مارے جانے کے لیے جاتا ہوں۔ مجھے بعض وجوہ سے زندگی بہت پیاری ہے۔ مگر ایسی پیاری نہیں کہ زندگی کو کبھی میں ذلت کے ساتھ نہیں برداشت کر سکتا۔ خیر اگر مارا جاؤں اور تم اس بات پر مجبور ہو کہ ہتھیار رکھ دو تو خبردار عثمان بن مسعود کے آگے ہتھیار نہ ڈالنا۔ اور نہ قلعہ اس کے حوالے کرنا۔ بلکہ تم حاکم بلخ مدرک بن مہلب کے آگے سر جھکانا۔ اور قلعہ کی کنجیاں اسی کے پاس بھیج دینا۔"

یہ وصیت کر کے اس نے فوج کے انتظام کی طرف توجہ کی۔ ترمذ میں کل پندرہ ہزار فوج تھی۔ اس میں سے پانچ ہزار فوج نضر کے حوالے کی۔ اور دس ہزار جوان مردوں کو اپنی رفاقت کے لیے منتخب کر لیا۔ اور گھر میں جا کے نوشین اور قتلق خانم سے مل کے کہا "شاید میری تمہاری رفاقت کا زمانہ کل ختم ہو جائے۔ اور میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے بعد تم کو زمانے سے کیسا سابقہ پڑے۔ اس لیے میں تم کو اپنے حقوق سے آزاد کر کے اختیار دیتا ہوں کہ میرے بعد جو مناسب جاننا کرنا۔" یہ سن کے دونوں مہجبینوں کی آنکھوں سے آنسو جاری

ہو گئے۔ اور نوشین نے کہا "مین اُس گھڑی کے لیے زندہ نہ رہون گی جب مجھے تمھاری رفاقت سے آزاد ہو کے آپ اپنا فیصلہ کرنا پڑیگا۔"

موسیٰ "اگر تمھارا ارادہ خودکشی کا ہو تو مین ایسی حرام موت کی اجازت نہین دیتا۔"

قتلق "تو آپ سرنگ کے راستے سے نکل کیون نہین چلتے؟"

موسیٰ "اپنے لیے بھی مین ایسی بھاگ کے جان بچانے کی زندگی کو حرام جانتا ہون جن حوصلون اور کارنامون نے آج تک کامیاب رکھا ہو اُن کی یہ اجازت نہین کہ مرتے وقت ناموری کی زندگی کو داغ لگا دون۔ اگرچہ مجھے مطلق ہراس نہین اور پوری اُمید ہے کہ کامیاب ہون گا۔ مگر ایسے دشمنون مین جاتا ہون جن کی قوت اور تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ہر طرح کے اندیشے نظر کے سامنے ہین۔"

پھر اس کے بعد جب پلنگ پر جا کے لیٹا تو تنہائی مین لعبت چین نوشین سے بہت دیر تک باتین کرتا اور اُسے تسلی دیتا رہا۔ آیندہ زندگی کے متعلق بہت سی تدبیرین بتائین۔ بتایا کہ میرے بعد تم کیا کرنا۔ اور اُسے نصیحتین کرتے کرتے سو گیا۔

صبح کو اُٹھ کے نماز سے فارغ ہوتے ہی اُس نے پہلے اپنے غلام کو کب کو الگ لیجا کے کچھ باتین کین۔ اور اُسے لڑائی مین ساتھ رہنے کی تاکید کی۔ پھر دونون لباس جنگ سے آراستہ ہو کر باہر آئے۔ اور اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ موسیٰ نے ایک ایک سوار کے پاس جا کے کہا "آج ہم مرنے کے لیے چلتے ہین۔ اگر تمھارے دل مین ذرا بھی کمزوری ہو تو نہ چلو۔ اس لیے کہ بہت نازک اور آزمایش کا موقع ہو۔" سب نے وعدہ کیا کہ "ہم موت کو کھیل سمجھین گے۔ اور دم واپسین تک آپ کی رفاقت نہ چھوڑین گے۔" اُن کی طرف سے اطمینان حاصل کرتے ہی پھاٹک کھلوا کے باہر نکلا۔ اور سب تکبیرین کہتے ہوے تورانیون پر جا پڑے۔

پہلی رو مین بے خبر دشمنون پر ان سر بکف سوارون کی تلوارون نے غیر معمولی کام کیا جب تک وہ سنبھلین سنبھلین انھون نے دم بھر مین دس بارہ ہزار آدمی کاٹ ڈالے۔ اور ہر طرف ایک طرف بھگدڑ سی مچ گئی۔ طرخون حملہ آورون کی جوانمردی کو حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ ارسلان دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور کہا "اپنے سپاہیون کو جلد ہی سنبھالیے دشمن جان پر کھیل کے نکل پڑے۔ مجھے بخوبی معلوم ہو چکا ہو کہ خود موسیٰ ہو۔" طرخون نے فوراً بڑھ کے اپنے

لوگون کو للکارا۔ اور سمرقند کے لشکر اور موسیٰ کے سپاہیون مین سخت لڑائی ہونے لگی۔ سمرقندی اپنی وضع و استقلال کی زبان سے کہہ رہے تھے کہ "ہم پیچھے نہ ہٹین گے" اور ہمراہیان موسیٰ زبان شمشیر سے جواب دے رہے تھے کہ "ہم سب کو کاٹ کے ڈال دین گے"

ارسلان جسے اس لڑائی مین سب سے زیادہ انہاک تھا باپ کو لڑائی پہ ابھار کے شاہ بخارا کے پاس پہونچا اور اُس سے کہا "دیکھیے یہی نازک موقع ہے۔ موسیٰ نے جان پہ کھیل کے حملہ کیا ہے ایسا نہ ہو کہ میدان مارے جائے۔ والد اوس حد تک بڑی مضبوطی و استقلال سے روکے ہوے ہین۔ آپ اپنے لشکر کو موسیٰ کی پشت پہ پہونچا دیجیے کہ یہ لوگ پھر قلعہ مین واپس نہ جا سکین"

یہ کہنے کے بعد ارسلان گھوڑے کو اڑا کے بجلی کی طرح عثمان بن مسعود اور مدرک بن مہلب کے پاس پہونچا اور اُن سے کہا "موسیٰ سر ہتھیلی پہ لے کے نکل پڑا۔ او رسمرقندی فوج مین نہایت سخت خونریزی ہو رہی ہے۔ آپ جلدی بڑھ کے والد کی مدد کرین۔ ورنہ یا تو تورانیون کو شکست ہو جائے گی اور یا موسیٰ اُن کو ہٹا ہٹا کے نکل جائیگا۔ فوراً پوری قوت سے اُس پہ حملہ کیجیے۔ ورنہ ہو۔ مین خود آپ کے ہمراہ چلتا۔ مگر ایک نہ ایک ضرورت سے اور طرف جاتا ہون" یہ کہہ کے وہ چلا گیا۔ اور عربی لشکر خراسان بھی عثمان بن مسعود کے حکم سے ترکون کی مدد پہ روانہ ہو گیا۔

مگر جب تک یہ لوگ پہونچین پہونچین سمرقندیون کو شکست ہو گئی۔ طرخون ہزار پکارتا اور للکارتا رہا مگر اُن پہ جانبازعربون کی ایسی مار پڑ رہی تھی کہ بدحواسی نے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ نہ کسی طرف دیکھتے تھے اور نہ کسی کی سنتے تھے اور بے تحاشا بھاگتے چلے جاتے تھے نا گہان موسیٰ کے پیچھے بخارا کا لشکر پہونچ گیا جسکو دیکھ کے موسیٰ نے سمرقندیون کی طرف سے رخ پھیر کے بخاری لشکریون کی طرف توجہ کی۔ ساتھ ہی طرخون نے للکار کے سمرقندیون کا رخ پھیر دیا۔ اور اب موسیٰ کے سپاہی دونون جانب سے گھرے ہوے تھے مجبوراً انھین تقسیم ہو کے دونون طرف رخ کرنا پڑا تا کہ دونون حریفون کو روکین۔

اتنے مین عثمان کا خراسانی لشکر بھی جا پہونچا جس کے تمام افسر عرب تھے۔ انھون نے پہونچتے ہی کوشش شروع کی کہ ترمذ والون پر جا بجا حملہ کر کے اُن کا جتھا توڑ دین۔ اور موسیٰ کے سوارون کو دوران جنگ مین مختلف ٹکڑون مین بانٹ کے کمزور کر دین۔

تین گھنٹہ کی سخت معرکہ آرائی کے بعد عربون کو اس کوشش میں کامیابی ہوئی۔ اور عثمان بن مسعود نے موسیٰ کو ایک چھوٹے سے گروہ کے اندر امیرانہ شان اور شاہانہ وضع میں دیکھ کے شور کیا کہ پروردگار کعبہ کی قسم موسیٰ یہی ہے۔ اگر یوں ہاتھ نہیں آتا تو اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دو۔" اب کیا تھا۔ چاروں طرف سے موسیٰ پر یورش ہوئی۔ اُس کے گھوڑے پر ہر طرف سے نیزے پڑنے لگے۔ اور تلواروں کے وار اس شدت سے پڑے کہ گھوڑے کے دو پاؤں کٹ گئے۔ اور وہ گرا۔ اُس کو گرتے دیکھ کے ہمراہیوں نے کوشش کی کہ دشمنوں کو ڈھکیل کے نکل جائیں جس کا انھیں عثمان کے حکم سے خود ہی موقع دے دیا گیا۔ اکثر جان بچا کے نکل گئے۔ اور اُن سے میدان صاف ہوتے ہی لوگوں نے چاروں طرف سے موسیٰ پر نرغہ کیا جو زمین پر پڑا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک حبشی شخص طیش و غضب کے ساتھ گھوڑے سے کود کے اُس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ فوراً اُس کا سینہ خنجر سے چاک کیا۔ اور ناک کان کاٹ کے اور سارے چہرے کا گوشت چھیل کے صورت بگاڑ دی اور اُٹھ کے اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے وقت بولا "میں ہی نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔ اور میں ہی نے آج اسکو قتل کیا۔ اور اس کے باپ نے مرتے وقت جو میرے منھ پر تھوکا تھا اُسکا انتقام آج ملا ہے۔ اور اُس وقت کا چھپا ہوا کانٹا آج دل سے نکلا۔" اب سواروں نے موسیٰ کی لاش کو روندنا اور پامال کرنا شروع کیا۔ اتنے میں عثمان بن مسعود آ گیا اور سب کو ہٹا کے اُس حبشی کو جس نے بے رحمی سے موسیٰ کی جان لی تھی بلا کے کہا "وکیع بن عمر افریقی تم نے بڑا کارنمایاں کیا۔ جسکا انعام تمکو ہمارے حاکم مفضل اور سمرقند کے بادشاہ طرخون دونوں دیں گے اور اس قدر دیں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔"

اب موسیٰ کا سر کاٹ کے نیزے پر بلند کیا گیا۔ اور ہر طرف سے نعرے بلند ہوئے کہ موسیٰ مارا گیا۔ اسکی فوج والے ہتھیار رکھ دیں اور قلعہ والے قلعہ کے پھاٹک کھول دیں تو سب کو جان کی امان دی جائے گی۔ مگر جو لوگ موسیٰ کے ساتھ قلعہ سے نکلے تھے انھوں نے ہتھیار رکھنے کے بجائے اور سختی سے لڑنا شروع کر دیا۔ اور دشمنوں کے نعروں کا یہ جواب دیا کہ ہم فتح کے لیے نہیں بلکہ موسیٰ کے ساتھ مرنے کے لیے آئے ہیں۔ آؤ ہم سے لڑو۔ اور ہمیں مارو۔" انجام یہ ہوا کہ شام کے قریب تک برابر خونریزی ہوتی رہی۔ اور جب تک رفقائے موسیٰ لڑتے رہے لڑائی بھی جاری رہی۔

شام کو لڑائی کے رکتے ہی نضر بن سلیمان نے مدرک بن ابی جہلب کے پاس

پیام بھیجا کہ ہم لوگ اور ہمارا قلعہ آپ کے بھائی والی خراسان کے آگے سر جھکانے اور ہتھیار ڈالنے کو تیار ہے۔ مگر ہمیں عثمان بن مسعود سے سروکار نہیں۔ ہم آپ کے آگے ہتھیار ڈالتے اور قلعۂ ترمذ آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ بیجیے یہ قلعہ کی کنجیاں ہیں۔ اور جلدی آکے قبضہ کیجیے اس لیے کہ قلعہ کے پھاٹک آپ کے انتظار میں کھلے ہوئے ہیں۔" اور اس پیام کے ساتھ قلعہ کی تمام کنجیاں بھی بھیج دیں۔ تدرک نے فوراً اپنے لشکر کے ساتھ آکے قلعہ پر قبضہ لیا۔ سب کو اطمینان دلایا۔ اور اُسی وقت عثمان بن مسعود کو بلا کے قلعہ کو اپنی طرف سے اُس کے حوالے کر دیا۔ اسکے ایک گھنٹہ کے بعد حملہ آوروں میں سے عثمان اور تدرک اور شاہان ترکستان فاتحانہ کروفر سے قلعۂ ترمذ میں داخل ہوئے۔ خزانے اور مال و دولت پر قبضہ کرنے کے ساتھ ہی موسیٰ کی حرم سرا کا جائزہ لیا جانے لگا۔ اور سب سے پہلے شاہزادی نوشین اور قتلغ خانم بلوائی گئیں۔ مگر ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔ یزید بن مہلب کی آرزو برلانے کے لیے قلعہ اور ترمذ کا ایک ایک کونہ اور ہر ہر گھر ڈھونڈھ ڈالا گیا مگر دونوں میں سے ایک کا بھی سراغ نہ لگا۔

اس جستجو میں مایوس ہو کے عثمان نے طرخون سے کہا "اپنے صاحبزادے ارسلان کو بلوائیے جنھوں نے ہمارے سردار یزید کو ان حورو شِ وِپری تمثال مہ جبینوں کا شوق دلایا ہے۔ وہ اُن دونوں کو پہچانتے ہیں۔ غالباً وہ بیان کی عام عورتوں میں مل گئی ہیں اور ہم میں سے کوئی اُن کو نہیں پہچان سکتا۔ اس لیے ارسلان کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ اُن دونوں سرلقاؤں کو جو عام عورتوں میں مل گئی ہیں۔ ڈھونڈھ کے نکالیں۔" طرخون نے ارسلان کی تلاش میں آدمی دوڑائے۔ اور سب یہی جواب لائے کہ "اُن کا کہیں پتہ نہیں۔"

موسیٰ کی لونڈی جلاجل کھڑی ان باتوں کو سن رہی تھی اور ارسلان کی اصلی حالت سے واقف تھی بولی "میں تو سمجھتی ہوں کہ ارسلان ہی میری دونوں بیبیوں کو لے کے بھاگ گئے۔ اس لیے کہ اُن کے عشق ہی میں اُنھوں نے یہ سارے ہنگامے پیدا کرائے۔ اور بالتخصیص بی بی نوشین کے عشق میں نہایت بے تاب و بیقرار تھے۔"

یہ سنتے ہی تدرک نے کمال طیش سے کہا "تو اب ہمیں ارسلان سے انتقام لینا ہے کیونکہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے اُس نے میرے بھائی کو اپنی معشوقہ کا عاشق بنایا۔ اور

شگفتہ

مطلب نکلتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ جہاں ملے تلاش کرکے لایا جائے۔" اس پر طرخون نہایت ہی آ
ہوا۔ اور کہا "ارسلان تمھارا نوکر یا غلام نہیں۔ نوشگین اصل میں اُسی کی وہ دلھن تھی جسے موسیٰ
زبردستی اڑا لایا تھا۔ اگر وہ اپنی دولھن اور اپنے وطن کے سردار بہرام کی بیٹی قتلغ کو لے
گیا تو کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔"
مدرک "تو اس لونڈی کے بیان کی تصدیق بھی ہوگئی۔ بے شک ارسلان مجرم ہے کہ
اپنا انتقام لینے کے لیے اُس نے یزید بن مہلب کو فریب دیا۔ اور اب اپنی ہنگامہ آرائی و فتنہ
پردازی سے فائدہ اُٹھا کے دونوں دلرباؤں کو اُڑا لے گیا۔ خیر سمجھا جائیگا۔ اور اس کا فیصلہ
اب ہمارے سردار مفضل بن مہلب کرینگے۔ مگر ہر طرف ناکہ بندی کر دی جائے کہ
ارسلان ہو تو نکل کے جانہ سکے۔"

پندرھواں باب

مگر خدا کی درگاہ سے نا اُمید نہ ہو

سر بفلک پہاڑوں کی ایک گھاٹی ہے۔ نہایت ہی گھنا جنگل ہے۔ آفتاب غروب ہونیکے
قریب ہوا اور چار مسلح سوار ایک غار کے پاس خاموش اور ساکت و صامت کھڑے
ہیں گویا کسی کے منتظر ہیں۔ مگر یہاں وحشیان دشت و درندے نشیمن میں کس کا انتظار ہوسکتا
ہے؟ اور وہ بھی اس وقت جبکہ شام ہونے کو فقط دو گھڑیاں باقی رہ گئی ہیں!
اتنے میں ایک سوار نے نہایت آہستہ سے دوسرے کے کان میں کہا "ہمیں انتظار کرتے
دو گھنٹے گزر گئے کسی نے غلط خبر تو نہیں دی؟"
دوسرا "خاموش۔ بولو چالو نہیں۔ آتی ہی ہوں گی۔ میری خبر غلط نہیں ہوسکتی۔ اور یہ جگہ
وہی ہے جس کا انتظار ہے۔"
اب یہ لوگ پھر خاموش ہو گئے۔ اتنے میں غار کے اندر سے کچھ آہٹ معلوم ہوئی
اور چاروں سوار کسی کے شوق ملاقات میں زیادہ مستعد ہو گئے۔ ناگہاں دس بارہ جوان عورتیں
چہروں پر نقابیں ڈالے سفید چادروں میں لپٹی اور گھوڑوں پر سوار نکلیں۔ باہر
آتے ہی ایک نے اپنے برابر والی کی نقاب و چادر کو غور سے دیکھا۔ اور گویا مطمئن
ہو کے اُن سواروں کے ساتھ ہوئی۔ سب ساتھ والیاں اُسکے پیچھے چلیں۔ اور یہ

سوار اُن عورتون کو ساتھ لیکر روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر تک سب خاموش چلے گئے۔
اس کے بعد مسلح سوارون مین سے ایک نے جو سب کے آگے اور زیادہ مستعد تھا اس عورت کی طرف دیکھ کے جو سب عورتون کی پیش رو تھی پوچھا "تمھین یہان تک پہونچنے اور شاہزادی کے لانے مین کوئی دشواری تو نہین پیش آئی؟"

عورت "کوئی دشواری نہین پیش آئی۔ سب کام آسانی سے ہو گیا۔ مجھے فقط اتنا اندیشہ تھا کہ تم یہان تک نہ پہونچ سکے تو کیا ہوگا۔ گو کہ مین نے اپنے معتبر لوگون کو ساتھ کر کے تمھین یہ جگہ دکھا دی تھی مگر پھر بھی دھڑکا تھا کہ شاید نہ پہونچ سکو۔ مگر تم نے جگہ خوب یاد رکھی پہونچ گئے۔ اور اطمینان کے ساتھ ملاقات ہو گئی۔ اب راستے مین بات نہ کرو۔ گھر چل کے باتین کرینگے" اب پھر سب خاموش ہو گئے۔ اور آہستہ آہستہ اور رک رک کے جنگل کے گھنے درختون مین گزرنے لگے۔ تھوڑی دور جا کے اگلے سوار سے ضبط نہ ہو سکا اور بولا "قتلغ خانم۔ اب کسی کا اندیشہ نہین ہے۔ اور مین اس قدر مسرور و شادمان ہون کہ خوشی ضبط نہین ہو سکتی۔ بتاؤ شاہزادی نے آنے مین تامل تو نہین کیا؟"

قتلغ خانم "جب موسیٰ کی زندگی سے یاس ہو گئی تو پھر تامل کی کیا وجہ ہو سکتی تھی۔ وہ خوشی سے ساتھ آئی ہین اور میرے ساتھ ہین مگر وہ راستے مین بات کرنا نہین پسند کرتین کہین اطمینان سے بیٹھ کے آپ سے کچھ قول و قرار لے لین گی تب بات کرینگی"

ارسلان (اس لیے کہ یہ سوار وہی ہے جو چند رفیقون کے ساتھ قتلغ کی نشاندہی سے اور اُس کے حسب مطلب یہان آ پہونچا) "مجھ سے قول و قرار چاہتی ہین۔ وہ جو چاہتی ہون مجھے سر آنکھون سے منظور ہے"

قتلغ "تمھین سب سے بڑا دھڑکا یہ لگا ہے کہ آپ یہان سے لے جا کے اُن کا ہاتھ یزید بن مہلب کے ہاتھ مین تو نہ دے دین گے جس سے اُن کے لانے کا وعدہ کر چکے ہین؟"

ارسلان "یہ میرا فریب تھا اور بغیر اس کے مجھے بھلا خراسان سے کیسے مدد مل سکتی؟ اب وہ مقصد حاصل ہو گیا تو پھر مجھے نہ مسلمانون کی خلافت سے کام ہے نہ خراسان کی ولایت سے اور نہ یزید سے جو اب خراسان کا والی بھی نہین رہا۔ مین یہان سے تہ ندھا کے پہلے اپنے والد کے پڑاؤ مین ٹھہرونگا۔ اور دوسرے ہی دن تڑکے تھوڑے سے سوارون کو ساتھ لے کے سمرقند کا راستہ لونگا۔ اب لشکرگاہ مین پہونچ کے کسی

مسلمان سرداروں سے ملوں گا جو یہیں ہیں"
قتلق :- "معلوم نہیں موسیٰ زندہ بچے یا مارے گئے"
ارسلان :- "اب بھلا وہ کیا زندہ بچ سکتا ہے۔ میں اُسے سمرقند و بخارا اور خراسان کے لشکروں میں گھرا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ اُس کے چند رفیقوں نے کیا بنا لیا ہوگا۔ میں تو وہاں ٹھہر کے اُس کے قتل کا تماشا دیکھتا۔ مگر یہاں آنا اور تمھارے وعدے پہ پہونچنا ضروری تھا۔ اُسے موت کے منھ میں چھوڑ کے چلا آیا۔ میرے آنے کے بعد ضرور مار ڈالا گیا ہوگا۔ اور یقیناً مجھے زندگی بھر کے لیے اُس سے نجات مل گئی"
یہ باتیں کرتا ہوا وہ اپنے لشکرگاہ کے قریب پہونچا۔ اور اپنے پڑاؤ کی طرف رخ کر کے چلا تھا کہ چند ترکی سوار ملے جن سے معلوم ہوا کہ موسیٰ لڑائی میں مارا گیا۔ اور قلعے پر قبضہ ہو گیا مگر وہ دونوں مہ جبین دلربائیں جن کے واسطے اتنی خونریزی ہوئی اُنکا پتہ نہیں۔ موسیٰ کے حرم کی کسی کنیز نے کہہ دیا کہ آپ ہی اُن کو لے کے بھاگ گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کے سردار اور آپ کے والد سے سخت گفتگو ہوئی۔ اور مسلمان آپ کی تلاش میں ہیں"
ارسلان۔ (قہقہہ مار کے) "اب وہ مجھے کہاں پا سکتے ہیں"
قتلق خانم :- "تو آپ اب پڑاؤ میں نہ چلیں۔ بلکہ اسی طرف سے سمرقند کا راستہ لیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں آپ کو مجبوراً مسلمانوں کے سامنے جانا پڑے اور ناگوار واقعات پیش آئیں"
ارسلان :- "کیا باتیں کرتی ہو۔ ایک لاکھ تورانی سپاہ میں سے مجھے کون زبردستی لے جا سکتا ہے"

یہ کہہ کر آگے بڑھا۔ اور ترکی پڑاؤ اب پانچ چھ سو گز کے فاصلے پہ تھا کہ ایک گرد آوری کرنے والی فوج نے قریب آ کے پوچھا "تم کون لوگ ہو دوست یا دشمن؟"
ارسلان :- "دوست" یہ کہہ کے اُن سے بچ کر نکلنے کا رخ کیا تھا کہ وہ سوار جو تعداد میں دو سو سے زیادہ تھے سر پر آ گئے۔ اور کہا "ہم پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو۔ اور کس گروہ کے لوگ ہو؟"
ارسلان :- "میں سمرقندی لشکر کا سردار اور شاہ سمرقند طرخون کا بیٹا ارسلان ہوں"
ایک سوار :- "تو اپنے کیمپ میں جانے سے پہلے سردار مدرک بن مہلب کے پاس چلیے!"

ارسلان "وہ میں دوست ہون دشمن نہین - اپنے بڑے اُوے میں ذرا دم لے کے ابھی آتا ہون"

سوار "ہمین حکم ہو کہ آپ جہان ملین آپ کو اُن کے پاس لیجا کے حاضر کردین اُن سے پوچھ کے چلے آیئے گا"

ارسلان "مگر مین ابھی سیدھا اُن کے پاس نہین جا سکتا"

سوار "ہم تو لے چلین گے" یہ کہتے ہی اُنھون نے ارسلان کو گھیر لیا - اور کہا "بس چلو - جلدی چلو - دیر لگانے کی ضرورت نہین"

ارسلان - (طیش کے ساتھ) "تو تم مجھے زبردستی لے چلو گے؟"

سوار "جی ہان یہی حکم ہے"

ارسلان - (ساتھ والون سے) "اچھا تم سب چل کے میرے خیمے مین ٹھہرو - مین مدرک سے مل کے ابھی آتا ہون"

سوار "یہ بھی نہین ہو سکتا ہمین تاکید ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھ جو لوگ ہون اُن سب کو حاضر کرین - آپ کے گروہ مین سے کوئی جانے نہ پائے گا - سب ہمارے ساتھ چلین گے"

اب ارسلان مجبور و بے دست و پا تھا - خاموشی و نااُمیدی کے ساتھ اُن کے ساتھ ہو لیا - اور ذہن مین صدہا قسم کے متوحش خیالات چکر مار رہے تھے -

آخر لوگ اُسے کشان کشان مدرک کے خیمے پر لے گئے - اور اُسے خبر کی - وہ ارسلان کا نام سنتے ہی باہر نکل آیا - اور ارسلان نے اُس کی صورت دیکھ کے کہا "مین جس طریقے سے بلوایا گیا ہون اُس کی مجھے آپ سے شکایت ہے"

مدرک "اس طرح بلانے کی وجہ یہ ہے - تم ہمارے مجرم ہو - اور تم پر الزام یہ ہے کہ اپنا مطلب نکالنے کے لیے میرے بھائی یزید کو اپنی معشوقہ کا عاشق بنایا - اُس سے خونریزی کرائی - ملکی کو بے وجہ قتل کرایا - اور صبح ہوتے ہی حسین لوشین کو غائب کر دیا"

ارسلان "مین نے غائب کر دیا؟ مین قلعہ کے اندر تک نہین گیا - یہ کیونکر کہ وہ خود بھاگ گئی ہین؟"

مدرک "وہ خود بھاگ گئی ہون یا تم لے گئے ہو مگر تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ اسی وقت

شاہزادی کا شغر لعبت چین کو حاضر کرو۔ اور جب تک وہ نہ آجائے تم یہاں سے نہیں جا سکتے۔"

اس کے جواب میں ارسلان بڑی دیر تک متامل رہا۔ پھر بولا "اچھا میں اس شرط سے اُن کو آپ کے سپرد کرتا ہوں کہ سردست آپ ان کو خراسان نہ بھیجیں۔"

مدرک "تم تو ابھی اُس نازنین کے پہچاننے سے انکار کر رہے تھے یا اتنی دیر میں وہ تمھارے قبضے میں نکل آئی۔ بے شک تم مکار دغا باز اور جھوٹے ہو۔ اور تم سے کہا جاتا ہے کہ بلا شرط شاہزادی کو لاکے ہمارے حوالے کرو۔"

ارسلان "میں نے جھوٹ نہیں کہا۔ بلکہ یہ ہوا ــــــ"

مدرک۔ (بات کاٹ کے) "میں جواب نہیں مانگتا۔ بلکہ تم سے شاہزادی نوشین کو مانگتا ہوں۔"

اب ارسلان نے کمال حسرت و یاس کے لہجے میں قتلق خانم کو پاس بلوا کے اُس سے کہا "اب ہم بالکل مجبور ہیں۔ اور کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی۔ لاؤ شاہزادی نوشین کو ان عرب سردار کے حوالے کر دو۔" قتلق نے ساتھ والیوں میں سے ایک کو مدرک کے سامنے لاکے کہا "لیجیے۔ یہ ہیں شاہزادی نوشین۔" اور ساتھ ہی اُس کے چہرے پر سے نقاب اُلٹ دی۔ اب اس عورت کی صورت دیکھی تو یہ تماشا قتلق خانم اور ارسلان دونوں کے منھ سے ایک چیخ کی آواز نکل گئی۔ اور دونوں سناٹے میں آگئے۔ اس لیے کہ یہ ایک سیاہ فام حبشن تھی جس کی صورت دیکھتے ہی تمام حاضرین مبہوت و حیرت زدہ رہ گئے۔ اور اس حبشن نے عاجزی کے لہجے میں مدرک سے کہا "حضور میں شاہزادی نوشین کی ایک ذلیل لونڈی ہوں۔ جان بچانے کے لیے ان کے ساتھ بھاگ آئی ہوں۔"

مدرک۔ (سخت غضبناک ہو کے ارسلان سے) "یہی شاہزادی نوشین ہے جس کے حسن و جمال کی تم نے میرے بھائی سے تعریف کی تھی؟"

ارسلان "اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں۔ مجھے خود فریب دیا گیا۔ اور یہ ساری کارستانی مکار اور دغا باز قتلق خانم کی ہے۔ جو ہونی کی دوسری محبوبہ ہے۔ اُس نے مجھے اپنا دوست بنایا قلعہ کی خبریں دیں۔ ہونی سے دغا کی۔ اور اپنی آزادی کے شوق میں مجھ سے وعدہ کیا کہ نوشین کو میرے پاس پہونچا دے گی۔ اور جب میں اس کے بتائے ہوئے مقام پر نوشین کے شوق میں پہونچا تو یہ اُس کو کہیں بھگا کے خود میرے

ساتھ چلی آئی۔ اور راستے بھر کہتی رہی کہ شاہزادی ہمارے ساتھ ہیں۔ غالباً اس کا مقصد یہ ہو کہ اکیلی ہی میری محبوبہ بن کے رہے۔ مگر یہ نہ ہو گا۔ میں شاہزادی کے عوض اس کی جان لوں گا۔"

قتلق خانم "میں نے تم کو فریب نہیں دیا۔ بلکہ خود شاہزادی مجھے جُل دے کے کسی طرف چلی گئیں۔ اور مجھے اس دھوکے میں رکھا کہ میرے ساتھ ہیں۔"

طغرل (ارسلان سے) "خیر اب تم قتلق خانم اور یہ تمھاری لائی ہوئی نوشتیں اور جتنے لوگ تمھارے ساتھ گرفتار ہو کے آئے ہیں سب میرے بھائی یزید اور مفضل کے پاس بھیج دیے جائیں گے۔ وہ جو چاہیں گے تمھارا فیصلہ کریں گے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے پانچ ہزار عرب سپاہیوں کو بلا کے منصور بن نحل ازدی کو اُن پر سردار مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ ان سب کو اسی وقت جیحون کے پار اُتار کے پا بزنجیر نیشاپور میں لیجاؤ۔ اور میرے دونوں محترم بھائیوں کے سامنے پیش کر دو۔" اور جو کچھ واقعات پیش آئے تھے اُن کو مفصل و مشرح بیان کر کے منصور سے کہا "ان سب باتوں کو ان کی خدمت میں عرض کر دینا۔ اور بتا دینا کہ ارسلان کتنا بڑا دغا باز مکار اور کیسا بے حیا و بد اطوار شخص ہے۔" اس کے بعد منصور کو اس کی بھی تاکید کی کہ "خبردار ان سب لوگوں کو نہایت ہوشیاری سے لے جانا۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے ترک بھائی آکے ان کو چھڑا لیجائیں۔ یا ان میں سے ایک بھی غائب ہو۔ ایک بھی کم ہوا تو اُس کا معاوضہ تمھارا سر ہو گا۔"

اب ہم پھر اُس غار کے دہانے پر چلتے ہیں جہاں ارسلان کو قتلق خانم ملی تھی۔ انھیں اور ان کے ہمراہیوں کو غار اور جنگل کے پاس سے روانہ ہوئے۔ تقریباً ایک گھنٹہ گزرا ہو گا کہ وہاں ایک اور شخص یکہ و تنہا نمودار ہوا جو سر سے پاؤں تک خون میں نہایا ہوا ہے۔ اب مغرب کا وقت ہو چکا ہے۔ اندھیرا بڑھتا اور پھیلتا جاتا ہے اور اس جنگل میں تو گھنے درختوں اور اونچے پہاڑوں کی وجہ سے بالکل رات معلوم ہوتی ہے۔ اس شخص نے اندھیرے میں غار کے اندر جھک کے دیکھا۔ دو ایک قدم اندر گیا اور واپس چلا آیا۔ اب وہ نہایت پریشان وضع سے غار کے آس پاس ٹہلنے لگا۔ ٹہلتے ٹہلتے مغرب کی نماز یاد آئی تیمم کر کے نماز پڑھی اور غار سے دور ہٹ کے اُس

پاس کے جھو پون اور جنگل کے گھنے درختوں میں چکر لگانے لگا۔ اس کا اضطراب ساعت بساعت بڑھتا جاتا تھا کہ کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ اور چونکنا ہو کے سر چہار طرف نظر دوڑانے لگا۔ ناگہان ایک کھوہ کے اندر سے ایک زنانی نغمہ خیز اور سریلی آواز میں یہ الفاظ سنے گئے "کوکب تمھارے آقا کہاں ہیں ہے؟"

شخص "پوچھنے والے کی صورت دیکھ لوں تو بتاؤں" اس کے جواب کے ساتھ ہی ایک نقاب دار نازنین برآمد ہوئی جس نے قریب آتے ہی چہرے پر سے نقاب ہٹا کے کہا "لو یہ صورت بھی دیکھ لو۔"

شخص "آہ! اس بدقسمتی مصیبت اور تباہی و نا اُمیدی میں ایسا اُمید و آرزو کا چاند نکل آیا! شاہزادی تمھارا وہ جان نثار خادم یہ تمھارے سامنے کھڑا ہے۔ اور افسوس تمھارا غلام کوکب شہید ہوا۔"

نازنین "ارے! یہ تم ہو! میں تمھیں کوکب سمجھی تھی۔" یہ کہتے ہی دوڑ کے سینے سے لپٹ گئی۔ اور کہا "یہ تو بتاؤ کہ یہ اپنے غلام کا بھیس کیوں ہے؟"

شخص "اسی بھیس نے بچا لیا۔ میدان قتال میں قدم رکھنے سے پہلے میں نے اپنے کپڑے کوکب کو پہنا دیے تھے۔ اور اس کے کپڑے خود پہن لیے تھے۔ انجام یہ ہوا کہ میرے دھوکے میں لوگوں نے کوکب کو گھیر کے قتل کر ڈالا۔ میں لڑتا بھڑتا اور اپنے پیارے حوالہ کی مدد سے کود تا پھاندتا بھاگا۔ اور دشمنوں کے نرغے سے بچ کے نکل آیا۔ مگر پیاری نوشین۔ (اس لیے کہ یہ معشوقہ بادفا لعبت چین نوشین ہی ہے) تو پھر اس سے گفتگو کرنے والا موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟) تمھارے ساتھ اور کوئی نہیں ہے؟"

نوشین "کوئی نہیں۔"

موسیٰ "اور قتلق خانم کیا ہوئیں ہے؟"

نوشین "اُن کا حال نہ پوچھو۔ تمھیں تکلیف ہوگی۔ میں تم سے کہتی تھی کہ تعلق کا اعتبار نہ کرو۔ مگر تمھیں یقین نہ آتا تھا۔ خیر غنیمت ہوا کہ مجھے اُس کا اعتبار نہ تھا۔ اور ڈرتی تھی کہ ہمارے سرنگ کی راہ سے بھاگنے کا حال بھی ارسلان کو نہ بتا دے۔ اور آخر یہی ہوا۔ اس سرنگ کا نکاس اور یہ جنگل اُس نے کسی ذریعے سے ارسلان کو

بتا دیا تھا اور یہ بھی خبر کر دی تھی کہ فلاں روز جس وقت موسیٰ جان دینے کے لیے قلعہ سے نکل کے میدان میں آئیں گے اُسی وقت ہم لوگ سُرنگ میں سے ہو کے بھاگ نکلیں گے اس لیے تم سرنگ کے نکاس پر پہلے سے موجود رہنا اور یہ مجھے اس طرح معلوم ہوا کہ قتلق کی سازش کا پتہ لگانے کے لیے میں نے اس سے کہا اب ہماری نجات اسی میں ہے کہ ارسلان کا ساتھ دیں۔ موسیٰ اس آفت سے جان بر ہوں یہ غیر ممکن ہے۔ پھر اُن کے بعد میں ارسلان کے سوا کس کی ہو سکتی ہوں؟ یہ باتیں سن کے اُسے یقین آ گیا کہ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں دل سے کہتی ہوں اور سچ ارسلان کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ کہنے لگی اسی لیے میں نے پہلے ہی سے اُن کو اپنا دوست بنا رکھا ہے۔ اور اس محاصرے میں جہاں تک ہو سکا اُن کو مدد دی۔ شہر ترمذ کی ایک عورت کے ذریعے سے روز روز کے حالات کی اُن کو خبر دیتی رہی۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ آج موسیٰ جان دینے کے لیے نکلیں گے۔ اور اسی وقت ہم سرنگ سے بھاگ کے گھاٹی اور جنگل میں پہونچیں گے۔ اس گھاٹی کا بھی میں نے انھیں باہر سے راستہ بتا دیا ہے۔ اور ہم جب سرنگ کے باہر نکلیں گے تو اُن کو وہاں اپنا منتظر پائیں گے۔" یہ سن کر میں نے اس سے اور زیادہ یکجہتی اور محبت کا اظہار کیا۔ اور اُسے باور کرا دیا کہ میں بڑی خوشی سے اُن کے ساتھ جانے اور اُن کے پاس رہنے کو تیار ہوں۔"

قلعہ سے چلتے وقت میں نے اپنی دس بارہ کنیزوں کو بھی گھوڑوں پر سوار کرا کے ساتھ لے لیا جن میں تمھاری پرانی بوڑھی حبشن بادر چین تمسو کہ بھی تھی۔ ہم سب نے سوار ہوتے وقت سفید چادریں خوب لپیٹ کے اوڑھ لیں۔ اور منھوں پر نیلی نقابیں ڈال لیں۔ مگر پہچان کے لیے اپنی چادر سُرخ اور نقاب سفید رکھی۔ اس کے بعد قتلق سے کہا تم اتنی مہربانی کرنا کہ ارسلان سے تم ہی باتیں کرنا۔ اور مجھے الگ ہی الگ رکھنا۔ اُن کے خیمے میں پہونچ کے جب میں اُن سے اس بات کا اقرار لے لوں گی کہ وہ مجھے والیٔ خراسان کے حوالے تو نہ کر دیں گے۔ اور اسی طرح کے چند اور اقرار کرا لوں گی تب اُن سے کھل کے ملوں گی۔ اس لیے سُرنگ سے نکل کے اُن کے خیمے میں پہونچنے تک اُن سے اکیلی تم ہی گفتگو کرنا۔ یہ کہہ سن کے ہم سب سُرنگ میں داخل ہوئے۔ پہلے تو میں سب کے آگے اور قتلق کے برابر تھی۔ مگر اندھیرا گھپ ہوا تو

چپکے سے ہٹ کے پیچھے گئی۔ اور محمود کے پاس جا کے جیسے پہلے سے سمجھا دیا تھا نقاب اور
چادر بدل لی۔ اپنی نقاب و چادر اُسے دی اور اُس کی میں نے لے لی اور اس سے کہا کہ
"اب تم گھوڑا بڑھا کے آگے ہو جاؤ اور قتلغ کے برابر ہو۔ مگر خبردار کوئی بات نہ کرنا۔"

اس طریقے سے تین گھنٹے میں کے ہم سرنگ کے دہانے پر پہونچے۔ میں
ذرا اور پیچھے ہو گئی۔ اور جب ساتھ والیاں باہر نکل لیں تو میں نے اندر سے جھانک کے
دیکھا۔ اور قتلغ کے بیان کے مطابق ارسلان کو تین مسلح سواروں کے
ساتھ باہر کھڑے انتظار کرتے پایا۔ میں چپکے سے اور پیچھے ہٹ گئی۔ قتلغ بڑی خوشی و
مسرت کے ساتھ ارسلان سے ملی۔ اُس نے پوچھا "تسنین کو بھی لائیں" اور اس نے
کہا ہاں۔ وہ میرے ساتھ ہیں" اس کے بعد میرے نقاب و چادر دیکھ کے مطمئن
ہو گیا۔ اور ارسلان کے ساتھ بے تکلف مع تمام ساتھ والیوں کے روانہ ہو گئی۔

اُن کے جانے کے بعد میں تھوڑی دیر تک سرنگ ہی میں ٹھہری رہی۔ ناگہان
خیال آیا کہ ایسا نہ ہو میرا ساتھ نہ ہونا اُن کو معلوم ہو جائے۔ اور میری تلاش میں
واپس آئیں۔ اس لیے جب خوب دیکھ لیا کہ اب نہ وہ لوگ نظر کے سامنے ہیں اور
نہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آتی ہے تو سرنگ سے نکل کے درختوں کی آڑ ہی آڑ میں
چلی۔ اور ایک دوسرے غار کو دیکھ کے جو ان درختوں کی آڑ میں ہے اُس کے اندر چلی گئی۔
اور گھوڑے کی پیٹھ سے اُتر کے ایک پاس کے درخت میں اُسے باندھ دیا۔ مگر کیا کہوں کہ
تمہارے انتظار نے تھوڑی ہی دیر میں میرے دل کی کیا حالت کر دی۔ یہ وحشت ناک مقام
سناٹا اور تنہائی۔ پھر بار بار دل میں یہ خیال آتا کہ تمہارا دشمنوں کے نرغے سے بچ کے نکل آنا غیر ممکن
ہے۔ سہمی جاتی تھی کہ تم نہ آئے تو اس جنگل میں میرا کیا حشر ہوگا۔ پھر خیال آیا کہ رات ہوا چاہتی ہے
شیر اور بھیڑیے نکلیں گے۔ ساتھ ہی اس خیال نے تسلی دی کہ اگر تم زندہ بچ کے نہ آئے تو میرے
لیے بہترین انجام یہی ہے کہ صحرا کے درندوں کا لقمہ ہو جاؤں۔ آہ میں حقیقتاً انسانی درندوں سے
ڈرتی ہوں۔ جنگل کے وحشی درندوں سے نہیں ڈرتی۔"

موسیٰ: "نازنین! تم اب یہ باتیں نہ کرو۔ خدا نے یہ سب اندیشے دور کر دیے۔ مگر افسوس
میں نے قتلغ خانم کے بارے میں بڑا دھوکا کھایا۔ اُسے ایسا نہ سمجھتا تھا۔ غالباً یہ لوگ
ابھی قریب ہی ہوں گے۔ اجازت دو تو جا کے دونوں کا کام تمام کر دوں۔"

نوشتین "اُن کے قتل کرنے سے کیا مل جائے گا۔ اور مین نہین چاہتی کہ جن خطرون سے بچ کے نکل آئے ہو۔ پھر اُن خطرون مین پڑو۔ کیا ابھی تک ان جھگڑون سے تمھارا جی نہین بھرا؟"

موسیٰ "جی تو بھر گیا۔ اور ایسا بھرا کہ پھر اس دنیا کو منھ دکھانے اور اس کی صورت دیکھنے کو دل نہین چاہتا"

نوشتین "تو پھر اب تمھارا کیا ارادہ ہے؟"

موسیٰ "ابھی تک اس معاملہ پر غور کرنے کا موقع ہی نہین ملا۔ مگر دل یہ چاہتا ہے کہ تمام دنیا کی نگاہ مین مین مر چکا۔ لہذا پھر اس دنیا مین زندہ نہ مشہور ہون۔ تم اگر میرے ساتھ مسلمان ہونا پسند کرتین۔ تو ہم دونون حاجیون کی وضع بنا کے معمولی لوگون کی طرح خاک پاک عرب مین جاتے۔ تربت حضرت خیر الانام کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ حج کرتے۔ اور پھر اسی عرب کے کسی گمنام گوشے مین بیٹھ کے زندگی کے باقی ماندہ ایام صرف کر دیتے"

نوشتین "یہی مین بھی چاہتی ہون۔ مگر عرب کی طرف جاؤ گے تو کہین نہ کہین راستے مین پہچان ضرور لیے جاؤ گے۔ ایک نامور باپ کے بیٹے ہو۔ خود ہزارون لاکھون آدمیون پر حکمران رہ چکے ہو۔ تم چاہے بہت کم لوگون کو پہچانتے ہو مگر تم کو لاکھون آدمی پہچانتے ہون گے۔ اور یہان سے عراق و عرب تک کوئی شہر نہ ہو گا جس مین تمھارے پہچاننے والے موجود نہ ہون اور ادھر جانے کا یہ ضروری نتیجہ ہے کہ پہچاننے والے تمکو پھر دنیا کے سامنے لائین گے۔ دوست ہوے تو سردار بنا کے ان جھگڑون مین پھر پھنسائین گے اور دشمن ہوے تو اُن سے جان بچانا مشکل ہو جائے گا"

موسیٰ "اور دشمن ہی زیادہ ہین۔ دوستون کا پتہ نہین۔ وہ منھ چھپاتے پھرتے ہین"

نوشتین "تو پھر وہ کرو جو مین کہون"

موسیٰ "میری زندگی اب فقط تمھارے ساتھ ہے۔ لہذا وہی کرونگا جو تم کہو گی"

نوشتین "تو سنو۔ میرا تمھارا مذہب اب ایک ہونا چاہیے۔ اور وہ یہ ہو گا کہ دل سے ہم تم دونون مسلمان رہین۔ مگر ظاہرین وضع و قطع سے اس مذہب کا اظہار کرین جو اس مقام کے مناسب ہے جہان ہم قیام اختیار کرین گے"

موسیٰ "یہ مجھے خوشی سے منظور ہے"

نوشتین "تو پہلے یہان کے بت پرستون کی وضع بنا کے میرے ساتھ کاشغر چلو"

وہاں میرے ماں باپ تمھیں اپنا فرزند سمجھ کے آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ رعایا تمھارے آگے سجدے کرے گی۔ اگرچہ میرے کئی بھائی موجود ہیں مگر میں یقین دلاتی ہوں کہ اگر تمکو حکمرانی کا شوق ہوگا تو وہ سب بے عذر تم کو اپنا بادشاہ بنالیں گے اور والد دنیا ترک کرکے جوگیوں کی کسی خانقاہ میں جا بیٹھیں گے۔ لیکن میں اب اپنے اور تمھارے لیے حکمرانی و سلطنت کے جھگڑوں کو نہیں پسند کرتی"

موسیٰ "اور نہ مجھے اس کی ہوس ہے۔ بلکہ اب تو میں حکومت سے نفرت کرتا ہوں"

نوشین "یہی میرا بھی حال ہے۔ اس لیے میرا یہی جی چاہتا ہے کہ چند روز کاشغر میں رہ کے وہاں سے جنوب کی طرف سفر کرکے ہم ایک ایسے جنت نظیر خطے میں جا کے سکونت اختیار کریں جو نزہت و شادابی بوقلموں پھولوں۔ جنت نظیر مرغزاروں۔ اور نفیس و لطیف میووں کے لحاظ سے ساری دنیا میں اپنا جواب نہ رکھتا ہو وہاں پہاڑوں کے آغوش میں ایک عظیم الشان جھیل ہے اگرچہ یہاں کی بہ نسبت وہاں سردی زیادہ ہے اور جاڑے دنوں میں برف پڑتی ہے مگر کاشغر کے مقابلے میں گرم ہے۔ وہاں اس جھیل کے کنارے اُن نہروں کے درمیان۔ اور اُن قدرتی چمنوں کے آغوش میں بیٹھ کے جب ہم تر و تازہ میوے کھائیں گے اور خدا کی قدرت کا مطالعہ کریں گے تو ایسی مسرت و شادمانی میں زندگی بسر ہوگی جو اس زندگی دنیاوی میں اور کہیں نہیں نصیب ہو سکتی ہے"

موسیٰ "پیاری نازنین اس زندگی سے بڑھ کے اور کون زندگی ہو سکتی ہے خصوصاً جبکہ تم سی دلدار نازآفرین پہلو میں ہو۔ بس یہی فیصلہ ہے چلو اسی سرزمین میں چل کے رہیں اور اس پُرفتن دولت و حشمت کو لات ماردیں"

نوشین "دولت و حشمت کی تمھارے لیے وہاں بھی کمی نہیں ہے۔ اگر تم چاہو تو والد کی فوج لے کے اس ملک کو فتح بھی کرسکتے ہو۔ جہاں چند روز میں تم ایک باسطوت بادشاہ بن جاؤ گے۔ مگر میں اس کو پسند نہیں کرتی۔ اور چاہتی ہوں کہ اب تمھارے ساتھ آزادی و بے پروائی کی سادی زندگی بسر کروں جس میں نہ جھگڑے ہوں۔ نہ لڑائیاں ہوں۔ نہ خونریزی ہو نہ مردم آزاری ہو"

موسیٰ "ہاں ہاں پیاری مہ جبین ناصحہ مجھے بھی یہی زندگی چاہیے۔ اور اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا"

یہ منصوبہ کرکے دونون رات کو اُسی غار مین جا کے سو رہے۔ صبح ہوتے ہی جنگل جنگل شمال و مشرق کی طرف سفر کرکے شہر رستاق کو چھوڑتے ہوے کوہسار قراداغ مین پہونچے۔ پھر اُس کی وادیون مین گذرتے اور اُس کے نزہت بخش مرغزارون کی سیر کرتے ہوے دو مہینے مین کاشغر پہونچے۔ جہان شاد کاشغر نے بڑی خوشی سے اُن کا استقبال کیا۔ سارے شہر مین خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ اور شاد کاشغر نے چاہا کہ اپنے مذہبی خیالات کے مطابق دنیا کو ترک کرکے موسیٰ کو اپنا جانشین بنا دے مگر موسیٰ نے اس کو نامنظور کیا۔ اور چھ مہینے تک دونون وہین ٹھہرے رہے یہان تک کہ جاڑون کا مصیبت بھرا موسم گذر گیا۔ اور موسم بہار آ پہونچا۔

یہان کے قیام کے زمانہ مین سمرقند کے آنے والے تاجرون سے معلوم ہو گیا کہ ارسلان اور قتلق خانم پہ کیا گزری۔ اُس وقت کا خیال کرکے دونون بہت ہنسے۔ اور جب مدرک کے سامنے نوشین کے چہرے پر سے نقاب الٹی گئی تو اُس مین سے بجاے نوشین کے ایک بوڑھی حبشن نمودار ہوئی۔ اور ارسلان اور قتلق اور تمام حاضرین مبہوت رہ گئے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ نیشاپور مین ارسلان اور قتلق خانم دونون قتل کیے گئے جس کا شاد طرخون کو بڑا صدمہ ہوا۔ ان تمام واقعات مین اُنھین فقط اپنی حبشن باورچن ممسوکہ کے بے گناہ مارے جانے کا البتہ افسوس ہوا۔

ان واقعات نے موسیٰ اور نوشین دونون کے دل پر بڑا اثر ڈالا۔ موسیٰ کے دل مین عروج دنیا اور سطوت و حکمرانی کی اگر تھوڑی بہت ہوس تھی بھی تو جاتی رہی۔ اور جبین مجبوبہ نوشین سے کہا "مجھے دنیا نہایت ہی ناپایدار نظر آتی ہے۔ اس کے عروج و ناموری کی کوئی ہستی نہین۔ اور اس چند روزہ زندگی کو لوگ بجاے اس کے کہ خدا کی عبادت اور نکوکاری مین صرف کرین اور اُس کی نعمتون اور برکتون سے لطف اور فائدہ اُٹھائین۔ ناحق ایک دوسرے سے لڑتے۔ عزیزون اور دوستون کے خون سے ہاتھ رنگتے۔ اور خدا جانے کتنون کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہین"۔

نوشین "انھین باتون سننے کا چہ آ کر تو مین تمھین یہان لائی ہون۔ جب تک مین تمھارے ساتھ رہی اقبالمند اور شاد کام رہی۔ کوئی تمنا نہ تھی جو پوری نہ ہوئی ہو۔ کوئی آرزو نہ تھی جو اٹھ رہی ہو۔ دولت و حشمت۔ شان و شوکت۔ حکومت و سلطنت۔ لونڈی۔ غلام